نغمۂ درد

[illegible] صاحب متخلص بہ عاشق رئیس و زمیندار موضع [illegible] متعلقہ پرگنہ فتحپور ہسوا مصنف دیوان نغمۂ درد شاگرد رشید جناب منشی محمد دلاور علی صاحب متخلص بہ [illegible]



مطبوعہ مطبع لامع النور باہتمام حافظ محمد عبد الغفور



بعون صانع سخن آفرین خلاق مضامین رنگین

دفتر ثانی گنجینۂ معانی یعنی دیوانِ اولین یکتا و فردِ موسوم بنام تاریخی

نغمۂ درد
۱۳۰۳ ہجری

از تصنیف شاعر مشہور خلائق حافظ محمد عبد الغفور متخلص بہ عاشق رئیس چھورا ضلع فتحپور ہنسوا

در مطبع لامع النور واقع شہر فتحپور حسن خوبی و رونق طبع یافت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

گلے پر عکس پڑ سکتا نہین رُخسار جانان کا
بیاضِ نور مین کیونکر ورق شامل ہو قرآن کا

اگر مضمون لکھون طول شب تاریک ہجران کا
نہ چمکے صبح محشر تک بھی مطلع میرے دیوان کا

تصور بندھ گیا ایسا فضاے کوے جانان کا
رہا پیش نظر ہر وقت اک تختہ گلستان کا

نہ لیتے نام بھی پھر حضرتِ خضر آب حیوان کا
جو ملتا بوند بھر پانی ترے چاہِ زنخدان کا

ملے مضمون اگر نظمِ کتاب رُوے جانان کا
یہ ممکن ہے چمک اوٹھے نہ مطلع میرے دیوان کا

کسی صورت گذر ہو گھر مرے اوس ماہِ تابان کا
کہین کالا ہو یارب مُنھ شب تاریک ہجران کا

مجھے بوسہ ملے کیونکر لب جان بخش جانان کا
سکندر نے نہ پایا ایک قطرہ آب حیوان کا

گنہ کرتا ہون مین بخشش پر اوسکی مطمئن ہو کر
ثواب آخرت ٹھہریگا بدلا میرے عصیان کا

عدم کے جانے والے آج تک پھر کر نہین آے
کہ اون سے پوچھتے احوال کچھ شہرِ خموشان کا

میانِ بزمِ جانان دیکھکر غیرِ سیہ رو کو
کہا دل نے ہوا فردوس مین پھر دخل شیطان کا

نظر آئین نہ کیونکر خواب مین مارِ سیہ مجکو
سراسر دل کو سودا ہے کسیکی زلفِ پیچان کا

فراقِ یار مین رو رو کے اک طوفان اوٹھایا ہے
کچھ ایسا حال ابتر ہے ہماری چشمِ گریان کا

بغل اوس شعلہ رو سے گرم ہوگی اچھے موسم مین
بڑی راتون کے دن ہونگے کہ وعدہ ہو زمستان کا

بھلایا دین و دنیا کو بتون کے اُلفتِ رُخ نے
گمان محرابِ ابرو پر نہ کیون ہو طاقِ نسیان کا

صفائے عارضِ پرنور پر آئینہ حیران ہے
فدا ہے دستِ رنگین پر تمھارے پنجہ مرجان کا

اسیرِ دامِ عشقِ زلف و رُخ سارا زمانہ ہے
لیا دل چھین تیرے حُسن نے گبر و مسلمان کا

عجب کیا خامہ و قرطاس دونون خاک ہون جلکر
کرون تحریر اگر کچھ حال اپنے سوزِ پنہان کا

گیا نابود سر ٹکرا کے دیوانون نے وحشت مین
پتا ڈھونڈھے نہین ملتا کہین دیوارِ زندان کا

مرے دیوان کا مطلع غیرتِ خورشیدِ محشر ہے
لکھا ہے وصف مینے آفتابِ روئے جانان کا

رُخِ زیبائے دلبر کا ازل سے عشق ہے مجکو
نہ مین عاشق پری کا ہون نہ شیدا حور و غلمان کا

ہوا ہے قرب حاصل زلف کا رخسارِ جانان کو
تعجب خیز ہے یہ ربط ہندو سے مسلمان کا

زمانے مین نکیون میرے سخن کی قدر ہو **عاشق**
کہ مین شاگرد ہون ذاکر سے اُستادِ سخندان کا

جم گیا نقشہ اگر اوس چاند سی تصویر کا
خوب ہی خاکہ اوڑیگا ماہ کی تنویر کا

میری باتین سنکے بھی ساکت ہو وہ رشکِ چمن / ہے دہن پر اوسکے عالم غنچۂ تصویر کا

جلد او قاتل خبر لے رحم کا موقع یہ ہے / طائرِ جان تشنہ ہے آبِ دمِ شمشیر کا

کیون مرے دل کی تپش کو پوچھتے ہین بار بار / کیا نہین دیکھا تڑپنا آپنے نخچیر کا

کھینچا بھی مانی نے تو کیا مین ہون وہ برباد حال / یکقلم اوڑ جائیگا خاکا مری تصویر کا

پائی تخمِ الفت گیسو نے کیا نشو و نما / مزرعۂ دل مین مرے دانہ اوگا زنجیر کا

میوہ ہاے باغِ جنت کی ہوس کیون ہو اوسے / جسنے پھل چکھا ہے او ظالم تری شمشیر کا

دیکھا مجھ دیوانے کو کسنے نگاہِ شوخ سے / بنگیا چشمِ پری حلقہ مری زنجیر کا

ہجر مین اوس غیرتِ لیلی کے ہون یہ ناتوان / جسم لاغر پر گمان ہے قیس کی تصویر کا

لاکھ اے عاشق کرون تدبیر تو ہوتا ہے کیا / مٹ نہین سکتا نوشتہ خامۂ تقدیر کا

سنتا ہے حال کب وہ دلِ ناصبور کا / ہے عرش پر دماغ بتِ پر غرور کا

تھا میکشی مین دھیان جو اک رشکِ حور کا / ساغر مرا تھا جام شرابِ طہور کا

روزِ فراق روزِ قیامت سے کم نہین / عالم ہے میرے نالے مین آوازِ صور کا

فیضِ قدم سے بزم نہ روشن ہو کس طرح / عالم ہے ساق پا مین تری شمعِ نور کا

دل بھی اوسیکی سمت ہے اللہ بھی اودھر / شکوہ کرون مین کس سے بتِ پر غرور کا

دو زہر یا پلاؤ مجھے شربت وصال
کچھ تو کرو علاج دلِ ناصبور کا ×

کیا باز پرس حشر کا واعظ خیال ہو
بندہ ہون مین خداے کریم و غفور کا

جامِ مے وصال کا اللہ رے اثر
اتبک ہمارے دل مین ہے عالم سرور کا

عاشق برنگ سایہ رہا اوس پری کے ساتھ
دیوانے پن مین کام کیا کس شعور کا

عالم ہے جسکے رُخ سے عیان برق طور کا
عاشق ہون سلے کلیم مین اوس رشک حور کا

پیش نگاہِ بام ہے اوس رشک حور کا
نزدیک اپنی فکر سے مضمون ہر دور کا

کشتہ کسیکے جلوہ برقِ نگہ کا ہون
تعویذ میری قبر پہ ہو سنگِ طور کا ×

وعدہ جو اوسنے حشر مین ملنے کا ہی کیا
ہر دم سے ہے انتظار مجھے نفخ صور کا

جسپر پڑی غش آیا اوسے صورتِ کلیم
طور اوس نگاہ مین ہے مگر برق طور کا

فرقت مین اوسکے نالے مین کرتا جو ایکدم
ہوتا گمان ہر ایک کو آواز صور کا

لکھتا ہون رنج دوریِ جانان مین جب غزل
مضمون سوجھتا ہے مجھے دُور دور کا

عاشق ہمارے دل کی لگی ہے اوسی سے لو
جلوہ چراغ مہر مین ہے جس کے نور کا

کیا مجکو پیس و پیش ہو ارزان و گران کا
سودے مین ترے دھیان نہین سود و زیان کا

تحریر کی طاقت ہی نہ یارا ہے بیان کا
طول ایسا ہے افسانۂ شب ہجر بتان کا

ہر دل کو مرے عشق اوسی آفت جان کا
جسکی ہر ادا کج ہی ہر انداز ہے بانکا

کیا خاک خیال آئے مجھے قصر جنان کا
نقشہ ہے نگاہون مین مری کوے بتان کا

دم بند ہو قاتل تری تیغ دو زبان کا
کھل جائے جو میرے دہن زخم کا ٹانکا

مین زخمی خنجر ہون نہ مجروح سنان کا
بسمل ہون مگر ناوک بیداد بتان کا

ممکن ہی نہین مجھسے کبھی نسبت زاہد
خواہان مین صنم کا ہون وہ ہے حور جنان کا

دیکھا جو ترے عارض گلگون کو چمن مین
منہ شرم سے پتون مین ہر اک پھول نے ڈھانکا

ہاتھ آئے نہ جبتک قلم شہپر عنقا
کیونکر ہو رقم وصف تری موے میان کا

محراب حرم دلمین ہے زاہد جسے سمجھا
نقشہ ہے وہ طاق خم ابروے بتان کا

سمجھا مین سحر ہو گئی سورج نکل آیا
غرفے سے جو وہ مہر لقا رات کو جھانکا

عاشق مجھے کیون بیڑیان پہناتا ہی حداد
پابند ہون زنجیر سر زلف بتان کا

وہ صورت ناوک ہی مین نقشہ ہون کمان کا
قائم رہے کیا ربط بھلا پیر و جوان کا

ہم خانہ بدوشون کا ٹھکانا بھی کہین ہے
کیا خاک نشان آپکو دین اپنے مکان کا

اوس ترک جفا جو نے دیا بوسۂ ابرو
مشتاق سمجھکر تر شاخ کمان کا

یون لاکھ کوئی بات بنایا کرے لیکن
پھر قمریان رُخ بھی نکرین سوے صنوبر
حالِ دلِ بیتاب سُناتا ہون جو اونکو
رنگین لبِ سوفار ہوا میرے ہی خون سے

قائل ہین اوسیدکا ہون جو سچا ہی زبان کا
دیکھین اگر انداز میرے سرو روان کا
فرماتے ہین خاموش یہ قصہ ہی کہان کا
میرے ہی رگ و پے سے بنا بند کمان کا

عاشق کسی دن معرکۂ شعر و سخن مین
کُھل جائیگا جوہر تری شمشیر زبان کا

کیا پتا پوچھتے ہو مسکن کا
ہے یہی شغل بخیۂ وحشت
ہاتھ اوس بُت کا اپنے دیکھا ہے
گالیان دینا کوسنا مجھکو
رات غیرون مین تھا وہ زہرہ جبین
گلِ عارض کا اوسکے عشق آخر
کیون ہے بُلبُل بجاے پروانہ
زلف پیچان کی یاد مین ہر دم
مسی مالیدہ لب نے اوس گُل کے

پھرنے والا ہون مین تو بن بن کا
پھاڑنا روز جیب و دامن کا
پاؤن پوجون نہ کیون برہمن کا
کھیل تھا اون کے یہ لڑکپن کا
نہین ماتھا مرا عبث ٹھنکا
ہو گیا ہار میری گردن کا
گُل ہوا کیا چراغ مدفن کا
ہے عجب حال دل کی اُلجھن کا
رنگ پھیکا کیا ہے سوسن کا

کیا نزاکت بیان ہو اوس گل کی
چاک دامان گل کرے بلبل

بار ہے جسکو ہار گردن کا
دور دیکھے جو تیرے دامن کا

گور مین داغ دل کا اے عاشق
کام دیتا ہے شمع روشن کا

نہو بہر خدا دشمن کسی کا
کہا مان او بت پر فن کسی کا

کسی کا ہے عدو دشمن کسی کا
نہوگا وہ بت پر فن کسی کا

رہا برسون پس دیوار گلشن
غم صیاد سے مسکن کسی کا

لڑائی کس مزے کی تھی شب وصل
کسی کا ہاتھ تھا دامن کسی کا

چمک کر پھر نہ نکلے چرخ پر ماہ
اگر دیکھے رخ روشن کسی کا

مسی مالیدہ لب کا قول ہے یہ
دہن ہے غنچہ سوسن کسی کا

نسیم صبح سے کہدو چلے ساتھ
ارادہ ہے سو گلشن کسی کا +

بٹھا لے آنکھ کے پردہ مین کوئی
کہین چھپ سکتا ہے جوبن کسی کا

چلے برسات مین وان ساغر مے
کٹے رو رو کے یان ساون کسی کا

شب تاریک ہجران کام آیا
خیال عارض روشن کسی کا

تمنا ہے یہی میری کہ تا زیست
نچھوٹے ہاتھ سے دامن کسی کا

غرض کیا جلوۂ شمس و قمر سے
نظر میں ہے رخِ روشن کسی کا

حنا جسکو سمجھکر مل رہا ہے
لہو ہے اے محبت پُر فن کسی کا

صبا یہ کہتی نکلی اوس گلی سے
ہے کوچہ غیرتِ گلشن کسی کا

چراغِ گورِ عاشق دیکھتے ہی
چمکتا دور سے توسن کسی کا

جو وہ بت ہنسین آشنا ہے کسی کا
تو کیوں اوسپہ دل مبتلا ہے کسی کا

شکایت مجھے اپنی تقدیر سے ہے
نہ شکوہ نہ مجھکو گلا ہے کسی کا

مرا نامہ پڑھکر یہ کہتا ہے وہ بت
خدا جانے کیا مدعا ہے کسی کا

قسم کھا کے شوخیِ رفتار کھدسے
نہیں خاک مین دل ملا ہے کسی کا

کہے دیتی ہے باسی ہارونکی خوشبو
وہ گل شب کو مہمان رہا ہے کسی کا

مجھے گھر سے اب جانبِ دشتِ وحشت
نیا عشق کھینچ لیچلا ہے کسی کا

تمناے دیدار لاتی ہے ورنہ
گلی مین تری کام کیا ہے کسی کا

شبِ تار ہجران بلا سے تمھاری
برا حال ہے یا بھلا ہے کسی کا

عبث لوگ مرتے ہین اوس بیوفا پر
نہوگا نہ ابتک ہوا ہے کسی کا

روا ہے تجھے خونِ عشاق ظالم
وہمِ قتل ڈر تجکو کیا ہے کسی کا

نہین آئیگا تیرے فقرون مین عاشق
وہ پٹی پڑھایا ہوا ہے کسی کا

کچھ ہنسی کھیل نہین یار لگانا دل کا
ایک ہے جان کا جانا ہو کہ آنا دل کا

جبکہ عادت ہی تری ٹھہری ستانا دل کا
او ستم کیش بھلا کیا ہے ٹھکانا دل کا

ہو نہین سکتی ترے تیر نگہ کی تعریف
کس صفائی سے اوڑاتا ہے نشانا دل کا

راز کی بات مین کہدون سر محفل کیونکر
چل کے تنہائی مین سن لیجے فسانہ دل کا

کچھ تو تاثیر مری آہ مین بھی ہے آخر
دیکھ اچھا نہین ہر وقت ستانا دل کا

ایک مدت ہوئی وہان بھی نہین ملتا ہی پتا
پہلے تو کوئی صنم مین تھا ٹھکانا دل کا

تا قیامت نہ چھٹے قید پریشانی سے
ہم سے سیکھے کوئی زلفون مین پھنسانا دل کا

جان جائیگی مری مفت مین ہوگے بدنام
دیکھو اچھا نہین ایجان ستانا دل کا

خوب ہوتی ہے حسینونکی محبت لیکن
ہے قیامت کسی بے پیر پہ آنا دل کا

گرم جوشی یہ بجا شمع رخون کی عاشق
انکو منظور ہے در پردہ جلانا دل کا

چھونا نہین آسان تری زلف دوتا کا
ایجان کھلانا ہے یہ اک مار بلا کا

یاد بت کافر مین کسی روز زبان تک
بھولے سے بھی آیا نہ کبھی نام خدا کا

خونِ دلِ عشاق نے گلرنگ کیا ہے
اوس شوخ کے ہاتھون مین نہین رنگ حنا کا

کیسی ہی تری شکل ہو اچھی نظر آئے
آئینہ جو دیکھے ترے نقشِ کفِ پا کا

شاہون کو نہین پاس تلک آنیکی اجازت
اللہ رے یہ رتبہ ترے کوچے کے گدا کا

سرتاب ترے حکم سے کب ہو سکے کوئی
قبضہ ہے زمانے پہ تری تیغِ ادا کا

رہتا نہین کس شب مری آغوش مین وہ بت
کب شاملِ حال اپنے نہین فضلِ خدا کا

اوڑجاتا ہون مین ضعف سے مانندِ پرِکاہ
آجاتا ہے جھونکا جو کوئی بادِ صبا کا

آئی جو نظر رات کو مہتاب کی صورت
جلوہ مجھے یاد آگیا اوس ماہ لقا کا

رہتا ہے جو سایہ تری دیوار کا سر پہ
طالب نہین ہوتا مین کبھی ظلِ ہما کا

تو جرمِ وفا پر جو مجھے قتل کریگا
لیگا نہ مرے بعد کوئی نام وفا کا

کسطرح خوشی کا ہو گذر کشورِ دل مین
جب لشکرِ آلام ہو روکے ہوئے ناکا

سو پیچ سے اوس زلف کے مضمون کو باندھون
عاشق مین زمانے مین وہ شاعر ہون بلا کا

اک گل ہے یہ افسون تری غنچہ دہنی کا
منہ بند ہے گلزار مین ایک ایک کلی کا

حورانِ جنان دیکھین تو نادم ہون بتقریر
وہ حسنِ خداداد ہے اوس رشکِ پری کا

کہتے لبِ شیرین سے ہین سرکا کے وہ آنچل
اب بھی ہے مزا شربتِ دیدار کا پھیکا

افسوس ہین کس سے کہون حال دل پر درد
پرسان ہی زمانے مین نہین کوئی کسی کا

پلٹا ہین در گلشن رضوان سے بصد غم
دلمین جو خیال آگیا اوس بت کی گلی کا

تجھ بن ست مین شمار دن کے ہین اک بندہ یان
افشان مین جبین کے ہے کہان سے زرکا ٹیکا

تلوار سے وہ ابروے پر خم ہے کہین تیز
دکھلاتا ہے ہر موسے قمر کاٹ چھری کا

الفت ہے مجھے اک صنم ماہ لقا سے
مین حور کا عاشق ہون نہ دیوانہ پری کا

غنچون کے تبسم مین کہان لطف یہ عاشق
انداز ہی کچھ اور ہے اوس گل کی ہنسی کا

طالب ہون کیون ہون رحمت رب کریم کا
آنکھون پھر ہے خوف گناہ عظیم کا

ہوتا نہ کیون دماغ معطر نسیم کا
چھو سکتا تھا کوئی گیسوے عنبر شمیم کا

مجھ ناتوان کو لے کے اوڑی آہ بارہا
کیا بوے گل کو ملگیا مرکب نسیم کا

کیون ہو نہ یاد مین قد و زلف و دہن کے پیچ
مجھکو سبق ہے الف و لام و میم کا

تا حشر پھر ہوا سے گلستان نہ اوسکو ہو
کوچہ مین یار کے جو گذر ہو نسیم کا

ہمکو تو سیر کوچۂ جانان پسند ہے
زاہد کو اشتیاق ہے باغ نعیم کا

کیا کیا ہوا ہے دامن گلگون یار سے
ہوتا ہے چاک چاک گریبان نسیم کا

جھیلے ہوے ہے صدمہ شبہاے ہجر کا
کیا خوف میرے دلکو عذاب الیم کا

کیا کیا کرم ہے اپنے عطا کی ہیں نعمتیں
عاشق ہزار شکر خدا اے کریم کا

اوڑا دیا ہے کہاں سے اے پری رو وصل پہ شک کا
خیال آیا جو شب کو اوسکے دروازے کی چوکھٹ کا
اونچا ہر شب سے کیون نہ اوسکے قد عالی کو
چلے جاتے ہیں بے خوف و خطر اب گھر میں ہم اوسکے
کیا اس درجہ ضبط شکستی ساقی کی فرقت مین

بنا لیتا ہے دیوانہ جو سکو زلف کی لٹ کا
نہ آئی نیند بھر دیوار سے تا صبح سر پٹکا
کہ بالا ہے فلک سے رتبہ جسکے در کی چوکھٹ کا
نہ ہے اغیار کا دختر کا نہ ہے دوربان کا کھٹکا
کبھی اک جام پانی بھی پیا تو حلق میں اٹکا

ادہر تڑپا کیے ہم وصل میں تا صبح اے عاشق
اودھر شب بھر ذرا پہلو نہ بدلا اوسنے کروٹ کا

سرو سے موزون ہے قد دلدار کا
کہدے اوس رشک مسیحا سے کوئی
آرزو ہے سیر گلستان کی ہو کیا
کی نگاہ لطف قاتل نے کمی
چاندنی چھٹکی اولٹ دی جو نقاب
وہ سکندر نے بنایا حق نے یہ

گل سے خوشتر رنگ ہے رخسار کا
وقت آخر ہے ترے بیمار کا
باغ سے بہتر ہے کوچہ یار کا
ہاتھ اوچھا پڑ گیا تلوار کا
ماہ تابان رخ ہے گویا یار کا
آئینے سے صاف ہے رخ یار کا

یان بدن ٹوٹا جو سر اوسکا دکھا
تپ چڑھی چہرہ جو اترا یار کا

عشق مین اودس سبزۂ رخسار کے
زرد ہے رنگ اپنے جسم زار کا

آیا جبدن اودس گل ترنج کا خیال
خواب دیکھا رات بھر گلزار کا

جانتا ہے آپکو عاشق مسیح
حال پوچھا کیجیے بیمار کا

یارون پہ جفا غیر سے یارانہ ہے اوس کا
کچھ طرز مروت ہی جدا گانہ ہے اوس کا

ممکن نہین اے دل کبھی جمعیت خاطر
رہتا ہے پریشان جو دیوانہ ہے اوس کا

اوڑ جائیگا خود کیا ہے کبوتر کی ضرورت
وہ شمع ہے نامحرم پروانہ ہے اوس کا

لے بڑھکے خبر اے دل صد چاک ذرا تو
گستاخ سر زلف بہت شانہ ہے اوس کا

غفلت کرو یا ظلم ہر حال مین خوش ہین
شکوہ مجھے کچھ تمسے نہ اسکا ہے اوس کا

کیا کوئی ہوا دریا غیرت یوسف کا خریدار
جو مصر کی قیمت ہے وہ بیعانہ ہے اوس کا

ہے قابل افسوس محبت مین زمانہ
مرتا ہے کوئی یا کوئی دیوانہ ہے اوس کا

تا پردۂ گوش آئی ہے سننے کے شعبان
دلچسپ کچھ اسطرح کا افسانہ ہے اوس کا

ظاہر وہین ابھی تیار ہے ہین دندان
یا حلقۂ گیسو سے عیان شانہ ہے اوس کا

راضی ہین عتاب و کرم دوست پہ عاشق
ہر حال مین لازم ہمین شکرانہ ہے اوس کا

ظلم ہی مجھپہ کئے جائیے گا
یا کبھی لطف بھی فرمائیے گا

چھند ہی پاؤن کی نہ چھٹ جائیگی
میرے گھر تک جو کبھی آئیے گا

شوخیان مجھسے نہ کیجیے ہر دم
مین بھی چھیڑونگا تو شرمائیے گا

دیر آنے مین جو کی نزع کے وقت
زندہ در گور مجھے پائیے گا

ہے وہ قصہ مرے درد دل کا
جسکو سنتے ہی تڑپ جائیے گا

کر کے بدنام جہان مین مجھکو
یہ تو فرمائیے کیا پائیے گا

جیتے جی خیر نہ آئے نہ سہی
سر مدفن تو کبھی آئیے گا

کھلکے یہ مجھسے ہوئے وہ رخصت
جلد آئینگے نہ گھبرائیے گا

رات باقی رہے جب تھوڑی سی
چھپ کے گھر اپنے چلے جائیے گا

وعدۂ وصل نہ کیجیے لیکن
کچھ تو تسکین کو فرمائیے گا

کبھی تنہائی کا موقع جو ملے
عاشق زار کو بلوائیے گا

دل بیتاب جو پہلو سے نکل جائیگا
عاشق زار ترا کچھ تو سنبھل جائیگا

دیکھ پائیگا جو اوس بت کے صفا رخ کو
پائے نظارۂ زاہد بھی پھسل جائیگا

جسقدر روؤنگا مین ہوگا کلیجا ٹھنڈا
سوزِ دل آنسوونکے ساتھ نکل جائیگا

غم تو یہ ہے کہ بسر ہوگی شبِ غم کیونکر
صبح کا دن جو کسی طور سے ڈھل جائیگا

شعلۂ رو یون ہے نہ کسطرح ہو عاشق کو گریز
موم سے نرم ہے دل اوسکا پگھل جائیگا

نالہ ہاے دل کا اب کچھ کچھ اثر ہونے لگا
ظلم ترکِ سا اپنے نگاہ کا اوسکا کم تر ہونے لگا

آگئے وہ بیٹھے بغل میں پر نظر ہے سوے غیر
درد پہلو جب تھا اب دردِ جگر ہونے لگا

بام پر اوس مہروش کی تیغ کر کیا الٹی لگا
کیون چراغِ بادہ شعلۂ اپنے پہ ہونے لگا

یاد اون دانتون کی کیا آئی دمِ گریہ مجھے
آنسوؤنکا تار کیون سلکِ گہر ہونے لگا

وہ مسیحا کیا عیادت کو مری آتا ہے آج
خود بخود کیون کم مرا دردِ جگر ہونے لگا

دیکھکر اوس قامتِ موزون پہ جوبن اوسکا اٹھا
مین یہ سمجھا سرو مین پیدا ثمر ہونے لگا

طاقتِ نالہ تھی جب تاثیر یہ تھی تب کہان
اب لبِ خاموش پر صدقے اثر ہونے لگا

جان جاتی ہے تری فرقت مین مجھ بیمار کی
اے مسیحا حالِ بیمارِ دگر ہونے لگا

آیا ہے وہ بیخبر مدفن پہ میرے بیخبر سے
عاشق اب آیا کرے مین کیون خبر ہونے لگا

ارمان کوئی پورا مرے دل کا نہین ہوتا
پہلو مین کسی شب جو وہ دلبر نہین ہوتا

اک روز بھی وصل اوسکا میسر نہین ہوتا
قابو مین ہمارے دلِ مضطر نہین ہوتا

ہر گستگی بخت سے پرکار کی صورت
کس روز مرے پاؤن کو چکر نہین ہوتا

حسرت سے ہے پھرتی ہین جانبازون کی آنکھین
آشفتہ بجنون جب ترا خنجر نہین ہوتا

آئینے مین منہ دیکھکے کہتا ہے وہ بے مہر
اس رخ سے مخجل کب مہ انور نہین ہوتا

پھنسنا ہی اگر دام بلا مین تو پھر آ دل
کیون شیفتہ زلف معنبر نہین ہوتا

اک تم ہو کہ گھر تک مجھے آنے نہین دیتے
اک مین ہون کسی بات سے باہر نہین ہوتا

کسطرح لکھون جوشش گریہ کا اوسے حال
کوزے مین کبھی بند سمندر نہین ہوتا

اس ڈر سے نہ افشا ہو کہین راز محبت
آنکھون سے کوئی اشک کبھی باہر نہین ہوتا

کیا مرتبہ غیر مرے سامنے چمکے
ذرہ کبھی سورج کے برابر نہین ہوتا

کیونکہ نہ دل عشاق کی ہم اپنے کرین قدر
ہر اک کو یہ آئینہ میسر نہین ہوتا

ہوتا ہون مین سرگرم فغان صورت بلبل
پہلو مین مرے جب وہ گل تر نہین ہوتا

ٹلجاتی ہین کب جو بلا آتی ہے مجھپر
کسدم کرم خالق اکبر نہین ہوتا

مین ترار کہان جاؤن اب اوس گل کی گلی سے
کانٹا کبھی گلزار سے باہر نہین ہوتا

کہتا ہون یہ رو رو کے شب ہجر بصد یاس
وصل اوسکا کسی طرح میسر نہین ہوتا

کیونکر مین کہون لعل لب سرخ کو تیرے
تشبیہ کے لائق کبھی پتھر نہین ہوتا

کیون دلمین مرے یاد بتونکی ہے رگ عاشق
کعبہ کبھی بتخانہ آذر نہین ہوتا

گر اُس کاکل پیچان کا نہ سودا ہوتا
شکل سنبل نہ پریشان دل شیدا ہوتا

شیخ کا رنج نہ غم مرنے کا اصلا ہوتا
میری بالین پہ جو وہ رشک مسیحا ہوتا

کون کہتا تھا مجھے پہلے کہ سودائی ہو
مین نہ آتا ترے کوچے مین نہ رسوا ہوتا

دیکھ لیتا جو تجھے ایک نظر بھی ریحان
آئینے کو نہ کبھی حسن کا دعویٰ ہوتا

کیون نہین کہتے کہ ہے قطع تعلق منظور
مفت الزام لگانا نہین اچھا ہوتا

نظر آتا نہ اگر اوسکو وہ رشک یوسف
شکل یعقوب ابھی آئینہ اندھا ہوتا

باز آ کچھ تو خدا اب بھی جفا سے ظالم
دیکھ ہر دم کا ستانا نہین اچھا ہوتا

ہم نہ نہین بُت بے مہر کے آتے عاشق
اپنے قابو مین اگر یہ دل شیدا ہوتا

خفا ہے جو وہ ماہ پارا ہمارا
ہے گردش مین شاید ستارا ہمارا

تمھین حسن بخشا دیا عشق ہمکو
جو خالق ہے ایجان تمھارا ہمارا

اوٹھا دین وہ اغیار کو انجمن سے
ذرا بھی جو پاوین اشارا ہمارا

دلا کچھ نہ کچھ رحم فرماتے جبتک
وہ سنتے جو افسانا سارا ہمارا

دکھا کر وہ آب اپنے خنجر کی بولے
نہین مانگتا پانی مارا ہمارا

ٹھہر کوئی دم اور اے جوش گریہ
ہوا راز دل آشکارا ہمارا

عدو رشک سے دلمین کٹ جائین عاشق
جو ہو قتل اونکو گوارا ہمارا

ہوگا نہوا وہ کبھی مہمان ہمارا
نکلا نہ کبھی نکلیگا ارمان ہمارا

کیونکر نرہے حال پریشان ہمارا
بھولے سے بھی کرتے نہین وہ دھیان ہمارا

آیا نہ شب وعدہ بھی وہ وعدہ فراموش
نکلا نہ کبھی وصل کا ارمان ہمارا

وان غنچے کے مانند قبا چست بدن پر
یان صورتِ گل چاک گریبان ہمارا

ہم یاد کیا کرتے ہین اوس شوخ کو ہردم
افسوس کہ کچھ اوسکو نہین دھیان ہمارا

جب جیتے ہی جی دل کی تمنا نہ برآئی
کیا بعدِ فنا نکلیگا ارمان ہمارا

دیکھا ہے ترے گیسوئے پرپیچ کو جب سے
دل رہتا ہے ہر لحظہ پریشان ہمارا

جب تیرے تصور کو بھی آزمین ہوا اغماض
پھر خانۂ دل کیون نہو ویران ہمارا

رسوائی کا اے دستِ جنون کچھ نکیا پاس
کیا ملگیا پھاڑا جو گریبان ہمارا

جسکے دہنِ تنگ سے نکلی نہ کبھی بات
کیا خاک نکالیگا وہ ارمان ہمارا

یون بل کی نہ لی ہے تو ای زلف پریشان
ہے تجھسے سوا حالِ پریشان ہمارا

تا صبح رہا دورِ مئے ناب برابر
وہ مست جو تھا رات کو مہمان ہمارا

رویا مین بھی اعدا نے نہین دیکھا ہے جسکو
وہ مصحفِ رخسار ہے قرآن ہمارا

ہم مان لیا کرتے ہین کہتا ہے جو تو بات
تو بھی تو کسی روز کہا مان ہمارا

سر کاٹ کے کس ناز سے کہتے ہین وہ عاشق
گردن پہ تری اب تو ہے احسان ہمارا

کر علاج او محبتِ بے مہر خدارا میرا
جل گیا جسم تب ہجر سے سارا میرا

مہربان حال پہ میری ہے سبب رشکِ قمر
کیا بلندی پہ ہے انروزون ستارا میرا

کیا ہی خوش ہون جو ترے خنجرِ بران کے تلے
دم نکل جائے کہین او ستم آرا میرا

جسقدر رہ جا ہو تجھکو آج ستا لو مجھکو
فیصلہ حشر مین کل ہو گا تمھارا میرا

کیا ہوا اب جو نہین بات بھی سنتی میری
پہلے کافی تھا تمھین ایک اشارا میرا

بچ گیا صدمۂ فرقت سے جو ابکی عاشق
باز دل را ندہم ہیچ دل آرامے را

کیون نہ مشتاق ہوا اے یار زمانا تیرا
ہے غضب پردیسے باہر نکل آنا تیرا

غیر کیا جانین سمجھتے ہین سمجھنے والے
عین اک صلح ہے آنکھون کا لڑانا تیرا

کون آگاہ نہین شہرۂ خوبی سے ترے
سارے عالم مین ہے مشہور فسانا تیرا

گل کھلائیگا کسی روز یہ اے غنچہ دہن
ساتھ اغیار کے گلزار مین جانا تیرا

جب نظر پڑتی ہے نرگس پہ دمِ سیرِ چمن
یاد آتا ہے مجھے آنکھ دکھانا تیرا

کیا ہی بیچین ہوا یاد جو آیا اے شوخ
گدگدا کر وہ شبِ وصل جگانا تیرا

آرزوئے دلِ صدچاک ہے مدت سے یہی
تا سرِ زلف پہونچ کر سے بنے شانا تیرا

لاکھ سمجھایا تجھے ہنسنے پر اے بانیٔ شر
نہ چھٹا محفلِ اغیار مین جانا تیرا

جسکو دیکھا نگہِ ناز سے وہ لوٹ گیا
چوکتا ہی نہین اے یار نشانا تیرا

غیر خون تھوکتے ہین یاد جو آجاتا ہے
دستِ رنگین سے مجھے پان کھلانا تیرا

دل پسا جاتا ہی ہر گام پہ ہنگامِ خرام
ہے غضب ملکے حنا پاؤن اٹھانا تیرا

کیون ہے آبادیٔ صحرا مین نہ مائل عاشق
دورِ مجنون کا اُٹھا اب ہے زمانا تیرا

دلکو سودا کاکلِ عنبر فشان کا ہوگیا
درد سر بیٹھے بٹھائے مفت پیدا ہوگیا

حال کیا سوزِ تپِ فرقت سے اپنا ہوگیا
آگئی خشکی لبون پر زرد چہرا ہوگیا

آجتک پلٹا نہ کیون لیکر جوابِ خطِ یار
مرغِ نامہ بر وہان کیا جاکے عنقا ہوگیا

مثلِ پروانہ جلا کرتا ہون سوزِ عشق مین
جب سے دل اوس شمع رو پر اپنا شیدا ہوگیا

جب شبِ تاریک مین آیا مرا رشکِ قمر
سارے گھر مین پرتوِ رخ سے اوجالا ہوگیا

آگیا اوسکا لبِ رنگین دمِ گریہ جو یاد
دیدۂ تر سے روان اِک خون کا دریا ہوگیا

گھل گیا ایسا مین اوس موئے کمر کے عشق مین
جسم لاغر بے نشان مانندِ عنقا ہوگیا

قصۂ لیلیٰ و مجنون سے زیادہ مشتہر
ہو گیا مشکل پریشانیٔ زلف پر جب کی نگاہ
زندگی عاشق مزاجون کی ہے بدتر موت سے
حال دل کسکو سناؤن بات تک سنتا نہیں

عشق کیا اپنے زمانے مین فسانا ہو گیا
آنکھ نرگس نے جو دیکھی اوسکو سکتا ہو گیا
مر گیا جس دن مریضِ عشق اچھا ہو گیا
شکل تصویری وہ کچھ حیران ایسا ہو گیا

فیض سے استاد وفا کر کے ہوا عاشق فخر
شاعر رنگین رتبہ عاشق وہ بالا ہو گیا

جب سے مجھ پر مہربان وہ ماہ پارا ہو گیا
آ گیا جس دم خم ابرو کے قاتل کا خیال
عارضِ پر نور جانان کے مقابل رات کو
ظلم کرتے کرتے وہ بت ہو گیا خود منفعل
آ گیا صد شکر وہ رشکِ مسیحا وقت نزع

اوج پر اپنے مقدر کا ستارا ہو گیا
خنجرِ غم سے کلیجا پارا پارا ہو گیا
گھٹ گیا خجلت سے ایسا کہ تارا ہو گیا
صبر کرتے کرتے تجھ پر دل ہمارا ہو گیا
ابتو اپنی زیست کا دم بھر سہارا ہو گیا

بے طلب ملنے لگے اب بوسۂ لعلِ ملیح
شکر ہے عاشق نمک کا تو سہارا ہو گیا

کیا ہی مشتاقِ شماتت ہاتھ ملکر رہ گیا
وان وہ حیلہ جو حنا پاؤن مین ملکر رہ گیا

میان سے جب خنجر قاتل نکلکر رہ گیا
یان شہید وعدہ [illegible] ادھر [illegible] رہ گیا

شوخ ہے چشم بتان کیطرح طفل اشک بھی
دامن مژگان پہ آتے ہی مچلکر رہگیا

کانپ اوٹھی ساری زمین تاثیر آہ سرد سے
نالہ ہائے گرم سے گردون دہلکر رہگیا

ہاتھ کھینچا کیئے سفاک میرے قتل سے
خنجر کیون میان سے باہر نکلکر رہگیا

محتسب اک ساغر مے کیلیے بہکا کسقدر
میکشو کمظرف تھا آخر اوبلکر رہگیا

لیچلے تھے ہم بغل مین داب کر دلکو مگر
کوئے جانان مین پہونچتے ہی مچلکر رہگیا

وان ملی غیرون نے اوسکے پائے نازک مین حنا
یان حسد سے مین کف افسوس ملکر رہگیا

پڑگئی جسدم نظر شمع عذار یار پر
موم کے مانند میرا دل پگھلکر رہگیا

حیف وقت نزع بھی تو نے نہ لی میری خبر
آخر او رشک مسیحا دم نکلکر رہگیا

محتسب کا پاک قصہ ہو چکا تھا میکشو
گرتے گرتے آج بھٹی مین سنبھلکر رہگیا

بہکا ملا دین سے ہوکر کب رہا ثابت قدم
یہ چکنی چکنی باتون پر زاہد پھسلکر رہگیا

کان تک اوس گل کے ہیہات آجتک پہونچی نہین
نالہ کیا جانے کہان دلسے نکلکر رہگیا

آگئے جب اوس شعلہ رو کی بغل میں رونکی گرم
آتش رشک و حسد سے غیر جلکر رہگیا

کھینچ سکی آخر نہ اوس روے مصفا کی شبیہ
ہاتھ سے بہزاد کے خامہ پھسلکر رہگیا

ضعف سے جانے نپایا منزل مقصود تک
دو قدم ناکامی قسمت سے چلکر رہگیا

شمع رخسار صنم پر پڑگئی جسکی نگاہ
دم زدن مین صورت پروانہ جلکر رہگیا

پڑ گئیں چھینٹیں جو اڑکر تیرے خون گرم کی
دے سکا صحرا نوردی میں نہ ہرگز اپنا ساتھ

ہاتھ میں سفاک کے خنجر پگھلکر رہگیا
دو قدم ہمراہ میرے قیس چلکر رہگیا

ہوں وہ زار و ناتوان جس جا میں بیٹھا کبھی
زیرِ پا آہو اے عاشق کچلکر رہگیا

سبب شورِ عنادل کا صبا کیا
چراغِ قبر پھر گل ہو گیا کیا

خفا تو ہو گیا اے دلربا کیا
نگہ کیون پھیر لی مجھسے ہوا کیا

ہوا وہ برق وش مجھسے جدا کیا
طپان ہے دل مرا سینے مین کیا کیا

ستم کرتا ہے وہ بت مجھپہ کیا کیا
خدا جانے ہوئی مجھسے خطا کیا

نہ پلٹا کوچۂ گیسو سے ابتک
ہوا پھر دل گرفتارِ بلا کیا

بُرے ہی سے جو اک بوسہ دیا ہے
بھلا اسمین مرا ہوگا بھلا کیا

ہمارے خون کی چھینٹون نے بڑھکر
اوڑیگا طائرِ رنگِ حنا کیا

جوابِ نامہ لیکر کیون نہ پلٹا
کبوتر میرا عنقا ہو گیا کیا

دل و جان دین و ایمان انِ بتون کو
سبھی دے بیٹھے اب باقی رہا کیا

جب اپنی بات ہی سنتا نہین وہ
کہون مین حالِ دل اوس سے بھلا کیا

نکیون مسرور ہون کھانے سے اوسکے
تمھارے غم سے بہتر ہے غذا کیا

علاج دردِ دل ہوگا تمہین سے
طبیبو نسے مری ہوگی دوا کیا

نہ ٹوٹے زخم پر جب تک نمکدان
تڑپنے کا ارے ظالم مزا کیا

مشبک کر دیا سینہ سراسر
ارے او ناوکِ غم یہ کیا کیا

زمین سے تا فلک پہونچا شبِ غم
تڑپنے کی ہے میرے انتہا کیا

عیادت کو نہین آتا دمِ نزع
مرے عیسیٰ کو یا رب ہو گیا کیا

گلے سے ایسی لپٹی تیغ قاتل
ملیگا آشنا سے آشنا کیا

ستاؤ جسقدر تم چاہو مجکو
مین ہون اہلِ وفا خوفِ جفا کیا

ہمارے دلسے پوچھے آکے زاہد
محبت مین بتون کی ہے مزا کیا

مریضِ عشق ہون مین اے طبیبو
کریگی فائدہ مجکو دوا کیا

مرا دستِ ہوس ٹھٹکا ہے جبوقت
چُراتی ہے بدن شرم و حیا کیا

وبالِ جان ہوئی چوٹی کی الفت
مرے پیچھے پڑی ہے یہ بلا کیا

خیالِ آتشین رخ مین شبِ ہجر
جلا ہون شمع کے مانند کیا کیا

تری زلفِ سیہ سے اے مری جان
کریگی ہمسری کالی گھٹا کیا

جلایا عاشقِ بیجان کو آکر
مرا قاصد مسیحا ہوگیا کیا

نہین ہی حسن مین ہم پلہ کوئی اوس پریرو کا
جمال حور اک پاسنگ ہی اوسکے ترازو کا

تصور چشم تر مین جب سے ہی اوس قد دلجو کا
نہین خوش آتا نقشہ قامت و لب جو کا

نکلتا ہی تڑپ کر آنکھ سے جب قطرہ آنسو کا
مچلنا یاد آجاتا ہی مجکو طفل بدخو کا

نہین تشبیہ لازم سنبل گلزار جنت سے
کہ بالاتر کہین ہی سلسلہ اوس گل کے گیسو کا

کھلایا پان جو اوسنے مجھے دست حنائی سے
رقیب روسیہ نے رشک سے خون جگر تھوکا

دم گریہ شرر اوڑتے ہین جب دم آہ سوزان کے
چمکنا موسم بارش مین یاد آتا ہی جگنو کا

خبر اوس سرو قامت کی جو دیدہ تر کیون مین مجکو
اسی خاطر سے تو باندھے ہوے ہین تار آنسو کا

گلی اوس غیرت شمشاد کی یاد آگئی مجکو
چمن مین جب گھڑی قمری نے باندھا تار کوکو کا

مین جنس حسن جو با تول لیتا آن کر معشوق
جو میری آنکھ کا پلہ ہے پلہ ہے ترازو کا

پریشان دل کو رکھتی ہی تلاش مشک چین ہر دم
ہوا ہے جب سے مجکو عشق زلف عنبرین بو کا

رہے غافل نہ دم بھر اپنے فن سے ہم و دونو
نہ ہم طرز وفا بھولے نہ وہ بت ظلم سے چوکا

گدائی جسے در میخانہ کی شاہی سے بڑھکر
فزون ہی مرتبہ جام جم سے میرے چلو کا

کرون کیون ترک ایمان کفر پر کیون کمر باندھون
دم تحریر مدح رخ لکھون کیا وصف گیسو کا

سمجھ کر چشم سیاہ یار اے عاشق
بجاے طوق پہناتے ہین حلقہ چشم آہو کا

لکھتا ہوں جو مضمون خم ابروے صنم کا
جھک جاتا ہے قد مثل کمان اپنی قلم کا

گھر دل ہی غم و حسرت و اندوہ و الم کا
سینہ ہے ہدف ناوک بیداد و ستم کا

پہلو سے مرے اوٹھنے کا ہی قصد صنم کا
لازم ہی کر دن مین بھی سفر ملک عدم کا

جلوہ جو سر بام رخ یار کا دیکھا
خورشید ندامت سے نہ پھر چرخ پہ چمکا

مژگان نے یہ کھائی ہے مجھے تیر کا دھوکا
ابرو کی کجی پر ہے گمان تیغ دو دم کا

جب سے کہ جدا مجھسے ہی وہ دلبر رعنا
رہتا ہے مرا ساتھ غم و رنج و الم کا

سمجھا کہ ہوئی برق عیان ابر سیہ مین
اوس بت کا دُر گوش سر زلف جو چمکا

لکھتا جو فسانہ دل پر درد و ستم کا
ہوتا دم تحریر جگر چاک قلم کا

یان دُرد ہی ہے جام مئے وصل صنم کا
کیا خاک خیال آئے مجھے ساغر جم کا

خوش آتی ہے اوس حور کے کوچہ کی مجھے سیر
طالب ہوں نہ فردوس کا عاشق نہ ارم کا

بارش کو بند کر تو ذرا دیر تھم گھٹا
آ لینے دے اوسے نہ بڑھا میرا غم گھٹا

کچھ رنج ہی گھٹا نہ کبھی لیسے غم گھٹا
ہر دم لگا رہا مرے گھر مین یہ جمگھٹا

دیکھے جو تری زلف سیہ الغنم گھٹا
چھپائے کچھ الیسا رعب کہ بارے نہ دم گھٹا

جس طرح تارے ہوں مہ انور کے آس پاس
ہے گرد بار رو مین حسینون کا جمگھٹا

تھوڑی سی بات کو نہ بڑھا لب کا بوسہ دے
کوتاہ قصہ کر نہ مرا دل صنم گھٹا

بکھرا کے زلف بام پر اپنے جو تم ہنسے
خجلت سے اشکبار ہوئی اے صنم گھٹا

جسدن سے ربط شمع رخ یار بڑھ گیا
دود جگر نہ دل سے مرے اکدم گھٹا

ساماں آئے سب یہ بادہ کشی کا تب آئے لطف
آب رواں بہار گلستاں صنم گھٹا

جام شراب جلد کوئی اسطرف بڑھا
اوٹھی ہے کیسی جھومتی آج اے صنم گھٹا

نشہ سے اور بڑھ گئی مجکو ہوائے وصل
فرقت میں بادہ نوشی سے مطلق نہ غم گھٹا

کھولی جو زلف عارض روشن پہ تمنے آج
یقین سمجھا رات بڑھ گئی دن اے صنم گھٹا

عاشق پھر اسطرح نہ کبھی بل کی لے سکے
دیکھے جو اوسکے گیسوؤں کے پیچ و خم گھٹا

جس طرف ہو کے پری رو ترا شیدا نکلا
لڑکے دوڑے یہ سمجھ کر کہ تماشا نکلا

ہر طرف چشم تصور نے جہاں میں ڈھونڈھا
کوئی معشوق طرحدار نہ تجھسا نکلا

میں شب ہجر تڑپتا رہا کس ضبط کے ساتھ
آہ نکلی نہ مرے دل سے نہ نالا نکلا

پھول عارض ہیں دہن غنچہ ہے گیسو سنبل
گلشن حسن میں یکتا وہ سراپا نکلا

بید مجنوں کیطرح خوف سے کانپ اوٹھتے ہیں
میں جو وحشت میں کبھی جانب صحرا نکلا

قامت یار رہا اک مصرع موزون لیکن
درمیاں سے کمر ہو نہیں سکتا نکلا

بزم مین بوسہ جو اوس گل کا لیا تھا مینے
دلسے ابتک نہ رقیبونکے وہ کانٹا نکلا

پھاڑ ڈالے کپڑے مرے پیراہن یوسف کیطرح
تو بھی بیدست جنون دستِ زلیخا نکلا

چار سو عالمِ ایجاد مین دیکھا لیکن
عاشقِ زار کوئی تیرا نہ مجھسا نکلا

نہ مرے پاس خود آیا نہ مجھے بلوایا
ایک بھی تمسے نہ ارمان مرے دل کا نکلا

مین تڑپتا ہون مجھے دیکھکے ہنستا ہی وہ گل
جانِ بلبل کوئی کوئی محوِ تماشا نکلا

سوجھتا کچھ نہین اب اوسکے تصور کے سوا
حسرتِ دید مین مین آنکھونکا اندھا نکلا

ہو گئی آہ غمِ ہجر سے یہ شکل مری
نکلا جب نالۂ دل منھ مرا تکتا نکلا

اوس پری رو نے مجھے دیکھکے عاشق پہ کہا
تجھسا دنیا مین نہ دیوانہ و شیدا نکلا

پہونچا صحرائے جنون سے طرفِ دشتِ عدم
جوشِ وحشت مین کہان سے مین کہان جا نکلا

ایک وہ ہین کہ نہ باز آئے جفا سے کبھی
ایک مین ہون کہ کبھی منھ سے نہ شکوا نکلا

ساتھ غیرونکے وہ عاشق کی لحد پر آئے
بعد مرنیکے یہ کیا خوب نتیجا نکلا

کیون مرے قتل پہ افسوس نہ اصلا آیا
میری تو جان گئی ہاتھ ترے کیا آیا

جب گلستان مین خیالِ قدِ بالا آیا
حالتِ سرو پہ کیا کیا مجھے رونا آیا

نامہ بر کوچۂ جانان سے نہ تنہا آیا
ساتھ اپنے لیے پیغام خوشی کا آیا

رعب چشم سیہ مست مین ایسا آیا
دیکھا آہو بھی تو مین سمجھا چھلاوا آیا

اوسنے خط بھیجا ہی اغیا سے لکھوا کے مجھے
آج آگے مرے تقدیر کا لکھا آیا

دامن گل پہ ہوا قطرۂ شبنم کا گمان
رخ پر اوس رشک چمن کے جو پسینا آیا

دیر سے کعبہ کے جانیکی ہدایت ناصح
بات کا بھی نہ شعور آپ کو قبلا آیا

دیکھکے حور کو بھی دھیان نہ بت اوس کا گیا
شیخ جی دل ہی تو ہے جسطرف آیا آیا

بام پر آیا ہی ملنے کو جو وہ رشک قمر
اوج پر کیا مری قسمت کا ستارا آیا

رنج تنہائی سے جب دل کو پریشان دیکھا
دی صدا جوش جنون نے کہ نہ گھبرا آیا

ہے کبھی شکوہ شکایت کبھی اوسکا ہی گلا
تجکو بے مہر انھین باتون کے سوا کیا آیا

ہون وہ دیوانہ کہ اک تار نہ باقی رکھا
جب کبھی ہاتھہ مرے دامن صحرا آیا

وعدہ اک دن کا تھا کیا سال مہینونکی چلا
اک مہینے مین جو اے ماہ وہ ہفتا آیا

بھول کر آیا نہ ایکے سمت آنکھون مین خواب
یاد مجکو جو ترے ساتھہ کا سونا آیا

آیا افلاس تو سب دوست احبا چھوٹے
یاس تک پھر نہ کوئی اپنا پرایا آیا

لائے ہم عالم بالا سے مضامین بلند
جب وہم فکر خیال قد بالا آیا

گل جو جامے مین نہین پھولے سماتے ہین صبا
کیا پئے سیر چمن وہ گل رعنا آیا

قتل عاشق کو ہی ابرو کا اشارہ کافی
لیکے تلوار عبث او ستم آرا آیا

شبکو جو مرے خواب مین وہ سیمبر آیا
وہ غیرت گل ہاتھو نسے تھامی جگر آیا
گیسو کے تصور مین جو یاد آگئی رخ کی
مقصود دل طالع بیدار بر آیا
کچھ اتنو مری آہ مین تنگ اثر آیا
مین سمجھا شب آخر ہوئی وقت سحر آیا
کھیلا وہ کبھی گنجفہ بھی تو کیا یہ ظلم
ہر ہاتھ مین شمشیر ہی کا مجکو سر آیا
مین عیب سمجھتا ہون ہنر کو بھی تو ان کے
ایسا نہ کوئی مجکو خدایا ہنر آیا
اسد رجہ تصور سے تری آنکھین ہین مخمور
جس سمت نظر اوٹھ گئی تو ہی نظر آیا
افسوس کہ آزار محبت کا ہمارے
درمان نہ تجھے ایک بھی اے چارہ گر آیا

اُسکے دُر دندان کے مقابل مجھے عاشق
بے آب ہر اک گوہر یکتا نظر آیا

پہلو سے ترے غیر جو ٹل جائے تو اچھا
کانٹا یہ مرے دلسے نکل جائے تو اچھا
باتو نمین جو وہ طفل بہل جائے تو اچھا
آج اودہر مرے گھر ہی کل جائے تو اچھا
تلوار گلے پر مرے چل جائے تو اچھا
ارمان شہادت کا نکل جائے تو اچھا
اوس فتنے کو کچھ کہکے کرون مائل رفتار
یہ چال قیامت کی ہی چل جائے تو اچھا
ہے یاد بتون کی دل نازک کو دبائے
پتھر یہ مری چھاتی کا ٹل جائے تو اچھا
کہتا ہون یہی دام مین اوس زلف کی پھنسکر
بیچ اپنے مقدر کا نکل جائے تو اچھا

وعدہ تو وہ بت وصل کا کرتا ہی ہاں ہے
پر وہ لیمن یہ کہتا ہے کہ ٹل جائے تو اچھا

ڈرتے نہ کہیں اونکا کلیجہ دہل اوٹھے
نالون کا مرے ڈھنگ بدل جائے تو اچھا

جلتا ہی عبث سوز تپ ہجر سے ہر دم
دل شمع صفت کاش پگھل جائے تو اچھا

کاٹے نہیں کٹتی مری ایام جدائی
فرقت کا زمانہ ہی بدل جائے تو اچھا

سنتا ہون عیادت کے لیئے آتے ہین وہ آج
دم بھر کے لیئے موت جو ٹل جائے تو اچھا

جیمین ہو کہ سینے سے لگاؤن تجھے پیکان
دل کی یہ تمنا جو نکل جائے تو اچھا

جاتے ہین اگر بزم سے اغیار تو جائین
محفل کا تری رنگ بدل جائے تو اچھا

لٹتے نہ کہیں جبہ و دستار کیون ہین
ناصح مرے آگے سے جو ٹل جائے تو اچھا

یارو نکی لبیں گرم رہے شعلۂ خون سے
اغیار کا دل رشک سے جل جائے تو اچھا

عاشق دل مضطر سے مرا ناک مین دم ہے
سینے سے یہ کمبخت نکل جائے تو اچھا

دل کو ہمارے عشق کا آزار ہی رہا
پہلو ہمارا خانۂ بیمار ہی رہا

وہ رشک گل گلے کا مرے ہار ہی رہا
آنکھوں مین دشمنونکے چبھا خار ہی رہا

جب تک جیا مین طالب دیدار ہی رہا
مرجانے پر بھی منتظر یار ہی رہا

دل مبتلائے گیسوئے دلدار ہی رہا
پھندے مین اس بلا کے گرفتار ہی رہا

محو تصور گل رخسار ہی رہا
دل کو ہمیشہ عشق رخ یار ہی رہا

مجھسے بگڑ کے بات بنائی رقیب کی
وہ تند خو عدو کا طرفدار ہی رہا

مین مرچکا وہ عزم عیادت کبھی نہ اب
کہدو نہ اب مریض نہ آزار ہی رہا

نیند آگئی جو اوس رخ گلگون کی یاد مین
مین خواب مین بھی دیکھتا گلزار ہی رہا

رکھا نہ بزم سے مین کبھی بھول کر قدم
واعظ تمام عمر گنہگار ہی رہا

در تک نہ اوس پری کے رسائی ہوئی کبھی
سائے کی طرح مین پس دیوار ہی رہا

رخ بھی کیا نہ دیر و حرم کی طرف کبھی
پیش نگاہ سنگ در یار ہی رہا

برسون ہی جان بلب مین ترے ہجر مین
اوس بیوفا کو وصل سے انکار ہی رہا

دلمین بسا ہوا مرے گلزار ہی رہا
آنکھون کو جوش حسرت دیدار ہی رہا

کسطرح تمکو رشک مسیحا کہے کوئی
عاشق تمھارے ہجر مین بیمار ہی رہا

نمایان ونمائی مین کبھی وہ بت جو فن اپنا
خدا سمجھین یقین ہے اوسکو تیغ و برہمن اپنا

جدا ہی تھا ہی ساری زمانے سے چلن اپنا
نکوئی ہم طریق اپنا نکوئی ہم سخن اپنا

جمایا باغ مین تو نے وہ رعب اے گلبدن اپنا
کہ غنچے بند رکھتے ہین ترے آگے دہن اپنا

غضب ہے گردش چشم اور آفت جنبش ابرو
وہ اپنا سحر دکھلاتی ہے اور یہ بانکپن اپنا

کیا غیروں نے وان اوس شعلہ رو نے اپنا دل ٹھنڈا
جلایا آتشِ رشک و حسد نے یان بدن اپنا

چھپے چوری گھر اوسکے آج کی شب جانیوالا ہون
بجھا دے تو چراغِ ماہ ای چرخِ کہن اپنا

نہ نکلا ہے نہ نکلیگا کبھی ارمان ہی دل کا
ہوا ہے اور نہ ہو سکتا ہے وہ وعدہ شکن اپنا

تعجب کیا نہ بجائے سبزہ پیدا ہون گل و ریحان
قدم جس سرزمین پر رکھے وہ رشکِ چمن اپنا

برنگِ خار نظرون مین ہماری گل کھٹکتے ہین
دمِ گلگشت یاد آتا ہے جب وہ گلبدن اپنا

ہنسی آتی ہے او رشکِ پری اپنی حالت پر
کبھی جب ہوش مین یاد آتا ہے دیوانہ پن اپنا

طفیلِ لاغری کچھ فکرِ عریانی نہین ہمکو
یہ ڈھیلا پوست جسمِ زار پر ہے پیرہن اپنا

تمنا ہے کہ ہو مسکن ہمارا اوس گل کے کوچہ مین
رہے اے بلبلو تمکو مبارک یہ چمن اپنا

سراپا کسطرح لکھون ترا اے مجمعِ خوبی
نہ دکھلائی کمر اپنی نہ دکھلایا دہن اپنا

محبت کھینچتی ہے دشت سے سوئی چمن ہمکو
جو یاد آجاتا ہے صحرا مین وہ گل پیرہن اپنا

برنگِ لالہ رکھتا ہون ہزارون داغ سینے مین
بہارِ تازہ دکھلاتا ہے اے عاشق چمن اپنا

جور عاشق پہ روا او بتِ عیار نہین
کر ذرا خوفِ خدا

ستم و ظلم و جفا تجکو سزاوار نہین
مجھپہ کر مہر و وفا

اک اشارے مین اڑا دیتی ہے سر کو تن سے
جس سے ملتی ہے گلے

تیغِ ابرو کے برابر کوئی تلوار نہین — ہے یہ شمشیرِ قضا
زلف کو چھو کے ہوا تختۂ نیستان ریحان — کیا کرون اسکا بیان
کب بتا سے مجھے اس جرم کا اقرار نہین — بخشدے میری خطا

دل تو مین دے ہی چکا تھا تجھے پہلے دلبر — کیا نہین اسکی خبر
جان کے دینے مین بھی اب مجھے انکار نہین — ہو اگر تیر اکیلا
عاشقِ خستہ ترے کو جیسے ایجان جہان — او ٹھکے ایجا کہان
ضعف سے قابلِ جنبش بدنِ زار نہین — تابِ رفتار گیا

ردیف با

دیکھ کر حسن و صفائے روئے جانان آفتاب
ہے فلک پر صورتِ آئینہ حیران آفتاب

بے نقاب اوسکا جو دیکھے روئے تابان آفتاب
شرم سے ہو ابر کے پردے مین پنہان آفتاب

صبحِ محشر تک نہ پھر ہوتا نمایان آفتاب
دیکھتا اوسکا اگر رخسارِ تابان آفتاب

دیکھ لے تیرے کفِ پا کو جو ایجان آفتاب
شرم ایسی آئے ہو سر در گریبان آفتاب

پاؤن فرشِ خاک پر رکھے اگر وہ رشکِ مہر
ذرۂ خاکِ قدم سے ہو نمایان آفتاب

ہوگیا سودائی کس آئینہ رو کی زلف کا
روز پھرتا ہی جو حیران و پریشان آفتاب

اون لبون تک جام کی پہونچا تو سمجہا ہی تہی
دو ہلا تو نکلے مقابل ہی نمایان آفتاب

جلوۂ رخ یون ہی زیر سایۂ زلف سیاہ
ابر سے جسطرح ہوتا ہے نمایان آفتاب

کس پری رخسار پر عاشق یہ دیوانہ ہوا
پہاڑ کر نکلا ہے کیون اپنا گریبان آفتاب

پایا کسی نے مثل ترے خط و خال کب
تجہسا جہان مین ہی کوئی صاحب جمال کب

سر کھینگے اونکے ابروی پرخم سے بال کب
نکلیگا دیکھین ابر سیہ سے ہلال کب

دشنام دیکے کرتے تھے یون پائمال کب
پہلے تھی یہ تمہاری بہلا بول چال کب

قسمت دکہائے دیکھئے روز وصال کب
جائے شب فراق کا دلسے ملال کب

اوس رشک گل کے قامت موزون کو دیکھکر
گلشن مین سرو کو ہوا انفعال کب

الفت سے ان تو نکلے مرا دل جو پہیر دے
ایسا جہان مین ہی کوئی صاحب کمال کب

طرز خرام و طرز سخن ہے ترا جدا
طوطی و کبک کو یہ ملی بول چال کب

شاداب کب وہ سبزہ ہو روندی جسکو تو
چہو لے تو جس شجر کو ہو وہ نہال کب

عقدے ہین زلف گرہ گیر کے کہلے
غیروں نے سلجہے الجہے ہوئے تیرے بال کب

جو ہے عروج پر وہی ہمت مین پست ہے
کام آئی رزمگاہ مین تیغ ہلال کب

دل چہین لیتی ہی تری آنکہ اک نگاہ مین
شوخی مین ایسی ہوتی ہی چشم غزال کب

بوسے کی بات ہی وہ بگڑ کر چلے گئے
کھائی ہے چیٹ کو چیکی اوس حور کے ہوا
دلمیں تمھارے وسیان کچھ نہیں مگر
دعوائے ہمسری جو کرین روئے یار سے
لایا ہے رنگ یہ کسی مجرم کا لہو

اب اونسے ہمسے دیکھئے ہوتا ہو وصال کب
باغ جنان کا آتا ہے مجھکو خیال کب
جاتا ہے میرے دل سے تمھارا خیال کب
پایا ہے مہر و ماہ نے ایسا جمال کب
پہلے تھے ہاتھ آپکے مہندی سے لال کب

جب سے اثر ہوا ہے تب سوز عشق کا
عاشق رہی ہے اپنی طبیعت بحال کب

وحشت دل ہو گئی ہے دشمن جان کیا سبب
زلف ہے ہم پہلوئے رخسار جانان کیا سبب
دل کو رہتا ہے خیال زلف پیچان کیا سبب
ہندوئے خال سیہ کی دل ہی ساکن نہیں فرد
جامہ زیبی کیا کسی خوش چشم کی یاد آگئی
آگیا کسکے صفائے رخ کا پہر دلکو خیال
تھی ابھی تو ابتدائے عشق لطف زیست تھا
پیرہن وحشت مین عاشق ہو گیا کیون چاک کب

چھپا نسکا پہرتا ہون چاک گریبان کیا سبب
ربط باہم رکھتے ہین گبر و مسلمان کیا سبب
دیکھتا ہون رات بھر خواب پریشان کیا سبب
ہو گیا ہے گل چراغ نور ایمان کیا سبب
پنجہ وحشت نے کیونکر پہاڑا گریبان کیا سبب
ہو رہا ہون صورت آئینہ حیران کیا سبب
دیگئی دہوکا مجھے عمر گریزان کیا سبب
ننگیا پہانسی کو تا گریبان کیا سبب

رُخ نہ جیتے جی کرے سو گلستان عندلیب
آج ہی صیاد سے خالی گلستان عندلیب
تجھکو بھر سیرہ رشکِ قمر آئے اگر
دل سے وہ عاشق ہے چھپ جاتا ہے جن مین اوس پر نثار
باغ مین دیکھے دہانِ تنگ اوس گل کا اگر
جسطرح یادِ گلِ رخسار مین روتا ہو نہین
قمریان کیا تو بھی ہو جائے اسیرِ دامِ عشق
بھر گلگشتِ چمن جائے اگر وہ خوبرو
دیکھے جو اوس رشکِ گل کا روے خندان عندلیب
گل مین کب ایسی لطافت ہے جو اوس گلرو مین ہے
آئے اوس رشکِ چمن کے جامہ زیبی کا جو دھیان
اِک گلِ عارض ہے اوسکے یہ ہم دونون کا حال
زینتِ گلشتانہ جب لیتے ہے وہ رشکِ چمن
ہو فدا قمری جو دیکھے قامتِ زیبای یار
شمعِ روے یار کا پروانہ ای عاشق ہو نہین

دیکھے جو موسم بھر بہار آوے جانان عندلیب
خوب گلچھرے اوڑالے ہو گئے نادان عندلیب
چاندنی کا کھیت ہو صحنِ گلستان عندلیب
گل ہے بلبل پر فدا اور گل پہ قربان عندلیب
کر لے غنچونکو یہ وہ کہین اپنے پنہان عندلیب
یون نہین رہتی فراقِ گل مین گریان عندلیب
باغ مین آئے جو وہ سروِ خرامان عندلیب
رنگِ زر رُخسارِ گل ہے ہو خندان عندلیب
پھر گلستان مین نہ پھولو نہ یہ نازان عندلیب
کیون ہے خاموش اگر ہے تو کچھ نہین بیان عندلیب
رشک سے ٹکڑے کرے گل کا گریبان عندلیب
گھر مین ہم گریان گلستان مین ہے نالان عندلیب
خانہ ویران ہمارا ہے گلستان عندلیب
عارضِ گلرنگ ہو جائے قربان عندلیب
سرو پر قمری فدا ہے گل پہ قربان عندلیب

فائدہ کیا خنجر مژگان جو دکھلاتی ہیں آپ
بلکہ غیرت سے جب سیر کو جاتی ہیں آپ
بیحجابانہ جو شب کو خواب میں آتی ہیں آپ
وحشت دل کا سبب ہے عشق میں سب دغا و بند
میری نظروں میں ہوا جاتا ہے اک عالم سیاہ
مچھلیاں ہو جاتی ہیں آکر اسیر دام زلف
سرخ کیا رنگ حنا سے ہو کف دست اسقدر
رات کا وعدہ کیا ہے تو وہ آئینگے ضرور
ہو ہو دا اس کو تسلسل آپکے گیسو سے ہے
وہ جو پہلو سے اوٹھے کہنے لگا گھبرا کے دل

قتل ہم ابرو کی جنبش سے ہوئے جاتی ہیں آپ
خوب ہنس ہنس کر گل سوسن کو شرماتی ہیں آپ
طالع خفیہ مگر بیدار ہو جاتے ہیں آپ
حضرت ناصح مجھے ناحق کو سمجھاتے ہیں آپ
زلف شبگوں کیوں رخ روشن پہ بکھراتی ہیں آپ
جب کبھی دریا میں جاکر غسل فرماتی ہیں آپ
یا کسی بیحس کا خون کرکے آج آتے ہیں آپ
حضرت دل شام سے کیوں اتنا گھبراتی ہیں آپ
دم اولجھتا ہے مرا جب بال سلجھاتے ہیں آپ
بیٹھے یوں چھوڑ کر تنہا کہاں جاتے ہیں آپ

فکر سر کوئی اعدا مجکو عاشق کیا ضرور
سنگ در سے اوسکے سر اپنا وہ ٹکراتی ہیں آپ

شام ہی سے وصل کی شب یار دکھلاتی ہے دھوپ
تیری پہلو نکی چھیڑ سے کیا ہی چڑھ جاتی ہے دھوپ
چاندنی کی اصل کیا اوس مہر طلعت کے روبرو

چاندنی پر تو سے اوسکے رخ کے بنجاتی ہے دھوپ
گل نہ کمھلا جائے کوئی خوف یہ کھاتی ہے دھوپ
عارض روشن سے اوسکے حیا تیراتی ہے دھوپ

پرتوِ عارض سے اوسکے یون فروغِ مہر ہے
ذرہ ہائے خاک کو جسطرح چمکاتی ہے دھوپ

جانتی ہے مجھکو اُس دیوانہ نازک مزاج
اے پری رو سایۂ دیوانہ پاتی ہے دھوپ

پھول ہین وہ اور جو جلتے ہین اُن کو دھوپ مین
اوس گُل رخ سے نہین وہ کم بکھر جاتی ہے دھوپ

اشکباری سے مری لو تیرہ ہو جاتا ہے دن
روزِ بارش ابر مین جسطرح چھپ جاتی ہے دھوپ

وصل کی شب روز ہے انکا جب آیا ہے خیال
چاندنی آگے مری آنکھون کے بنجاتی ہے دھوپ

فرشِ بزمِ یار سنکر جاتی ہے کیا عروج
چاندنی سے اوسکے آکر کیون لپٹ جاتی ہے دھوپ

چاندنی جسطرح ہووے پیشِ تیغِ آفتاب
عاشق اوس رخ کے مقابل صاف اوڑ جاتی ہے دھوپ

جو دیکھے گیسوئے پیچان تمہی نقاب مین سانپ
بلا کے پیچ مین آئے پھنسے عذاب مین سانپ

تمام عمر رہے پھر تو پیچ و تاب مین سانپ
تمہاری زلفِ سیہ دیکھ لے جو خواب مین سانپ

جو پڑ گیا قدحِ مے مین عکس زلفِ سیاہ
وہ مست ڈر کے یہ بولا کہ ہی شراب مین سانپ

خیال گیسوئے پیچان مین جب مین سوتا ہون
تمام شب نظر آتے ہین مجکو خواب مین سانپ

غش آگیا مجھے وحشت سے جب چھوا اوسکو
ہے تیری کاکلِ پیچ خم مرے حساب مین سانپ

اگر نہا کے نچوڑے وہ بال دریا مین
عجب نہین کہ نظر آئین موجِ آب مین سانپ

خیال زلف مین خط لکھا ہو گیا کاغذ پر
کہ اوسنے بھیجا ہے مکتوب کے جواب مین سانپ

جو یاد گیسوی پرپیچ و تاب ایسا ہے
کہ لوٹتے ہین مری دل اضطراب مین سانپ

خیال زلف نہ آئے کہین دم گریہ
سما نجاے مرے دیدہ پر آب مین سانپ

دکھا کے زلف کو پستان پہ بولے وہ عاشق
کہ وہ دودھ پیتا ہے یون کاسہ حباب مین سانپ

ردیف تاکی

سویا جو بے نقاب وہ دلبر تمام رات
نکلا نہ شرم سے مہ انور تمام رات

ہٹتا نہین تصور رخسار سارے دن
رہتی ہے یاد زلف معنبر تمام رات

اوس ماہوش کے عارض تابان کے سامنے
چمکا نہ ماہتاب فلک پر تمام رات

آتی ہے یاد روے ثریا فشان مین نیند کب
پیش نگاہ رہتے ہین اختر تمام رات

تھا بام سے جو کل ترے آنیکا انتظار
آنکھین جھپکنے پائین نہ پل بھر تمام رات

اسدرجہ تیرے ابروے پرخم کا عشق ہے
پہلو مین رکھ کے سوتا ہون خنجر تمام رات

قصہ جو روز ہجر کا میرے سنیگا تو
نیند آئیگی نہ اے بت خود سر تمام رات

لکھتا ہون وصف رخ کبھی تعریف زلف یار
رہتا ہے مشغلہ یہی دن بھر تمام رات

کروٹ نہ لی ادھر کی شب وصل تا سحر
مجھسے رہا کشیدہ وہ دلبر تمام رات

عاشق نہ آیا وعدہ پہ اپنے وہ برق وش
تڑپا کیا مرا دل مضطر تمام رات

رہی وہ فرقت جانان مین بیقراری رات — تڑپ تڑپ کے بسر کی ہے یہ ہماری رات
کسیکی زلف پریشان کی یاد مین شب ہجر — گنا کیا ہون مین تارے فلک پہ ساری رات
ہوا ہون گیسوی شبگون کا جب سے سودائی — مری نگاہ مین دن سے کہین ہے پیاری رات
خیال مین تری مژگان کی نیند خاک آتی — ہمارے دلمین چلا کی چھری کٹاری رات
ہمارے دلکو رہا پیچ وتاب تا بہ سحر — کسیکی زلف جو اغیار نے سنواری رات
ہوا یہ عارض پرنور یار سے محجوب — نہ چمکا ماہ منور فلک پہ ساری رات
رہی فراق مین اوس ماہوش کی تا دم صبح — ہماری مونس و غمخوار آہ و زاری رات

رسائی ہوتی جو اوس بام تک کہین عاشق
نہوتی کم شب معراج سے ہماری رات

ہے جو پہلو مین بت رشک قمر آجکی رات — عالم اک نور کا ہے پیش نظر آجکی رات
ہے جو اوس حور کا گھر مین گذر آجکی رات — غیرت خلد برین ہے مرا گھر آجکی رات
شام ہی سے ہے شب وصل وہ آمادۂ جنگ — دیکھیں کسطرح ہو یہ معرکہ سر آجکی رات
چاندنی رات شب تار سے بدتر ہے مجھے — غیر کے گھر ہے جو وہ رشک قمر آجکی رات
تیز کیون ہوتا ہے خنجر سر شام اے قاتل — کیا مرے قتل پہ باندھے ہے کمر آجکی رات
پاؤن مین اوس بت کافر نے لگی ہے مہندی — خون روتے ہین مرے دیدۂ تر آجکی رات

زیست کس طرح ہو دیکھئے شب فرقت ایچرخ
وصل کی شب تو ہے نہ بوقت کہیں ہول اوٹھتا
آیا وہ ماہ نہ ہی نیند آنکھوں میں آئی شب بھر

صبح ہوتی ہے نہ بجتا ہے گجر آجکی رات
ہے یہ کھٹکا مجھے ای مرغ سحر آجکی رات
شام سے جاگ کے کی ہمنے سحر آجکی رات

یادِ دندان میں نہیں اشک رواں آہ عاشق
موتی برساتے ہیں یہ دیدۂ تر آجکی رات

جب سے دیکھی نہیں اوس رشکِ قمر کی صورت
دیکھی حسد تسے مرے رشکِ قمر کی صورت
ہجر جاناں میں گھٹا ہے یہ تنِ زار کہ اب
وہ شب وعدہ بھی تشریف نہ لائے ہیہات
ہو گیا جب کہ لہو خشک دمِ فکر سخن
کہدو وہ تیغ ادا شوق سے کھینچیں مجھپر
ہے دمِ گریہ تصور جو ترے دانتوں کا
دونوں عارض پہ اشتباہ ہے یہی بنی کا
پرتوِ عارضِ پرنور صنم سے اے چرخ
قدر کیا اور حسینوں کی مقابل تیرے

ہو گئی اور ہی مجھ خستہ جگر کی صورت
الفلک زرد ہے خورشید سحر کی صورت
چشمِ مردم میں ہوئے ہیں تارِ نظر کی صورت
کیوں نہ اٹھ جائے گریباں ہوں سحر کی صورت
تب نظر آئی ہے اک مصرعۂ تر کی صورت
سینۂ عاشق بیدل ہے سپر کی صورت
آنکھ سے اشک نکلتے ہیں گہر کی صورت
شکلِ خورشید ہے اک ایک قمر کی صورت
ذرے نظر دیتے ہیں خورشید سحر کی صورت
شکلِ انجم ہیں وہ سب تو ہے قمر کی صورت

پردۂ چشم ہوے چاک کتان کی مانند
نظر آئی جو بُتِ رشکِ قمر کی صورت

نکلے ارمان ہم آغوشئ عاشق کیونکر
وصل سے جان چُرا تے ہو کمر کی صورت

کر باغبان ابھی سے تو صحنِ چمن درست
ورنہ تجھے کریگا وہ غنچہ دہن درست

ہر فصل مین یہ رکھتا ہی رنگِ سخن درست
دیوان کو مرے کہتا ہی رشکِ چمن درست

چشمِ صنم سے دعوئ ہمچشمی پھر کرے
پہلے کرالے آنکھ کو اپنی ہرن درست

گلشن مین وہ مسیح جو دیکھے اوٹھا کے آنکھ
ہوجاے دم مین نرگسِ بیمار تندرست

ہر بات مین کنایہ ہر اک گفتگو مین طنز
نکلا زبان سے اونکی نہ کوئی سخن درست

ہنستے ہین بے سبب دہن زخم کب مری
قاتل نہین ہی تیغ کا تیری چلن درست

مشاطہ چاہیے تجھے اے رشکِ گل ضرور
بے باغبان بھی رہتا ہی کوئی چمن درست

جو ہین تمھاری آنکھ کے بیمار اونسے کچھ
اے غیرتِ مسیح نہین اچھے تندرست

طرز کلام کا ہو نہین اوستاد لا کلام
عاشق ہر اک طرح سے ہی میرا سخن درست

تدبیر کی حاجت ہے نہ تسخیر کی حاجت
اوصافِ دہن مین نہین تفسیر کی حاجت

آہِ دلِ عاشق کو ہے تاثیر کی حاجت
مدحِ خطِ رخ مین نہین تحریر کی حاجت

اوس رو بہ بے کتابی پہ خطا ایسے ہی ثابت
مصحف کے لئے ہوتی ہی تفسیر کی حاجت

ہاتھ آئے جو تقدیر سے خاک قدم یار
تا زیست نہ ہو پھر مجھے اکسیر کی حاجت

کافی ہی مرے قتل کو ابرو کا اشارہ
خنجر کی ضرورت ہے نہ شمشیر کی حاجت

مین قائل تحریر مقدر ہون ازل سے
کچھ فکر سے مطلب ہے نہ تدبیر کی حاجت

سودا ہی تری زلف مسلسل کا ہی کافی
دیوانے کو تیرے نہین زنجیر کی حاجت

ہم دشت نوردون کے لئیے قید مکان کیا
آزادونکو ہوتی نہین تعمیر کی حاجت

پروانے سے کرتی نہ کبھی سرکشی ایسی
ہوتی نہ اگر شمع کو گلگیر کی حاجت

آیا نہ دم نزع بھی وہ رشک مسیحا
بر آئی نہ کچھ عاشق دلگیر کی حاجت

ردیف ٹے

رکھتی ہے قیامت کا تری تیغ نظر کاٹ
لاکھوں ہی بیک چشم زدن لیتی ہے سر کاٹ

لازم ہی سر گیسو دہ کاکل سین ہمیشہ
دن زیست کے خوش ہو کے دلا شام و سحر کاٹ

ہوش اوڑ گئے سختی عمر گردون کی جو دیکھی
قاتل نے خنجر کا گیا آج کدھر کاٹ

سودا ہے محبت کا مرے سر سے نہین جاتا
خدا داد ستم آرا مرا سر کاٹ

اوڑ جائیگا کیا خوف تھا صیاد بد اندیش
دم لینے نہین دیتا ادھر شوق تہ ہاد
جانباز ہون دھمکاتا ہے کیون تیغ سے قاتل

کیون ٹوٹتے اسیران قفس کے پر کاٹ
وہ تیغ دو دم کاہین دہانیکو ادھر کاٹ
سرکاٹنا تجکو ہے اگر مد نظر کاٹ

مجھہ عاشق جانباز کو ڈر کیا نہین غم
قاتل مرا سر شوق سے بخوف و خطر کاٹ

اے نامہ رسان سچ ہی نہین کہتے ہیہم جھوٹ
آیا نہ یقین اونکو لکھا ہیتے جو احوال
کٹ جائیگا سر پر نہ تردد رہے اوٹھینگے
تلوار مین یہ خم ہین کہان جتنے ہین شاعر
قاتل جو گیا واسے کبھی پھر کے نہ آیا
واقف ہی نہین راستی سے کیا جی تمھارے
پیش آیا وہی تھا مری قسمت مین جو لکھا
کھول آنکھ جو حق بین ہو جو دین وہ کر بند

تحریر خط یار ہے سب کی قسم جھوٹ
سب ٹھہرا مرا قصۂ بیتابی و غم جھوٹ
ہم کہتے نہین ہین ترے قدمون کی قسم جھوٹ
سب کہتے ہین ابرو کو تری تیغ دو دم جھوٹ
کوچے کو ترے کہتے نہین راہ عدم جھوٹ
ہوتے ہین سب اقرار غلط قول و قسم جھوٹ
کب خامۂ تقدیر کی ہوتی ہے رقم جھوٹ
پھر دیکھ لے کیا سچ ہے تو اور کیا ہے قسم جھوٹ

نامہ تو شکایات مین لکھتے ہو تم اونکو
عاشق کوئی مضمون نہ ہو جائے رقم جھوٹ

پھر غضب ہوگے نہ تو پردۂ رخسار الٹ
سہم کر دم نہ مرا جائے کہیں یار الٹ

ہر نہیں رہ بلبل مضطر کہ جو ہون گرم فغان
دو دن بیک چشم زدن تختۂ گلزار الٹ

لوٹ جاتا ہے وہیں سانپ سا دل پر میرے
رخ سے دیتا ہے وہ جب گیسوئے خمدار الٹ

وصل کی رات نہیں منھ کا چھپانا اچھا
چاند سی شکل دکھا پردۂ رخسار الٹ

اس غزل کی نہیں آسان ہے ای عاشق
کہ ردیف اسکی بہت سخت ہے یکبار الٹ

ردیف ثے

غیر پر مہر و وفا مجھ پہ جفا کیا باعث
بے سبب مجھسے ہو کیوں آپنے خفا کیا باعث

ابتک آیا نہ وہ بے مہر و وفا کیا باعث
نالۂ دل نے اثر کچھ نکیا کیا باعث

کیوں ہے برہم ہوئی کیا مجھسے خطا کیا باعث
اے صنم کچھ تو بتا بہر خدا کیا باعث

کوچۂ زلف سے ابتک دل وحشی نہ پھرا
رہ گیا ہو کے گرفتار بلا کیا باعث

دل سے کیا اوس بت کافر نے بھلایا ہے مجھے
یاد آتا ہے مجھے آج خدا کیا باعث

کسکا خون ہوگا کروگے کسے پامال خرام
کیوں ملی جاتی ہے پاؤں میں حنا کیا باعث

کون ہے زہرہ جبین کی ہے تلاش ای عاشق
تا فلک جاتی ہے کیوں آہ رسا کیا باعث

کشیدہ ہو گیا کیون ساقی گلفام کیا باعث
دیا مجھکو نہ مے سے بھر کے کوئی جام کیا باعث

خیال زلف بھی کیا آگیا ہے یاد عارض مین
نظر آتی ہے یکجا مجھکو صبح و شام کیا باعث

کیا ہے ملنے کیا اوس بدزبان جسکے عوض لاکھون
مجھے دیتا ہے گر ہر دم وہ دشنام کیا باعث

خرابی پڑ گئی یا رب یہ کیسی بزم ساقی مین
کہین خم ہے کہین شیشہ کہین ہے جام کیا باعث

تری جانباز و نہین خاص ایک تین قتل تھا کرتے دل
کیا ہے پھر اوس نے بے وجہ قتل عام کیا باعث

ادھر نہین کیا خط مین مضمون ناتوانی کا مین لکھتا ہون
قلم کیون اٹک کے چلتا ہے دم ارقام کیا باعث

ہوا بدنام مین جسکے لیئے ساری خدائی مین
خفا پھر مجھسے ہے کیون وہ بت خودکام کیا باعث

بولا نامہ بر جو ممکن نتھا تم خود چلے آتے
زبانی غیر کے بھیجا ہے کیون پیغام کیا باعث

بتاؤ تو سہی عاشق کو کن کیا ہو گیا لاحق
نہین ملتا کسی پہلو مجھے آرام کیا باعث

مبتلائے عشق ابرو کا ستانا ہے عبث
خود جو مرتا ہو اوسے خنجر دکھانا ہے عبث

قتل کا میرے جو تو بیڑا اوٹھا سکتا نہین
او ستمگر پھر یہ تیرا پان کھانا ہے عبث

آتش فرقت ہوگی سرد آب اشک سے
آرزوئے وصل مین آنسو بہانا ہے عبث

وصل مین لٹتی زبان باہم تو کچھ آتا مزا
دور سے اے جنگجو آنکھین لڑانا ہے عبث

زندہ ہوکر پھر حسینون پہ مریگا بالیقین
اے مسیحا اوسکے کشتے کا جلانا ہے عبث

صاف کہلا بھیجتے آنا نہ تھا منظور اگر
پاؤں میں مہندی لگانیکا بہانا ہے عشق

نہ سمجھتا ہی نہیں ناصح کو سمجھاوے کوئی
آپکا حضرت یہاں تشریف لانا ہے عشق

لیکے دزدیدہ نگہ سے دل اشرمائے کیوں
چور جب ٹھہرے تو پھر آنکھیں چرانا ہے عشق

دیکھکر اصنام کو عاشق خدا آتا ہے یاد
بتکدے سے سوے مسجد اٹھکے جانا ہے عشق

ردیف جیم

عاشق کا اگر قتل نہیں مدِ نظر آج ع پھر کسلیئے سفاک نے باندھی ہے کمر آج
باندھی نہ صرف قتل یہ قاتل جو کمر آج ب گر جائیگی غنطر وستے تری تیغ و سپر آج
دکھلایا مری آہ نے کیا رنگ اثر آج د آتے ہیں وہ تھامے ہوے ہاتھوں سے جگر آج
اے نالۂ شبگیر دکھا دے وہ اثر آج ا اس مہر لقا کو ہو یہاں آکے سحر آج
لیجا خبر کہدو مسیحا سے یہ ورنہ ل بیمارِ محبت کا ہے دنیا سے سفر آج
شہرہ ہنر لوٹ کا ہے نہ اغیا کا کھٹکا غ جاتا ہوں میں گھر یار کے بےخوف و خطر آج
فرقت میں تسلی مجھے دیتے تھے تو ان کل ف کیا ہوئیگا کل یہ بھی نہیں مجکو خبر آج
وہ ماہ جو آئیگا سینے میں میرے و ہوگا رخِ پرنور سے روشن مرا گھر آج

رد کون ہین سر راہ اونسے دوڑ کے عاشق
جائے تو نہی ہوکے ادھر غیر کے گھر آج

سامان شب وصل صنم ہے مرے گھر آج
کہدے کوئی خاموش سے مرغ سحر آج

پہلو مین جو بیٹھا ہے بت رشک قمر آج
مین آپ کہان ہون یہ نہین مجکو خبر آج

یا ہووے شب وصل صنم کی نہ سحر آج
یا خانۂ تاریک لحد ہو مرا گھر آج

بیوجہ نہین بار گران دوش پہ سر آج
سامان ہے مرے قتل کا وان ہوگا مگر آج

تاریک ہے اغیار کی نظرون مین زمانہ
مہمان جو وہ خورشید لقا ہے مرے گھر آج

ہے وصل کی شب منھ سے جو آواز نکالی
آئیگی تری موت مگر مرغ سحر آج

کہتا ہون شب وعدہ بہی حسرت غم سے
کیا بھول گیا مجکو مرا رشک قمر آج

آئی ہے چلی بوئے خوش پیرہن یار
کیا چھو کے اوسی آئی ہے ای باد سحر آج

مین آپکو بے قتل ہوئے دیکھ نہ سکتا
قبضے مین مرے ہوتی جو وہ تیغ نظر آج

گھر غیر کا مین خاک نکر دیتا جلاکر
ہوتا جو مرے نالۂ سوزان مین اثر آج

کل تک نہ کسیطرح مجھے پاؤ گے زندہ
آؤ گے نہ ایجان اگر تم مرے گھر آج

بیوجہ وہ برق نگہ یار بھری ہے
صدپارہ نہون غم سے ہو عاشق کا جگر آج

آمادہ چمن ہے جو وہ گلعذار آج
پھرتی ہے باغ باغ نسیم بہار آج

کس برق وش کے آنیکا ہے انتظار آج
بیتاب کیون ہے اپنا دل بیقرار آج

آئی ہے ہو کے کوچۂ گیسوے یار سے
کیونکر نہو نسیم سحر مشکبار آج

دیکھا جو اوسکے آئینۂ رخ کو اک نظر
سب دور ہو گیا مرے دل سے غبار آج

کل شام تک نہ صبح کا یارب ظہور ہو
ہو جائے طول ایسی شب انتظار آج

لاغر وہ عشق قترۂ رشکِ چمن مین ہون
کانٹے سے بھی سوا ہے مرا جسم زار آج

عاشق غم فراق سے ہون کس غضب اب مین
گویا مرے حساب ہے روز شمار آج

جو دیکھین روے دلبر چاند سورج
نہ چمکین پھر فلک پر چاند سورج

نہین ہوتے فدائے عارض یار
کچھ ایسے ہین بد اختر چاند سورج

ترا آئینۂ رخ جب سے دیکھا
فلک حیران ہی ششدر چاند سورج

زمین پر جیسے اوسکے نقش پا ہین
کہان ایسے فلک پر چاند سورج

فلک کو طعنہ زن جھومر ہے اوسکا
چمکتے ہین جو سر پر چاند سورج

ترے رخسارِ تابان کے برابر
نہین اک ماہ پیکر چاند سورج

زمین پر دیکھکر اوس نقش پا کو
بتا دیتے ہین اکثر چاند سورج

نقاب اوٹھی ہے اوس نے رخ سے عاشق
نہ ہوں بے نور کیونکر چاند سورج

ردیف چے

آنکھ مین سرمے کی اے شوخ تو تحریر نہ کھینچ
قتل کرنے کو مرے دیکھ یہ شمشیر نہ کھینچ

طفلِ گیسو سے پہ منھ پھیر نہ او آئینہ رو
آنکھ دکھلا کے دلِ عاشقِ دلگیر نہ کھینچ

ہے یہ اندیشہ نہ غیرون کی نظر پڑ جائے
دیکھ بہزاد تو اوس حور کی تصویر نہ کھینچ

کوئی دم آپ مری تیغ کا لینے دے مزا
حلق سے میرے ستمگر ابھی شمشیر نہ کھینچ

لے کمان کش نکل آئے نہ جگر ساتھ اوسکے
تو خدا کے لیے پہلو سے مرے تیر نہ کھینچ

سیر کر لینے دے صحرا سے جنون کی مجکو
جانبِ شہر ابھی گردشِ تقدیر نہ کھینچ

اک اشارہ ہی تری ابروِ پرخم کا ہے بس
قتلِ عاشق کے لیے میان سے شمشیر نہ کھینچ

زہر اوگلیگا ترے گیسوِ خمدار کا پیچ
حق مین عشاق کے بنجائیگا یہ مار کا پیچ

ڈالا گردن مین سر گیسوِ خمدار کا پیچ
چلگیا مجھپہ غضب بخت سیہ کار کا پیچ

بال آئنے کا باندھون کہ اوسے تا نظر
نہ کھلا بندشِ موئے کمرِ یار کا پیچ

دل صد چاک سے ہو جبکہ او لجھنے والا
کیون نہ کھل جای پھر اوس کاکل خمدار کا پیچ

بلبلے خوبی سے ہین لپٹے ترے گیسو سے
خوشنما ایسا نہ دیکھا کسی دستار کا پیچ

حلقۂ دام بنا ہی مری مرغ دل کو
کس بلا کا ہی تری گیسوی خمدار کا پیچ

عشق در پردہ تھا زاہد کا تبھی ہے عاشق
سبحہ ٹوٹی تو کھلا رشتۂ زنار کا پیچ

ردیف حے

بلبل جو دیکھے اوس گل رعنا کی طرح
نظرون مین گل کھٹکنے لگین خار کی طرح

خالی بھی دست یار سے تلوار کی طرح
انگڑائی مین اوٹھا تو گرا وار کی طرح

طوطی و کبک لیے اوڑی اوس گل سے بارہا
گفتار کی طرح کبھی رفتار کی طرح

کپڑے جو پھاڑے عشق بت جانہ سے مین
گردن مین تار جیب ہے زنار کی طرح

کیا خاک سیر عرصۂ محشر مین جی لگے
فتنے کہان اوٹھے کوچۂ دلدار کی طرح

گھبراؤن کیون کہ ہجر مین ہے سینہ [illegible]
کنج ملال مین [illegible] غنچہ [illegible] کی طرح

پہلو مین ایکدم بھی تڑپ سے نہین قرار
سینے مین ہے دل [illegible] برق ہے [illegible] کی طرح

استادہ یا غمین وہ خرامان یہ ہر طرف
سرو چمن [illegible]

اذیت خدا کیواسطے مجھ بیگنہ کا کیون
دشمن بنا ہی چرخ ستمگار کیطرح

اے ابر کسکے دانتون کا غم ہے جو آج تو
روتا ہے میری چشم گہربار کیطرح

کوچے کی تیرے چھانتے ہین خاک ادہری
دیوانے کام کرتے ہین ہشیار کیطرح

عاشق سر حریف سخن کیون نہو قلم
جوہر مری زبان مین ہین تلوار کیطرح

ہے عشق ناوک مژۂ یار سیطرح
صد چاک ہو رہا ہی دل رسیطرح

ہے اشتیاق گیسوئے خمدار سیطرح
دام بلا مین دل ہے گرفتار سیطرح

رکھتی ہے یاد نوک مژہ مجکو گرم خواب
آنے لگی ہے نیند سر دار سیطرح

آمد ہی میرے غیرت یوسف کی کیا جو آج
ہین جمع مشتری سر بازار سیطرح

صحرا سے کیا مین آبلہ پا جاؤن سوئے شہر
دکھلاتی ہی مزے خلش خار سیطرح

ہوتی ہین قتل جنبش ابرو سے سیکڑون
دکھلاتی ہی کاٹ یہ تلوار سیطرح

دیکھا ہی میرے آئینہ رو کو جو باغ مین
حیران ہے چشم نرگس بیمار سیطرح

الجھیگا شانہ دل صد چاک ایکدن
لیتی ہی بل کی کاکل خمدار سیطرح

عاشق ضرور بگڑیگی اکدن کہ یار سے
سرگرم اختلاط ہین اغیار سیطرح

ردیف خ

خون عشاق میں شمشیر نہائی اے شوخ
یا کہ ہے عکس کف دست حنائی اے شوخ

یاد جب آئی مجھے تیری کلائی اے شوخ
پھر کسی کل نہ مرے دلکو کل آئی اے شوخ

صورت مردم بیمار پڑا رہتا ہون
آنکھ جسدن سے مجھے تونے دکھائی اے شوخ

ملکے پاؤن میں حنا تونے شب وعدہ وصل
تا سحر مجکو عبث راہ دکھائی اے شوخ

نوبت صلح ہنوز آنے نپائی تھی کہ پھر
چھیڑ دی ساتھ مرے تونے لڑائی اے شوخ

دیدۂ تر سے نکلنے لگا خون بجای سرشک
یاد آیا جو ترا دست حنائی اے شوخ

شوخیان دست تمنا کی دکھاؤن تجکو
ہو تری زلف سیاہ تک جو رسائی اے شوخ

کب شرارت سے جلایا نہ مرا خرمن صبر
شعلۂ رخ سے نہ کب آگ لگائی اے شوخ

تھا ترے دست حنائی کا جو عاشق مجروح
بارہا لہو سے حنا زخموں سے آئی اے شوخ

کیا عجب پھول نظر آنے لگیں یار سرخ
رو رو کے روتے ہوئے چلی ہے چشم گوہر بار سرخ

تیغ پایا اے ستم ایجاد جو دستار سرخ
دیدۂ عشاق میں لہو کی جو بار سرخ

رنگ گلہائے گلستان کہ ہے فصل بہار
چار سو پھولوں سے ہے سبزہ گلزار سرخ

ہو گیا ہوں عشق میں رنگ طلائی کے یہ زار
جسم لاغر رہ گیا ہے وزن میں دو چار سرخ

جب لئے لعل لب جانان کے بوسے بزم میں
کیا ہی غصے سے ہوا رنگ رخ اغیار سرخ

کیا لب میگون کی الفت میں ہوا دل کا خون
کیوں نظر آتا ہے دود آہ آتشبار سرخ

جسم لاغر میں لہو کا نام تک باقی نہیں
قتل کر کے مجھکو کب ہوگی تری تلوار سرخ

وہ عیادت کے لیے آئیں سر بالیں اگر
زرد سے ہو جائے رنگ عاشق بیمار سرخ

چمن میں دیکھتے ہیں گل جو تیرا داماں سرخ
حسد سے زرد کے لہو کرتے ہیں گریبان سرخ

ہمارے رنگ جو اپنا وہ خون دل ہے مرا
حنا سے ہو گئے کہیں سے پائے جانان سرخ

خیال عارض گلگوں میں کسکے رہتا ہوں
جو ہو گیا ہے جنون دامن بیابان سرخ

سرخرو ہوں کیوں نہ یار کی دولت دیدار
کہ زر کے نشہ سے رہتا ہے روئے انسان سرخ

یہی ہے خوف دم قتل مجھکو اے عاشق
کہیں یہ خون سے نہ سفاک کا ہو داماں سرخ

ردیف دال

کیا کہوں میں دم بدم کیا کیا چمن آتا ہے یاد
لالہ کو دیکھکر داغ کہن آتا ہے یاد

دامن صحرا مین جب مجھکو چمن آتا ہی یاد
دیکھکر سنبل کو یاد آتی ہے زلف پرشکن
گھر کا ویرانہ کہیں جاتا ہے غم سے جسگھڑی
پھر گلگشت چمن کیا جاؤن مین وحشی مزاج
گھونٹ لیتا ہون گلا اپنا یہ ہے پاس ادب
جان شیرین لبتک آتی ہی تری فرقت میں جب
میری آنکھون میں کھٹکتے ہین نگ خار گل

ہمنشینو مجھکو مرا گل پیرہن آتا ہے یاد
شکل غنچہ دیکھکر اوسکا دہن آتا ہے یاد
ہجر مین وہ سا قہقہے پیمان شکن آتا ہی یاد
اے پری گلزار میں بو اپنے تن آتا ہے یاد
جب میں نالہ مجھے وہ کلمہ سخن آتا ہی یاد
بھول کر موت اپنی مجھکو کوہکن آتا ہے یاد
باغ میں جسدم مجھے وہ گلبدن آتا ہے یاد

وہ نہو پہلو مین تو عاشق ہو کیا فکر سخن
کنج تنہائی مین کب شعر و سخن آتا ہے یاد

دلانا جا کے اوسکو نامہ بر یاد
چمن مین بیکلی ہوتی ہے دل کو
رہا قائم نشان [illegible] یاد
نہ بھولا دل سے اوسکی یاد دم بھر
خموشی ہے دلا الفت مین لازم
دلا یا دے نوح کے طوفان کا عالم

کبھی بھولے ہو دنکو اپنے گر یاد
جب آتا ہے مجھے اوس گل کا گھر یاد
کر شکلے کیا بتان سیمبر یاد
ادسے کرتے ہین سب جن و بشر یاد
کبھی لب تک نہ آنے پائے فریاد
وہ افسون رکھتی ہی یہ چشم تر یاد

تری بے اعتنائی کی یہ باتیں
رہیگی مجکو یاد ہُبت عمر بھر یاد

مکان یار تک عاشق جو پہونچا
نہ آیا بھول کر پھر اپنا گھر یاد

دل غیر کا پسند کیا میرا ناپسند
حوریں بھی ناپسند ہیں پر یاں بھی ناپسند
کسطرح ارتباط و محبت بہم رہے
زلف سیاہ یار پہ دیتا ہو جان کن
اسکو سوئے گلشن رضوان میں جاؤ کیا
وہ گل بڑھا کی ہاتھ نہ دے جام مے اگر

تیری بھی کچھ نرالی ہے اے دلربا پسند
ہے اپنے دلکو وہ صنم مہ لقا پسند
میں ہوں وفا شعار وہ بت جفا پسند
ایدل عبث ہے تجکو یہ کالی بلا پسند
جنت سے بڑھکے ہے تجھے کوچہ ترا پسند
سیر چمن خوش آئے نہ کالی گھٹا پسند

عاشق چلا تو ہوں میں پہ نذر لیکے دل
پر فکر ہے پسند کریں وہ کہ ناپسند

کیا کرے عاشق تبسم ہے اودل پسند
اوس لب شیریں کے آگے بوسے کیا خال لبکے
تونے ظالم کر دیا ہے ایسا آشفتہ حال اسے
جسنے دیکھا تیری تیغ ابروے خمدار کو

کسطرح کافر کو آئے کعبے کی منزل پسند
روبرو عناب کے آتی نہیں فلفل پسند
اب کریگا کیا کوئی دلبر ہمارا دل پسند
اوسکو کیونکر آئے کوئی خنجر اے قاتل پسند

خواہشِ گلزارِ رضوان ہین تمام اہلِ جہان
ہمکو تو اے زاہد وہے کوچۂ قاتل پسند

چاندنی کی لطافت جب ہے تو بلبل مین ہو مری
ورنہ وہ کیا خاک آئے اے مہِ کامل پسند

تو وہ منظورِ نگاہِ کافر و دیندار ہے
کرتے ہین شیخ و برہمن سب بجان و دل پسند

قدر میرے دل کی آگے غیر کے دل کی ہو کیا
سامنے آئینے کے کیا خاک آئے گل پسند

دمِ گریہ ہے یون آہ رسا بند
ہو جیسے عین بارش مین ہوا بند

نہ اوسکے گھر مرا جاتا ہوا بند
رہا گو ہر طرف سے راستا بند

مجھے غش آگیا دم ہو گیا بند
نقابِ رخ کا اوسکے جب کھلا بند

علاجِ دردِ دل ہوگا کہین سے
طبیبون نے تو کر دی ہر دوا بند

نہ آئے مجھے نوبت گفتگو کی
رہے منہ ان بتون کا یا خدا بند

خیالِ تیغِ ابرو مین شبِ ہجر
سحر تک بند سے ہوگا جدا بند

دبا کر اوسنے مٹھی مین مرا دل
کہا تبلاؤ تو ہے اسمین کیا بند

نہ پہناؤ مجھے وحشت مین زنجیر
کہ اوس زلفِ مسلسل کا ہون پابند

وہان زخمی کی فریاد و سنکر
دمِ شمشیرِ قاتل ہو گیا بند

گئی دل سے نہ یادِ دخترِ رز
پری اس شیشے مین دیکھی ہے بند

تصور میں کسی رشک قمر کے
ہوئی شب بھر نہ آنکھ اپنی ذرا بند

نہ عاشق جامے مین پھولا سمایا
قبائے یار کا جبدم کھلا بند

آئے وہ دفن کرنے گھڑی دو گھڑی کے بعد
میت ہماری کیون نہ گڑی دو گھڑی کے بعد

وہ خشمگین جو آتا گھڑی دو گھڑی کے بعد
ہوتی لڑائی مجھسے بڑی دو گھڑی کے بعد

اس درجہ لونگا بوسہ لبان آج اے صنم
چھٹ جائیگی مسی کی دھڑی دو گھڑی کے بعد

خیرہ ہوئی یہ جلوے سے اوسکے نگاہ شوق
خورشید رخ پر آنکھ پڑی دو گھڑی کے بعد

پوچھا جو مینے وصل سے کیجیگا شاد کب
کہنے لگے وہ ہنسکے گھڑی دو گھڑی کے بعد

ایسا نہ چشم تر سے یہ دانتون کی دہڑ
دکھلاؤن موتیون کی لڑی دو گھڑی کے بعد

آمد ہے اونکی مژدہ ہوا چشم تر تجھے
اشکون کی اب تھمیگی جھڑی دو گھڑی کے بعد

ہے وقت نزع تمکو نہ زندہ ملونگا پھر
آئے نہ آج بھی جو گھڑی دو گھڑی کے بعد

آخر ہے وقت آئے نہ عاشق وہ اب بھی حیف
بالین پہ موت ہوگی گھڑی دو گھڑی کے بعد

اوسکے جھومر کا جو شب کو جلوہ دکھلاتا ہے چاند
صورت شمع سحر بے نور رہجاتا ہے چاند

شب میں جو وہ مہروش آج سے اولٹا ہے نقاب
ہر ستارا اوسکی افشان کا نظر آتا ہے چاند

کیا مقابل اوسکے ہو تو قیر خوبان جہان — سامنے خورشید کے بے نور ہو جاتا ہے چاند

یاد آتی ہے بہت اوس ماہ کی صورت مجھے — جب شب ہجر آگئین اپنا حسن دکھلاتا ہے چاند

روز فرقت جب سوے خورشید کرتا ہون نظر — کیا شب وصل صنم کا یاد آجاتا ہے چاند

اوس رخ پر نور کی عاشق ہین کیسے دون مثال

کوئی سورج کہتا ہے اور کوئی تبلاتا ہے چاند

ردیف ڈال

اے دل عبث ہے اوس بت عیار پر گھمنڈ — جس ناشناس حق کو ہے اغیار پر گھمنڈ

یون عاشقون کو ہے ترے رخسار پر گھمنڈ — بلبل کو جسطرح گل گلزار پر گھمنڈ

کہتا ہے مجھسے میرا دل خوگر جفا — کیون ہو نہ مجھکو یار ستمگار پر گھمنڈ

کوچہ جو رشک گل کا مرے دیکھتی صبا — کرتی کبھی نہ تختہ گلزار پر گھمنڈ

رضوان کو جب کہ ناز ہے باغ بہشت پر — مجھکو نکیون ہو کوچہ دلدار پر گھمنڈ

زاہد کو زعم جام شراب طہور کا — ہم میکشون کو بادۂ گلنار پر گھمنڈ

برسون ہی مرغ وحشی دل کو رہا کیا — دام بلاے گیسوے دلدار پر گھمنڈ

اک بیت لاجواب ہے دیوان حسن کی — زیبا ہے اوسکو ابروے خمدار پر گھمنڈ

عاشق جو وصف یار مین لکھی ہے یہ غزل — فکر سخن کو ہے مرے اشعار پر گھمنڈ

چشم دو دہان وابرو ورخسار پر گھمنڈ
الندن بہار حسن کو ہوگی خزان ضرور
دل میرا داغدار ہی زلف چشم سیاہ
چال اوسکی ہمتیان سخن کا ہنیالا جواب
زاہد خداپرست برہمن ہی بت پرست
آتے نہین ہو پاس جو مجھہ تنگدست کے

اوس دلربا کو ہی انہین دو چار پر گھمنڈ
ناحق ہی تمکو پھول سے رخسار پر گھمنڈ
طاؤس پر مجھے ہے اوسے بار پر گھمنڈ
رفتار پر اوسے مجھے گفتار پر گھمنڈ
تسبیح پر اوسے اوسے زنار پر گھمنڈ
ثابت ہوا کہ ہے کسی زردار پر گھمنڈ

چاہون توبھونکدون ابھی عاشق عدو کا گھر
اتنا ہے مجھکو آہ شرربار پر گھمنڈ

ذال

ہوائے شوق مین ہر بار کاغذ
جو لکھا ہے دل پر داغ کا حال
گران جانی کا خط مین ہی لکھا حال
یہان تک ناتوان ہون مین کہ قاصد
نہ ٹھیرا لکھتے لکھتے نامۂ شوق
بنا ہے تختۂ مشق جفا کیون
لکھی ہے الف دراز یار کا وصف

اوڑا جاتا ہے سوئے یار کاغذ
بنا ہے تختۂ گلزار کاغذ
تکیون ہوتا ہے بر کو بار کاغذ
اٹھا سکتا نہین زنہار کاغذ
بنا رنگ رخ بیمار کاغذ
نہین کچھہ میرا جسم زار کاغذ
نہین پرواجو ہو طومار کاغذ

شب و روز اونکو خط لکھتا ہون عاشق
نہ کیون ہر وقت ہو درکار کاغذ

کیا ہی نایاب ہے اوس حور کے خط کا کاغذ
نہ سنا ایسا کہین ہمنے نہ دیکھا کاغذ

ہر گھڑی ہاتھ مین رکھتا ہون ترا کاغذ
فکر اشعار مین دم بھر نہین چھٹتا کاغذ

لکھون تعریف ترے رنگ طلائی کی اگر
کیا تعجب ہے جو ہو جاے سنہرا کاغذ

گم نہ ہو جاے کبوتر سے خط ای طائر دل
خود تو لیجا کہ ہے اس نامہ کا عنقا کاغذ

مفلسی مین کرون کیا یار کو مین نامہ رقم
نہ قلم ہے نہ سیاہی ہے نہ خط کا کاغذ

نہ کھلا حال کہ ای زیب دہ مسند ناز
کیون مجھے دیکھکے تکیے مین چھپایا کاغذ

لائق خط و کتابت مین نہین ہون ای یار
یا تجھے خط کو میسر نہین آتا کاغذ

وصف اوسکے رخ روشن کا مین لکھتا عاشق
ورق ماہ منور سے جو ملتا کاغذ

ہائے ڈھونڈھے نہین ملتا کوئی ایسا تعویذ
جس سے ہاتھ آئے مرا اوسکے گلے کا تعویذ

ابر مین برق چمکتی ہی تو یاد آتا ہے
یار کی زلف سیہ کا وہ سنہرا تعویذ

خط کے آتے ہی ہوا دل کا دھڑکنا موقوف
نامہ بھیجا نہین اوسنے مجھے بھیجا تعویذ

بے بلائے وہ پریزاد مرے گھر آئے
ہاتھ آجاے الٰہی کوئی ایسا تعویذ

جل بے تاثیرِ جنون خود بھی دیوانہ ہوا — کسی عامل نے جو میرے لئے لکھا تعویذ

نہ ٹلی سر سے کسی طرح بلائے فرقت
عاشق آیا نہ مرے کام کسی کا تعویذ

ردیف رے

ذبح کر ڈالے جو ابرو تری خنجر ہو کر — نوکِ مژگان رگِ جان کھول دے نشتر ہو کر

کیون لپٹ جاؤن نہین آپے سے باہر ہو کر — غیر کے گھر کو چلے ہین وہ مرے گھر ہو کر

قمریان قامتِ بالا پہ تصدق ہونگی — جاتے ہو سوئے چمن رشکِ صنوبر ہو کر

در و دیوار کی اوس شوخ کے دیکھی جو صفا — رہگیا صورتِ آئینہ ہین ششدر ہو کر

لے بھی جا دل کو مگر جب یہ ہمارا نہوا — پھر سمجھ لے وہ رہیگا ترا کیونکر ہو کر

تو عجب رشکِ چمن ہی کہ پھبنے سے ترے — گل نہین پھولے سماتے ترا زیور ہو کر

کوے جانان سے جو قاصد نہین پلٹا اب تک — رہگیا کیا وہ جوابِ خطِ دلبر ہو کر

نہ جلاتا دلِ عشاق اگر آٹھ پہر — شمع کھلاتا تو رشکِ مہِ انور ہو کر

جب سے آن شعلہ رخون کا ہے تصور دل مین — آہ بھی دل سے نکلتی ہی تو اخگر ہو کر

یاد مین جب دُرِ دندان کے مین روتا نہ کبھی — اشک آنکھون سے نکل آتے ہین گوہر ہو کر

تو بھی اے آہِ رسا کچھ اثر اپنا دکھلا — کسی پہلو نہوا اپنا وہ دلبر ہو کر

گالیان اُسنے سنائین لئے بوسے بیٹھے
رہ گئے وصل کی شب دونون برابر ہوکر

حال پوچھو نہ مرے دل کی سیہ بختی کا
پھنس گیا زلف مین دیوانہ سراسر ہوکر

تھا دمِ نزع جو اُس گیسوِ شبگون کا خیال
گھیرے ہے خواب لحد مین مجھے اژدر ہوکر

آسکا ضعف سے نالہ نہ سرِ لب تک آہ
رہگیا سینے مین داغِ دل مضطر ہوکر

یہ مری آہ رسا کا ہے اثر اے عاشق
دیکھو وہ دوڑے چلے آتے ہین مضطر ہوکر

وہ جو اوٹھے مرے پہلو سے مکدر ہوکر
رہگیا صورتِ آئینہ مین ششدر ہوکر

قمریان مثل عنادل ہون نہ کیون گرمِ فغان
پہلے گلشن سے جو وہ رشکِ صنوبر ہوکر

یاد آیا دمِ گریہ جو دُرِ گوشِ صنم
اشک آنکھون سے ٹپکنے لگے گوہر ہوکر

جوشِ گریہ کا ہے اے دیدۂ تر ضبط محال
منہ کو زرے مین گیا ہوگا سمندر ہوکر

وصف لکھا ہی ترے موے میان کا مینے
بال کی کھال نکالی ہے سخنور ہوکر

عشق مین ابروِ قاتل کے گریبان میرا
حلق پر روز چلا کرتا ہے خنجر ہوکر

ہے گمان بوے خوشِ بادِ صبا سے عاشق
آئی ہے کوچۂ گیسو سے معنبر ہوکر

شرابِ عشق سے مخمور ہوکر
نشے مین رہگیا دل چور ہوکر

ترا اشتیاق وصل اے حور ہو کر — جدا تجھسے رہے رنجور ہو کر

چھپاتے کیون ہو اپنا رو روشن — جہان مین تھا ماہر و مشہور ہو کر

مشبک ہوکے نیش غم سے ایجان — رہا دل خانۂ زنبور ہو کر

زکات حسن بوسہ ہو عنایت — گدا و خستہ نہ ذی مقدور ہو کر

اوگلتا ہے لہو ساقی کے غم مین — وہان شیشہ بھی ناسور ہو کر

ہوا ہے عشق قد یار مجبکو — چڑھا ہون دار پر منصور ہو کر

ارادہ غیر کے گھر کا عبث ہے — نجا تو سوے دوزخ حور ہو کر

چلا آیا ترے کوچے تلک ایجان — دل بیتاب سے مجبور ہو کر

وہ میکش ہون کہ وقت گریہ ساقی — گرے آنسو مرے انگور ہو کر

گران ہو یا سبک بار غم ہجر — اوٹھا ہی لینگے ہم مزدور ہو کر

ترے عکس رخ رنگین سے یاقوت — رہا آویزہ بلور ہو کر

کیا اندھیر کیا زلف سیہ نے — نقاب عارض پر نور ہو کر

شب غم یار کی تصویر کو مین — لگاتا ہون گلے مسرور ہو کر

دکھائے لاکھ تو شمشیر ابرو — مین کب ڈرتا ہون قاتل سور ہو کر

چھلک جاے نہ اپنا شیشۂ دل — شراب عشق سے معمور ہو کر

بھرا ہے مانگ مین قاتل کی عاشق
ہمارا خون دل سیندور ہو کر

چھپکتے کیون نہ ہو برق طور ہو کر
رہو آنکھون مین میری نور ہو کر

بنا دے میرے گھر کو غیرت خلد
کبھی مہمان وہ رشک حور ہو کر

مین دیوانہ ہون مگر وہ اپنے نزدیک
گلی سے اوس پری کی دور ہو کر

یہ وہ سرکش نہین جو محتسب سے
جھکائین شیشے گردن شور ہو کر

دُرِ دندان جو اوسکے دیکھتا ہے
تو رہجاتا ہے موتی چور ہو کر

خیال برق عارض مین کسیکے
جلا دل اپنا شمع طور ہو کر

عبث ہے شام ہی سے عزم رخصت
نکر اندھیر شمع نور ہو کر

نہین اکدم بھی وہ گھر اپنے رہتا
ارم سے بے غرض ہے حور ہو کر

جو وہ برق نگہ گرتی ہے عاشق
مین رہجاتا ہون نخل طور ہو کر

بنگیا دیوانہ عشق زلف بتان چھوڑ کر
خاک صحرا چھانتا ہون سیر گلستان چھوڑ کر

اوسکے جاتے ہی ہوا دم مین ہمارا دم فنا
اڑ گیا تن کے قفس کو طائر جان چھوڑ کر

یاد گیسو سے ہمیشہ دلکو بہلاتا تھا مین
اب پریشان ہون خیال زلف پیچان چھوڑ کر

اوسے خوبان زوالِ حسن بدخلقی سے
نسب بر سر ملا ہے تا سبد از انصاف سلطان چھوڑ کر

جسنے دیکھا سمجھا ہے صیاد کے کانٹہ بہ دام
وہ جو نکلے وقت سیر زلفِ پریشان چھوڑ کر

دیکھکر اوس بت کا جلوہ مجھے یاد کہ نگار
ہوگئے کافر مسلمان دین و ایمان چھوڑ کر

وصفِ رخ کیا لکھون مدحِ لب ہی تمام
جاؤن کیونکر ہوئے طلب شہرِ خستان چھوڑ کر

بیٹھے تھے پہلو مین لوگ کچھ آنسو ہی بہتے مرے
جاتے ہوا بن تن کیا مجھکو گریبان چھوڑ کر

ایک حالت پر دیکھا ست حقیقت کبھی
لیتے دامن کے لیئے چاک گریبان چھوڑ کر

ایک جا صبح و مسا کا لطف ملا مجھے
زلف تیکون تا سرِ خسار تابان چھوڑ کر

دلکو بہلاتا ہون اے عاشق مین لوا تہ مزاج
استخوان بیش سگان کوئے جانان چھوڑ کر

سبب کیا ہے رکگیا کیون تیغ اوٹھا کر
مرا سر شوق سے قاتل جدا کر

کیا کیا تھے یہ گلشن مین جا کر
عنادل کو گلِ عارض دکھا کر

تبسم دیکھکر اوس رشکِ گل کا
ہنسے غنچے چمن مین کھل کھلا کر

قسم اللہ کی سب سنگدل ہین
بتون کو خوب دیکھا آزما کر

فراقِ یار مین بیٹھا ہون غمناک
مین اس جینے سے اپنے ہاتھ اوٹھا کر

کہا جب اس سے ہون بیمار تیرا
کہا دیوانے چل اپنی دوا کر

مزاجب دیکھنے کا ہی کہ وہ شوخ
بہار باغ دکھلا بزم مے مین
جگا دینگے نصیب اپنا ہم اکدن
کبھی مین روٹھ آتا ہون جو وان سے
دکھاؤ خنجر ابرو کا تم کاٹ
سوال وصل پر ہوتا ہی چپ کیون

گھبرا نیسے مجکو لیجا سے منا کر
مئے گلرنگ سے ساقی پلا کر
بغل مین رات بھر اونکو سُلا کر
مناتا ہے خیال یار آکر
ہمارے سر کو گردن سے اوڑا کر
زبان سے ہان نہین کچھ کہدیا کر

خدارا اپنے سر پر لے نہ آفت
تو ای عاشق تبون سے دل لگا کر

شاخ گل شرمندہ ہی نازک کلائی دیکھکر
وصف اوس روئے مصفا کا کرون کیونکر بیان
حسن تیرا ای صنم کیا دلفریب خلق ہے
بھیجتے ہین شاد ہو کر صلح کے پیغام ہم
دام مین عنقا کا آنا ہو گیا ثابت مجھے
کیا بتان سیمتن کے ہو گئے چہرے سفید
ظلم پر عشاق کی آمادگی اچھی نہین

پنجۂ مرجان خجل دست حنائی دیکھکر
آئنہ حیرت مین ہے جسکی صفائی دیکھکر
دم ترا بھرنے لگی ساری خدائی دیکھکر
غیر سے اوس عربدہ جو کی لڑائی دیکھکر
تا کمر گیسوی جانان کی رسائی دیکھکر
او پری پیکر ترا رنگ طلائی دیکھکر
کیا کہیگی ای بتو ساری خدائی دیکھکر

رشک سے دیوانے اے عاشق بنجاتی ہین غیر
اوس پری پیکر سے میری آشنائی دیکھکر

نگاہ شوق ہی چشم و قد موزون دلبر پر
نظر آتا ہی بل بیطرح آج ابروے دلبر پر
کہان زلف سیہ بکھری ہی اوسکے روی انور پر
گمان دار قمری کو ہوا شاخ صنوبر پر
نہ کیون دیتا جگہ اللہ تیری آنکھہ پر اوسکو
گمان خط سیہ کا جسکو ہو کالا ہو منہہ اوسکا
تھکا مرغ نظر پرواز سے ہم اسقدر روی
سر اپنا کاٹ کی رکھدیتی ہم آگی تری قاتل

گل نرگس نظر آتی ہین یان شاخ صنوبر پر
ہوا ہی کیا مرا سر بار میرے جسم لاغر پر
تصدق ہوتی ہی کالی گھٹا ماہ منور پر
پڑی ہی اوسکی نظر گلشن مین جسدم قد دلبر پر
شرف حاصل ہے ابرو کو تری ایجان خنجر پر
یہ عکس زلف ہے آئینۂ رخسار دلبر پر
ہوا بیکار طائر بیگ کر جیب ہو گئی تر پر
اگر مجبور ہین قبضہ نہین ہے تیری خنجر پر

جما یا ہی ہمارے خون نے رنگ ایسا اے عاشق
گمان شاخ مرجان ہوتا ہی قاتل کے خنجر پر

چشم پر رخ پر دہن پر ابرو و خدار پر
قمریان مرتی ہین سرو قامت دلدار پر
پرتو گیسوی شبگون ہے رخ دلدار پر

جان و دل دونون فدا کرتا ہون مین ان چار پر
بلبلون کا دم نکلتا ہی گل رخسار پر
چھا رہی ہے یا کوئی کالی گھٹا گلزار پر

دیر و کعبہ سے کچھ ای زاہد نہیں مطلب مجھے
سر بسجدہ ہون ازل سے آستان یار پر

رعب سے گھر اوس پری رو کی اوترنا تھا محال
چاندنی مثل سر نیندی رہ گئی دیوار پر

سوز اشک گرم کی تاثیر سے جلنے لگا
قطرے آنسو کے جو ٹپکے دامن کہسار پر

ہو گیا ہے صورت زنار گھل کر جسم زار
جب سے ہم مرنے لگے ہین اوس بت عیار پر

چشم جانان یاد آتی ہے دم سیر چمن
جب نظر پڑتی ہے میری نرگس بیمار پر

چھا رہا ہے رعب یہ قصر بلند یار کا
سایہ تک ہشت سے چڑھ سکتا نہین دیوار پر

قامت موزون سے گلشن مین گرمی جا بجا سرو
گل گریبان چاک کرتے ہین گل رخسار پر

کیون نہ ہو خوف عذاب حشر سے دل کو فراغ
مین تو رکھتا ہون بھروسا احمد مختار پر

شاعر ایسا کون ہے استاد ذاکر کے سوا
دے سکے اصلاح جو تماشق مرے اشعار پر

ردیف ڑے

اے دل نہ کر تو زلف عنبر سے چھیڑ چھاڑ
دیوانی کوئی کرتا ہے اژدر سے چھیڑ چھاڑ

سر پھوڑنا ہے کب در دلبر سے چھیڑ چھاڑ
ہم کر رہے ہین اپنے مقدر سے چھیڑ چھاڑ

اندھا ہے آئینہ نہیں اتنا بھی سوجھتا
کرتا ہے اوسکے روی منور سے چھیڑ چھاڑ

شاعر ہون مجھسی مجھسے مہمل نہ گفتگو
اچھی نہین حضور سخنور سے چھیڑ چھاڑ

آیا جو شب کو روسے پر افشان کسی کا یاد
کیا کیا نہ مینے کی مہ و اختر سے چھیڑ چھاڑ

تنہائی فراق دلاتی ہے مجھکو یاد
رہتی تھی جو وصال مین دلبر سے چھیڑ چھاڑ

جاؤ نہ بہر سیر چمن تم کہ ہو نہ جاے
عارض کی گل سے قد کی صنوبر سے چھیڑ چھاڑ

بازار عشق مین نہین مفلس کی منزلت
سودا ہے اوسکا کرتا ہی جو زر سے چھیڑ چھاڑ

ناحق بھی جان ابرد پیوستہ پر نکر
ایدل نکر تو تیغ دو پیکر سے چھیڑ چھاڑ

محو خیال ابرو و کاکل ہے کیون دلا
اچھی نہین ہے عقرب و اژدر سی چھیڑ چھاڑ

دھوکی مین اوسکے عارض روشن کے سامنے
کیا کیا نہین کی ماہ منور سے چھیڑ چھاڑ

پوچھین تو اپنی برق نگہ سے ذرا حضور
کرتی ہی کیون ہر یک دل مضطر سے چھیڑ چھاڑ

صورت تو اپنی دیکھی ہے کیا آئینہ کی اصل
وہ اور اوسکے عارض انور سے چھیڑ چھاڑ

جاتا ہی تنکے سیر چمن کو وہ سرو قد
ہوگی ضرور آج صنوبر سے چھیڑ چھاڑ

لکھی ہے مینے خط مین جو نہین دلگی کی بات
ہوگی ضرور آج کبوتر سے چھیڑ چھاڑ

مجمع جو خوش قدونکا چمن مین ہے آج کل
رہتی ہی خوب سرو و صنوبر سے چھیڑ چھاڑ

عاشق دہان زخم گلو سے یہ پوچھیے
کب تک رہیگی یار کے خنجر سے چھیڑ چھاڑ

ردیف ز ے

رہتی ہی یاد زلف و رُخِ لالہ فام روز
اپنی نگاہ مین ہے یہی صبح و شام روز

رہتا ہی ہر صبح رُخِ پُر نور کا خیال
آتی ہی یاد زلف کی ہنگام شام روز

دیوانہ ہون کسیکی بھلا مانتا ہون کب
سمجھاتے ہین ہزار مجھے خاص و عام روز

کیسی امید کیسی خوشی کیسی آرزو
رہتا ہی یاس و حسرت حرمان سے کام روز

کٹتی ہے شب تصور زلفِ سیاہ مین
ہوتا ہے یاد رُخ مین ہمیشہ تمام روز

رہتا ہی میرے دل کو قیامت کا انتظار
آتا ہے یاد مجکو وہ محشر خرام روز

پہلے کبھی مہینون نکرتے تھے مجھکو یاد
اب بھیجنے لگے ہین وہ خط میرے نام روز

ڈر ہے کہین اسیر بلا ہو نہ مرغ دل
دکھلاتی ہین وہ زلف مسلسل کے دام روز

عاشق نہ اون سے آتی بنا آج تک یہان
کرتے رہے سواریون کا انتظام روز

دلمین رہتا ہی خیال چشم مست یار روز
بادۂ گلرنگ سے رہتا ہونمین سرشار روز

کیا ہی گردش رہتی ایچرخ کجرفتار روز
اک جگہ دم بھر ٹھہرنا ہی مجھے دشوار روز

کچھ نگاہِ شوق اپنی کم نہین قزاق سے
لوٹتی پھرتی ہی ہر سو دولتِ دیدار روز

حسرت و یاس و غم و رنج و ملال و بیکسی | گھیرے رہتے ہین مجھے فرقت مین یہ غمخوار روز

کیا تڑپتا ہی خیال نازک مژگان مین ہائے | طائر بسمل کیصورت یہ دل بیمار روز

حسن کی دولت گھٹ جائیگی کچھ اے اسیر | بوسے عارض کے عنایت ہون اگر دو چار روز

رات بھر افسانہ گیسو سنا کرتی ہین کان | آنکھین دن بھر دیکھتی ہین جلوۂ رخسار روز

عشق مین اک غیرت یوسف کے عاشق صبح و شام
چھانتا پھرتا ہون خاک کوچہ و بازار روز

عشوہ و ناز و ادا غمزہ اشارا انداز | مجکو خوش آتا ہے ای جان ترا سارا انداز

جان و دل ہی مجھے بھاتا ہے تمھارا انداز | غمزہ و ناز و ادا خوب ہی پیارا انداز

کیسے جانبر ہو کوئی تمسے لگا کر دل کو | ناز آفت ہی قیامت ہے تمھارا انداز

نکلا کرتا ہے فلک پر جو چمک کر ہر روز | کیا ہے خورشید نے اوس رخ کا اوتارا انداز

کیون نہ بھائے ہمیں اے زیب دہ مسند ناز | طور میرا تمھین اور مجھکو تمھارا انداز

خندہ و نالہ کا دونون نے اوڑایا ہی صنم | طرز گل نے ترا بلبل نے ہمارا انداز

سرمہ آنکھون مین مسی لب پہ حنا پاؤن مین | قہر و آفت ہے ترا او ستم آرا انداز

صبح محشر بھی نہ مین خواب لحد سے چونکون | پھر نہ دکھلائے مجھے عمر دوبارا انداز

ذبح خنجر سے تو عاشق کو نکر ای قاتل | قتل کو کافی ہے ابرو کا اشارا انداز

پرتوِ گیسو سے ہی یون حسنِ روی یار سبز
جیسے کردے جسم کو تاثیرِ زہرِ مار سبز

ہی بہار افزا رخِ رنگین پہ خطِ روی یار
یا کہ ہین اولجھے ہوئی دامانِ گل ہی خار سبز

عشق مین زلفِ سیہ کے اسقدر لاغر ہوئی ہین
شاخِ سنبل بنگیا ہے ہوکی جسمِ زار سبز

رہ نہین سکتا یہ دو دن بھی کبھی اک رنگ پر
سرخ ہے گہ گاہ رنگِ گنبدِ دیوار سبز

بہرِ زیبِ بزم ہی او ساقئ رنگین ادا
چاہئین دو چار ساغر سرخ تو دو چار سبز

رنج و غم نے جسم اپنا کردیا ہی دھان پان
رنگِ رخ ہے مجھ مریضِ ہجر کا ای یار سبز

سبزۂ رخ کا دمِ گریہ جو آتا ہے خیال
آنسوؤن کا میرے ہوجاتا ہی اک اک تار سبز

بہرہ ور ہون کیا شبابِ رفتہ سے پیرانہ سال
ہوگئی جب خشک پھر ہوتی نہین اشجار سبز

دیکھکر عاشق لباسِ سبز قاتل کی بہار
ہوگئے ہین کیا ہمارے زخمِ دامن دار سبز

ردیف سین

بام پر جگمگھٹ حسینون کا ہی یون دلبر کی پاس
جسطرح تارے فلک پر ہون مہِ انور کی پاس

ہی در گوش آشکارا عارضِ دلبر کی پاس
یا کوئی روشن ستارہ ہی مہِ انور کی پاس

جان و دل سے اپنی جذبِ الکا مضمون کیون نہین
کھینچ لایا اس شہِ خوبان کو مجھ جعفر کی پاس

بس جو ہوا اپنا کروں عمر دو پری کو منفعل
بزم میں ٹہلا کی اکدن اوس پیچ ہی پگڑی کی پاس

یوں دل نازک مرا ہے پیش چشم مست یار
شیشہ ہی جسطرح رکھا ہوا ساغر کی پاس

جیتے جی دلمیں ہے سیر گلشن جنت کروں
کوئی گھر میں بھی بناؤں خانہ دلبر کی پاس

حکم ہو تو آپکے اوپر ابھی کر دوں نثار
جز در اشک اور کیا رکھا ہی چشم تر کی پاس

عارض صاف اوسکا دیکھا جسنے حیرت سے کہا
اس صفائی کا تھا آئینہ کب اسکندر کی پاس

چوسی ہونٹ اسکی تو آئی کیوں تن بیجان میں جان
آب حیوان کا ہے چشمہ کیا لب دلبر کی پاس

کسطرح ٹھہرے دل دیوانہ پہلو میں مرے
رہ چکا ہوں جبکہ برسوں اوس پری پیکر کی پاس

رہتا ہوں گرد مکان یار عاشق صبح شام
سایہ ساں دیوار کے نیچے کبھی اوس در کی پاس

عشق میں جسکے ہوا اپنا برا یا افسوس
وہ ستمگر بھی نہ کچھ راہ پہ آیا افسوس

صدمے پر صدمہ مری دل نے اوٹھایا افسوس
پر کبھی اوسنے گلے سے نہ لگایا افسوس

عمر آخر ہوئی لیکن نہ وہ آیا افسوس
تا دم مرگ نہ دیدار دکھایا افسوس

اک جہان کو ہوا غم حال زبون پر میرے
پر زبان پر تری صد حیف نہ آیا افسوس

عشق میں جس بت کافر کی ہوئی دست بھی غیر
وہ بھی اپنا نہوا یار خدایا افسوس

تیری دل کی نہ کدورت گئی ای آئینہ رو
خاک میں مجھکو اسی غم نے ملایا افسوس

ہمرہِ غیر مری قبر پہ لائے وہ شمع
بعد مردن بھی مجھے کیا ہی جلایا افسوس

رنج ہی خانۂ دل میں رہا مہمان ہر دم
عیش و راحت نے کبھی منہ نہ دکھایا افسوس

ہلنے دیتا نہیں جس جا پہ بٹھا دیتا ہے
ضعف نے میرے ہے سر ایسا اوٹھایا افسوس

ابتو وہ خط بھی نہیں لکھتا ہے مجھکو عاشق
جانے اغیار نے کیا اُسکو پڑھایا افسوس

ردیف شین

جہاں نہیں ہوگی نہ اتنی کسیکو زر کی تلاش
ہے جسقدر مجھے اوس شوخ سیمبر کی تلاش

بڑھا کے دستِ تمنا کو جانب پستان
کروں میں نخل قد یار میں ثمر کی تلاش

کبھی فلک پہ گئی گاہ عرش تک پہونچی
ہماری آہ کو ہے کسقدر اثر کی تلاش

عبث ہے جستجوِ حور تجھکو اے زاہد
بشر خدا نے بنایا ہے کر بشر کی تلاش

سُنا ہے جب سے کہ دونو میں ایک ہے معدوم
نہ جستجو ہے دہن کی نہ اوس کمر کی تلاش

گلا نہ تیرِ نگہ سے ترے کبھی ہوتا
جو کرتا آ کے ہمارے دل و جگر کی تلاش

کہیں نہ تارِ نظر میں اولجھ رہے عاشق
کروں میں کسطرح اوس بال سی کمر کی تلاش

جو بار بار کا ایجان نہیں تقاضا خوش
تو ایک بوسہ پہ ہوتے ہو کسلیے ناخوش

وہ آدمی شرکت اغیار مین بھلا کیا خوش
کہ ہے بہار رخ یار سیر تنہا خوش

یہ تنگ ہون غم تنہائی فراق سے آہ
اکیلے رونا خوش آتا ہے اور نہ ہنسنا خوش

بسان خندہ برق و مثال گریہ ابر
کسیکو ہنسنا خوش آیا کسیکو رونا خوش

بہار دیکھنے والا ہون اوس گل رخ کی
دل اپنا سیر چمن سے ہو بلبلو کیا خوش

فراق ساقی گلرو مین آہ اے عاشق
نہ سیر باغ ہی خوش آتی ہے نہ صہبا خوش

ردیف صاد

اللہ رے اوسکی زلف گرہ گیر کا خواص
ایک ایک بال رکھتا ہے زنجیر کا خواص

قاتل تری نگہ مین جو ہے تیر کا خواص
رکھتا ہے مرغ دل مرا نخچیر کا خواص

ہونا جگر کے پار جو ہے تیر کا خواص
گردن سے سر اوڑانا ہے شمشیر کا خواص

ایجاد روز ظلم و ستم ہوتی ہین نئے
اوس نوجوان مین ہی فلک پیر کا خواص

نقش قدم سے اوسکی مین آنکھین نہ کیون ملون
ہے خاک پاے یار مین اکسیر کا خواص

تھامے ہوئے جگر کو وہ بت آیا صبحدم
اللہ رے میرے نالہ شبگیر کا خواص

دم بھر بھی چین سے نہ مجھے بیٹھنے دیا
اب تک وہی ہے گردش تقدیر کا خواص

جو پھنس گیا نہ چھٹ سکا پھر اوسکے دام سے
کیا زلف یار رکھتی ہے زنجیر کا خواص

سن سنکے باتین کیون نہ کٹین دل ہی دلمین غیر
عاشق مری زبان مین ہے شمشیر کا خواص

ایمان کچھ اک مین ہی نہین تجھپہ فدا خاص
قربان مین صورت پہ تری عام سے تا خاص

انداز و ادا حق نے کئے تجھکو عطا خاص
تو عام حسینون مین ہے اے حور لقا خاص

ہے عام حسینون کے لئے رنگ حنا خاص
عشاق کا خون تجھکو مبارک ہے ملا خاص

مین آنکھ ہون وہ نور مین قالب ہے مری جان
مین یار وفا ہون مری ہمدم ہے وفا خاص

کیون مجھپہ ستم کرتے ہو کیا مینے خطا کی
معلوم تو ہو جاے کوئی وجہ سزا خاص

در در جو پھرا کرتے ہین وہ عام گدا ہین
مین اوشہ خوبان ہون ترے در کا گدا خاص

زندہ ہون لعاب دہن یار سے عاشق
کیا غم جو ہوئے خضر ہوا آب بقا خاص

ردیف ضاد

وحشی چشم یار ہون زلف دوتا سے کیا غرض
آہو دشت گرد ہون دام بلا سے کیا غرض

ظالم ستم ہو جسکی خو اوسکو وفا سی کیا غرض
رنج کسیکو ہو کہ غم اوسکی بلا سی کیا غرض

سوز تپ فراق نی کر دیا مجھکو جان بلب
مجھسی شفا کو کام کیا مجھکو شفا سی کیا غرض

کوچی کا جسکی ہر گدا منعمون سی بھی ہی سوا
اوس شہ حسن کو بھلا ظل ہما سی کیا غرض

رشک سی خون ہو دل مرا صرف یہی تھا مدعا
ورنہ تھی اوسکی ہاتھون کو رنگ حنا سی کیا غرض

عاشق رخ کو پھول سی باغ جہان کی کام کیا
والہ بوی زلف کو مشک ختا سی کیا غرض

اپنی سیاہ بختی سی دام بلا مین جا پھنسا
ورنہ تھی مرغ دل کو کچھ زلف رسا سی کیا غرض

قہر و غضب کی آنکھ سی دیکھی جو سوی عاشقان
اوس بت شوخ چشم کو مہر و وفا سی کیا غرض

سیر بہار باغ سی سیر ہون بلبلین صبا
عاشق گرم نالہ کو ٹھنڈی ہوا سی کیا غرض

لائی جو بوی زلف یار ایسی صبا کو کیا غرض
اپنی سمجھ کی ہی خطا اوسکی بلا کو کیا غرض

صورت برق ہون طپان شدت سوز ہجر سی
پہونچی جو گوش یار تک آہ رسا کو کیا غرض

رنج فراق یار سی تلخ ہی زندگی مری
مجھکو قضا کی التجا مجھسی قضا کو کیا غرض

میری نگاہ شوق کو حسرت دید یار ہی
جلوہ نما بام پر ماہ لقا کو کیا غرض

مشت غبار کو مری لیکی جو کوی یار مین
عاشق اوڑا دی چار سو باد صبا کو کیا غرض

ردیف طای

لکھتا جو مجھکو وہ صنم گلعذار خط
دل ہوتا باغ باغ دکھاتا بہار خط

آتے ہین روز کتنے ہی نامے بنام غیر
لکھتے نہین مجھے وہ کبھی ایک بار خط

لکھتا ہون جن خطوط مین اونہین حال زار کو
قاصد وہ سب ٹھہرتی ہین بے اعتبار خط

میرے لیئے نوشتۂ قسمت سے کم نہین
پیشانی پر پڑے ہین جو اسے تیغ یار خط

بندہ نواز میری وفا مین ہو شک اگر
لکھدی ابھی غلامی کا یہ جان نثار خط

اس درجہ اب ہے اونسے کتابت بڑھی ہوئی
ایک ایک دن مین لکھتا ہون مین چار چار خط

آنکھون مین نور دل مین ہوا جاگزین سرور
آیا جو وان سے عین دم انتظار خط

قاصد مجھے جواب کی امید ہی نہین
اوس بیوفا کو چاہے لکھون اب ہزار خط

بھیجا نہ اب کی بار بھی عاشق اگر جواب
لکھونگا اوسکو پھر نہ کبھی زینہار خط

کسطرح ہو غم ہجر بت بے پیر غلط
کہین ہوتی ہے مقدر کی بھی تحریر غلط

ہو گئی عاشق بیمار کو فکر صحت
دیکھی جب نامۂ محبوب کی تحریر غلط

بدگمان ایسا کیا ہے اوسے ہمرازون نے
سچ بھی کچھ لکھون تو کردے بت بے پیر غلط

کیون نہ نقشے سی ترے کاغذ تصویر جلے
آتش رخ کی کہین ہوتی ہی تاثیر غلط

دیکھا زاہد نے جو اوس بت کو گیا بھول نماز
سجدۂ سہو کیا ہو گئی تکبیر غلط

لیچل ہی جوش جنون سے تو بیابان مجھکو
تا کہ ہو دل سے غم خانۂ زنجیر غلط

قول سی پھرتے ہین کہ لکھ کی مکر جاتے ہین
کہین تقریر غلط ہے کہین تحریر غلط

آفت آجای مرے سر پہ غضب قاصد پر
خط مین ہو جاے جو مضمون کوئی تحریر غلط

تیغ سے بڑھکے کہین کھتی ہے کاٹ ای عاشق
اوسکی ابرو کو نہین باندھتے شمشیر غلط

کرتا ہی غیر تا قاصد دلبر سے اختلاط
کافر یہ کر رہا ہے پیمبر سے اختلاط

کرنے لگا ہی یہ دل صد چاک بھی مرا
شانے کی طرح زلف معنبر سے اختلاط

خوبان سیمتن بھی ہین کیا مطلب آشنا
کرتے نہین کبھی کسی بے زر سے اختلاط

دل اپنا ہو کے شیفتہ چشم مست یار
دکھلا رہا ہی شیشے کا ساغر سے اختلاط

پابند کب کسی کے ہین آزادگان عشق
مفلس سے ربط ہے نہ تونگر سے اختلاط

گلشن مین دیکھ لیتی جو اوس گلعذار کو
کرتی نہ عندلیب گل تر سے اختلاط

ساغر نہین شراب نہین بستان نہین
بے لطف ہے بتان سمن بر سے اختلاط

عاشق جو محو یاد خدا ہین کبھی وہ لوگ
کرتے نہین کسی بت خودسر سے اختلاط

ردیف ظا

ہو جو ترکِ رہِ تسلیم و رضا سے محفوظ
مر بھی جائے تو رہے لغزشِ پا سے محفوظ

ایسا دیوانہ نہیں ہوں جو کہوں اے بت
رکھے اللہ ترے سنگِ جفا سے محفوظ

کیون نہ ہو تا ہدفِ ناوکِ مژگانِ صنم
کوئی رہ سکتا نہیں تیرِ قضا سے محفوظ

پاسِ داغِ دلِ سوزان سے نہیں کرتا آہ
شمع کو رکھتا ہون طوفانِ ہوا سے محفوظ

دامِ گیسو مین گرفتار نہ ہو جائے کہیں
رکھے اللہ مجھے ایسی بلا سے محفوظ

ہین گنہگار نہ جاؤنگا کبھی دوزخ مین
شرمِ عصیان مجھے رکھیگی سزا سے محفوظ

قلزمِ دہر مین ہستی ہے مری مثلِ حباب
خاک رہ سکتا ہون سیلابِ فنا سے محفوظ

خاک ہونگے وہ شہیدانِ وفا مین داخل
رہ گئے جو تری شمشیرِ جفا سے محفوظ

ہے دعائے دلِ عاشق کہ خدایا مجھکو
رکھنا تا زیست بتون کی تو وفا سے محفوظ

کیجئے یادِ رخ مین قرآن حفظ
مصحفِ پاک چاہیئے ہان حفظ

بات کرنا نہ اون سے ناموزون
کرلے قاصد تو میرا دیوان حفظ

داستانِ خار کی ہو نوکِ زبان
دل سے کر قصہ بیابان حفظ

کیسی رنگین غزل سناتا ہون ‌ ‌ ‌ کرلو اے عندلیب بستان حفظ
یاد ہے مدح عارض گلگون ‌ ‌ ‌ مجھکو ہے بوستان گلستان حفظ
عشق مین اوس رخ کتابی کے ‌ ‌ ‌ کرلیا مین نے سارا قرآن حفظ

راگ لائیگا یاد رکھہ عاشق
یہ غزل کرکے وہ خوش الحان حفظ

ردیف عین

بھاگ جائی بزم سے بیتاب ہوکر دور شمع ‌ ‌ ‌ دیکھلی کاش اک نظر اسکا رخ پرنور شمع
سوز ہجران سے ہی ہوئی تن محرور شمع ‌ ‌ ‌ کیا جلائی اپنے گھر مین عاشق رنجور شمع
بزم مین یہ کسلیے روتی بھی ہے ہنستی بھی ہے ‌ ‌ ‌ میری تیری کر رہی ہے نقل کیا اے حور شمع
دیکھکر وہ رخ یہ سب بیتابی و حیرت مین ہین ‌ ‌ ‌ آئنہ۔ مہتاب۔ گل۔ پروانہ۔ برق طور۔ شمع
زیر فانوس اسلئی رکھتے ہین اسکو بزم مین ‌ ‌ ‌ گرمی خورشید رخ سے تا نہ ہوکافور شمع
تیرگی ایسی ہی جسمین گم ہو نور آفتاب ‌ ‌ ‌ کب ہے ممکن کر سکی گھر کو مرے پرنور شمع
شعلۂ رخسار سی اوسکی ہی روشن بزم کیا ‌ ‌ ‌ تیرہ ہی نظرون مین کیون مثل شب دیجور شمع
دیکھکر آئینۂ رخسار کی تیرے صفا ‌ ‌ ‌ محو حیرت کسقدر ہے بزم مین اے حور شمع

پیش خورشید رخ پر نور عاشق کام کیا
خوب ہو محفل سے ہو جائے اگر کافور شمع

آتش رخ کو جو تیرے دیکھلے ایحور شمع
بزم سے اوڑ جای دم مین صورت کافور شمع

تھی بہت اپنے جمال و حسن پر مغرور شمع
ہو گئی پیش رخ خانان مگر بے نور شمع

سامنے تیری رخ پر نور کے ایمہر وش
ماہ آتا ہی نظر جیسے کوئی بے نور شمع

زلف سرکائی یون آیا رخ تابان نظر
جسطرح روشن کوئی کردی شب دیجور شمع

ہاتھ جل جائے اگر دیکھی مسیحا میری نبض
سوز ہجران سے سراپا ہے تن مہجور شمع

گرمی خورشید رخ کی آگ عاشق باغ سے
بھاگتی ہے سبزۂ بیگانہ سان کیا دور شمع

غصے کا محل ہے نہ ہے دشنام کا موقع
ہون سائل بوسہ یہ ہے انعام کا موقع

تکلیف ہی ہوتی ہی سراسر مجھے حاصل
مین ڈھونڈھتا ہون جب کبھی آرام کا موقع

گھر جاؤگی ایجان نہ شب وصل سناؤ
اس وقت نہین عزت کے پیغام کا موقع

کسطرح قرار آئے خدایا شب فرقت
ملتا نہین وصل بت خود کام کا موقع

دیوار سے گھر اوسکے اوتر جاؤن تو کیونکر
وان صبح کا موقع ہے نہ ہی شام کا موقع

کسطرح اونھین حال دل زار لکھو نمین
ملتا ہی نہین نامہ و پیغام کا موقع

جب دیکھیے ہم گرم فغان رہتے ہین عاشق
ملتا نہین فرقت مین کسی کام کا موقع

ردیف غین

داغ دل بعد فنا ہی صورت روشن چراغ
کوئی لائے یا نہ لائے اب مرے مدفن پہ چراغ

پرتو رخسار سے اوس شمع رو کے چار سو
رات کو بجھ جاتے ہین دیوارونکے روزن پہ چراغ

عشق گیسوے بتان مین نور ایمان کیا رہے
روبرو کاکل کے رہ سکتا نہین روشن چراغ

گلشن بزم اوس گل رخسار سے روشن ہی کیا
تیرہ ہی نظرون مین کیون مثل گل سوسن چراغ

ہی یہ داغ دل ہی جلتا ہی جو یون آٹھون پہر
ورنہ رہتا ہی کہین بھی بر آستان روشن چراغ

بیخودی سے میری حالت پر گمان مردگی کا ہی
شمع بالین پر مرے یون جیسے سر مدفن پہ چراغ

عارض پر نور جانان کے مقابل رات کو
ماہ آتا ہی نظر جس طرح بے روغن چراغ

داغ سوزان دل ہی عشق مین ہو جاگزین کیا
خالی گھر مین بھی کسی نے دیکھا ہی روشن چراغ

رات یاد گیسوے پیچان مین تیری شعلہ رو
روبرو آنکھونکے اپنے سانپ کا تھا من پہ چراغ

جب خیال عارض روشن مین لگ جاتی ہی آنکھ
رات بھر مین دیکھتا ہون خواب مین روشن چراغ

کشتہ چشم سیاہ یار ہون کیونکر نہ ہو
روغن بادام سے روشن سر مدفن چراغ

حلقۂ گیسوی پیچان سے ہی نور رخ عیان
یا میان خانۂ زنجیر ہے روشن چراغ

اشک تھم جائین تو عاشق داغ سوزان کیونکر ہو
جل نہین سکتا کسی تدبیر بی روغن چراغ

سامنا کرنی لگا اوس روی روشن کا چراغ
اتنا بھی سوجھا نہ اوسکو ہو گیا اندھا چراغ

قرب گیسو کیون ہے روشن روی انور کا چراغ
روبرو کالی کے سنتے ہین نہین جلتا چراغ

پیرہن سے کیا عیان اوس شمعرو کا جسم ہے
ہے تہ فانوس روشن بزم مین گویا چراغ

سامنے تیری رخ تابان کے ای خورشید رو
ہو گیا بے نور بالکل ماہ انور کا چراغ

یاد اوسکی روی انور کی دلا کر ای جان
کیون بجھاتا ہے چراغ زندگی میرا چراغ

جلوہ افروز اپنے گھر تھا وہ بت رشک قمر
دور سے مین روزن دیوار کو سمجھا چراغ

دن مین پیش آفتاب آتی نہین تارے نظر
شب کو آگے اوس رخ روشن کے سوجھے کیا چراغ

مین وہ تیرہ بخت ہون جب دفن ہونگا زیر خاک
کوئی تربت پر مری روشن نہ رکھیگا چراغ

دیر و کعبے مین بھی عاشق اسکو حاصل ہے فروغ
رکھتا ہے روشندلی سے مرتبہ کتنا چراغ

ردیف فا ی

ای آئنہ رو ایسا بھی ہوگا کوئی کم صاف
منہ دیکھی نہین کہتے کبھی کہتے ہین ہم صاف
جو دیکھے اوٹھا لے اوسے آئینہ سمجھکر
خط اونکا لکھا چھپ سکے لاکھ خطون مین
جلا دے مجھے صاف نہ منہ دیکھی کی کہنا
سفاک ہوا سے دمِ شمشیرِ دو دم سے

جو دلمین ہو اُنسے پہ وہ کہدیتے ہین ہم صاف
آئینے سے بڑھکر ہی کہین روے صنم صاف
اسقدر جبہ ہی اے یار ترا نقش قدم صاف
پہچان لین ہم دور سے تحریر قلم صاف
تو صاف ہی اے آئنہ یار روے صنم صاف
ہوجاتی ہے کیا خاک رہِ ملک عدم صاف

اوس آئنہ رخ کا اگر وصف لکھون مین
عاشق دمِ تحریر پھسل جاے قلم صاف

کیا غرض کیا کام کیون جاؤن گلستان کیطرف
حشر مین یاد آگئی مجھکو بہارِ کوے یار
تھم گئے ہنگام گریہ بار ہا اشک روان
سرگذشتِ حضرتِ یوسف مجھی آتی ہی یاد
قمریان آئین مبارک باد کو کہدی صبا
حضرتِ ناصح سے کہدو مجھکو سمجھائین اگر
کیا ہی لطف آیا دمِ سیرِ چمن ہمراہِ یار

وحشتِ دل تو مجھے لیچل بیابان کیطرف
جب فرشتے لیچلے گلزار رضوان کیطرف
دیکھا جب اوس رشک گل نے دہن خندان کیطرف
دیکھتا ہون جب ترے ہی چاہِ زنخدان کیطرف
سیر کو جائیگا وہ خوشقد گلستان کیطرف
ساتھ ہولین جاؤن مین جب کوئی جانا نکیطرف
گہ بسوے گل دیکھا گہ اوس روے خندان کی طرف

ہے یہی امید چشم رحمت حق سے مجھے
حشر مین دیکھے نہ میری جرم و عصیان کیطرف

صورت مجنون عبث پھرتا ہی صحرا مین خراب
کیون نہین جاتا ہی عاشق کوے جانان کی طرف

سارا جہان ہی اوس بت عیار کیطرف
غیر خدا کوئی نہین مجھ زار کی طرف

ہو جاے اک نگاہ خریدار کیطرف
غرفے سے جھانک لو کہین بازار کیطرف

کیا کیا نہ میرے دل کا لہو جوش ہوا
دیکھا جو اوسکے جامۂ گلنار کی طرف

مصروف سیر باغ ادھر تھا وہ رشک گل
نرگس کی آنکھ ادھر گل رخسار کیطرف

صحن چمن کو صاف کرا ای باغبان شتاب
وہ گلعذار آتا ہے گلزار کی طرف

تلوار کیا لگائیے اس صید مردہ پر
بولا وہ ترک دیکھکے مجھ زار کی طرف

آزاد اسیر خانۂ زنجیر کیون نہ ہو
دیکھے جو تیرے گیسوے خمدار کی طرف

صیاد کا اسیرون کے نسبت یہ حکم ہے
چاک قفس سے دیکھین نہ گلزار کیطرف

پرسان حال تو ہی نہین ای مسیح جب
آئیگا کون عاشق بیمار کی طرف

ردیف قاف

کہین طوطی ہی اوسکی شوخیٔ تقریر پر عاشق
کہین بلبل گل رخسار کی تصویر پر عاشق

سر مقتل ملی کیا بے حجابانہ گلے آکر
دل و جان سے ہون ہی قاتل تری شمشیر پر عاشق

سنا آہو مجھے زندان مین ہر شب قصۂ گیسو
مین وحشی ہون وہان حلقۂ زنجیر پر عاشق

ہلال عید ہی اوس ابروٗ پُر خم کا دیوانہ
مہ کامل جمال یار کے پرتو پر عاشق

کیے کیا کیا اشارے دیکھ مجھ جانباز کو جسنے
نہ ہون کیونکر مین چشم جو ہر شمشیر پر عاشق

تمہاری ابروٗ مژگان سے الفت ہی زمانے کو
کوئی شمشیر پر مرتا ہے کوئی تیر پر عاشق

ہوا جب مضطرب فرقت مین لائی کھینچ کر اسکو
مین ایسے عاشق ہون اپنی آہ پر تاثیر پر عاشق

جتنا ہی ارض و سما کا دیدۂ انسان مین فرق
کوئی جانا آن سے وہی گلشن رضوان مین فرق

اسقدر رہتا ہو نہین اک برق وش کی یاد مین
ابر باران سے نہین کچھ دیدۂ گریان مین فرق

رہتی ہین حور ین وہان یان آنہین سکتی ملک
قصر جنت سے ہی کتنا یار کی ایوان مین فرق

خوب کی جامہ دری اے پنجۂ وحشت کہ اب
کچھ نہین جا اپنے گریبان سے مری دامان مین فرق

پھر نہین ممکن کہ لطف یکدلی باہم رہے
جب کبھی انسان سے آجاتی دل انسان مین فرق

جی نہ کیون بہلے مرا اے جوش وحشت آجکل
کچھ نہین صحرا سے میرے خانۂ ویران مین فرق

اوس حسینہ کا فکر کو عاشق جو دیکھتا واعظ اگر
آہی جاتا کچھ نہ کچھ تو بالیقین ایمان مین فرق

ردیف کاف

محشر مین گھلا مین غم عصیان سے یہان تک
پہونچا بڑی مشکل سے در باغ جنان تک

مین حرف شکایت نہین لانیکا زبان تک
تو ظلم کئے جا ترا جی چاہے جہان تک

ہو جاے کہین شربت دیدار میسر
تڑپے تپ فرقت سے یہ بیمار کہان تک

کسطرح کہون اون سے مین حال دل مضطر
بیتابی سے پاتا نہین قابو مین زبان تک

دہ پیچ میرے دست تمنا کو سکھا دے
ای زلف یہ پہونچ جای جو اوس موے میان تک

جور فلک پیر سے افسوس جہان مین
باقی نہ رہا نامورون کا بھی نشان تک

اوس بحر صفا کی غم فرقت مین خدایا
تڑپون صفت ماہی بی آب کہان تک

اظہار کرون سوز نہان کا جو ذرا بھی
یہ آگ ابھی دل سے پہونچ جای زبان تک

رحمت بھی عوض اسکے نہ منظور کرون مین
محظوظ غم الفت جانان سے ہون یان تک

پوچھے تو کوئی حسرت دیدار صنم سے
تڑپا گئی دل عاشق مضطر کا کہان تک

تم بیٹھے نہ دم بھر کبھی مجھ زار کے نزدیک
گل رہتی ہین گلشن مین سدا خار کے نزدیک

یون خال ہے اوس ابرو خمدار کے نزدیک
جسطرح سپر رکھی ہو تلوار کے نزدیک

سایہ ہو ہما لوٹ کی دیوار کے نزدیک
ذرّہ بنے خورشید دریار کے نزدیک

انسان تو کیا رعب سے اوس رشک پری کے
جا سکتا نہین سایہ بھی دیوار کی نزدیک

جی مین ہے کرون جیتے جی سیر چمن خلد
ہو اون مکان کوچہ دلدار کی نزدیک

دیکھا ہی حسینون کو قریب اوسکے بٹھا کر
سب ذرّے ہی ہین خورشید رخ یار کی نزدیک

رندون سے ہی یہ پیر خرابات کی تاکید
جانے نہ کوئی زاہد مکار کی نزدیک

دیکھا ہی نگاہو نین اوسے تول کے اکثر
پاسنگ ہے آئینہ رخ یار کے نزدیک

عاشق کو اگر آتش دوزخ سے بچالین
کچھ دور نہین احمد مختار کے نزدیک

ردیف گاف

دیکھین جو پھول رخ کا تری اے نگار رنگ
اوڑ جای اونکی چہرے سے بے اختیار رنگ

لائی کہین نہ عشق رخ و زلف یار رنگ
دکھلا رہی ہی گردش لیل و نہار رنگ

ہاتھ اپنے میری خون سے تو اے گلعذار رنگ
رنگ حنا تو ہوتا ہے ناپائدار رنگ

آتا ہی سو ہی باغ وہ رنگین لباس آج
پھولون کی بھی قبائین تو فصل بہار رنگ

بیٹھا ہے غیر پاس ہمارے گلعذار کے
پہلوی گل مین کیا یہ جمائیگا خار رنگ

کسطرح جوش وحشت دل ہو نہ ابکے جنون
طرفہ دکھا رہی ہے یہ فصل بہار رنگ

اوس لب پر آج پان کی سرخی غضب کی ہے
لائیگا میرے قتل پہ کیا وہ نگار رنگ

آئی بہار پابہ سلاسل نہ کر مجھے
دیوانہ تیرا لائیگا اے گلعذار رنگ

بے رنگی زمین غزل سے یہ فکر ہے
عاشق کسی طرح تو جمے ایکبار رنگ

ردیف لام

مرا حال ہے رحم کھانیکے قابل
کہ اب مین نہین ہون ستانیکے قابل

یہی عمر ہے پان کھانیکے قابل
مریجان ہو اب رنگ لانیکے قابل

نزاکت نے اوسکو مجھے لاغری نے
نرکھا کہین آنے جانے کے قابل

رقیب سیہ رو کو اے ماہ طلعت
نہین چاند سا منہ دکھانیکے قابل

وہ گل دیکھنا رنگ لائیگا کیا کیا
ذرا ہونے دو پان کھانیکے قابل

شب وصل و روز جدائی ہین دونون
بڑھانیکے لایق گھٹانے کے قابل

ابھی کل کی ہے بات نادان تھے تم
ہوئے آج باتین بنانے کے قابل

مصیبت جو ہو اور کوئی تو جھیلین
نہین بار ہجران اوٹھانیکے قابل

مرے دلمین گھر اوشہ حسن کر تو — یہ ہے اوجڑی بستی بسانیکے قابل
غم و حسرت و رنج فرقت نے تیری — مجھے نعمتین دی ہین کھانیکے قابل

خیال اوسکی زلفون کا عاشق نہ لاؤ
نہین یہ بلا سر چڑھانے کے قابل

الٰہی کون میرا لے گیا دل — مرے پہلو سے کیونکر گم ہوا دل
غم فرقت مین اوس گل کے مرا دل — سدا نالان رہا مثل عنادل
چھپاکے اوسنے مٹھی مین مرا دل — کہا بتا! تو تیرا کیا ہوا دل
خدا اب دین و ایمان کا ہے حافظ — بتون پر ہو گیا ہے مبتلا دل
کسی دن یاد تیری اے مری جان — نہین دم بھر بھی اپنا بھولتا دل
جلا سوز تپ فرقت سے آخر — بہت گرم فغان پہلو مین تھا دل
چمن صیاد سے ہے آج خالی — اوڑائین کیون نہ گلچھرے عنادل
فقط دل لینے کو لڑتی تھین آنکھین — لڑائی پھر کہان جب ملگیا دل
وبال جان ہوا سودائے گیسو — گرفتار بلا پھر ہو گیا دل
شکایت کیا کرون ایجان تیری — نہین قابو ہی پر اپنے مرا دل
پھر اوس بے رحم پر مائل ہے عاشق — کچھ ایسا دشمن جان بنگیا دل

ردیف میم

حسن مین رشک مہر و ماہ ہو تم
خوبرویون کے بادشاہ ہو تم

مجھکو ایجان نہ آنکھین دکھلاؤ
جانتا ہون کہ خوش نگاہ ہو تم

گھر تک آ وسکے نہ جانے پائین عدو
دوستو چلکے سدّ راہ ہو تم

مدعیون سے مجھسکو لڑوا کر
دیکھئے کس کے اب گواہ ہو تم

اے بتو جو خطا ہوئی بخدا
مین گنہگار بے گناہ ہو تم

سامنے میرے غیر کی تعریف
ایسے کیا اونکے خیر خواہ ہو تم

سب ہین بندی خدا کی اے عاشق
خواہ مین خواہ کوئی خواہ ہو تم

مرتے ہین تجھپہ ڈر نہین سکتے قضا سے ہم
کچھ غم نہین جو قتل ہون تیغ ادا سے ہم

صابر ہین جور پر تری راضی جفا سے ہم
رکھتے ہمیشہ کام ہین صبر و رضا سے ہم

رکھتے ہین سلسلہ تری زلف دوتا سے ہم
الجھی ہوئی ہے ہمسے بلا اور بلا سے ہم

پائین لعاب اگر دہن دلربا سے ہم
اے خضر پھر نہ آب بقا کی ہون پیاسے ہم

طالب نکیون ہون بتون کی ہر دم خدا سے ہم
آشنا ہو گئے ہین جو بت بیوفا سے ہم

وہ سختیان اوٹھائین کہ دم ہو گیا فنا
آخر ملے بتون کی بدولت خدا سے ہم

روتے لہو نہ پنجہ رنگین سے عشق مین
جھلجاتے کاش آتش رنگ حنا سے ہم

اے دل مزا وفا کا چکھا دینگے ایکبار
تجھکو بچھڑا ہی دینگے کبھی بیوفا سے ہم

تلوار اپنی کسکو دکھاتے ہین باربار
اہل وفا ہین ڈر نہین سکتے جفا سے ہم

اک عمر ہو گئی ہے بسر پیچ و تاب مین
چھوٹے نہ پھنس کے حلقہ زلف دوتا سے ہم

تاریک ہو رہا ہے زمانہ نگاہ مین
جب سے جدا ہین اوس صنم مہ لقا سے ہم

کاہیدہ یہ کیا ہے غم ہجر یار نے
تنکے کی طرح اوڑ گئے اکثر ہوا سے ہم

دیکھی نہ آجتک ہو مہوس نے جو کبھی
وہ کیمیا بنا ہین تری خاک پا سے ہم

دربان کی ضد سے اتنو ہین اسبات پر اڑے
اوٹھینگے حشر تک نہ در دلربا سے ہم

چاہ ذقن مین ڈوبے کہ زلفون مین پھنس گئے
مردہ ہین یا کہ زندہ تمہاری بلا سے ہم

ابکی بلائے عشق سے زندہ بچے اگر
پھر دل لگائینگے نہ کبھی بیوفا سے ہم

افسوس قتل عاشق جانباز پر ہے کیا
مرجائینگے تو جان تمہاری بلا سے ہم

اوٹھینگے خاک اوسکی گلی کی زمین سے ہم
ہین بسکہ تنگ جور بت نازنین سے ہم

آدم نہین جو نکلینگے خلد برین سے ہم
مانگین دعای مرگ جہان آفرین سے ہم

دنیا سے کام رکھتے ہیں مطلق نہ دین سے ہم
ہیں جب سے آشنا صنم مہ جبین سے ہم

دل دے چکے تھے دیدیا ایمان بھی عشق میں
دنیا سے تو گئے تھے گئے ہائے دین سے ہم

ہر چند سیر باغ و شب ماہتاب ہے
بے لطف ہے کہ دور ہیں اوس مہ جبین سے ہم

جس دن سے عشق اوس بت کا فر کا ہو گیا
خود جانتے ہیں جا چکے ایمان و دین سے ہم

اشکوں سے تر نہ دامن مژگاں کو دیکھیے
آنکھیں جو سینک لیتے رخ آتشین سے ہم

نفرت نہیں اپنے دل سے ہے شب تا سحر سوا
جب سے جدا ہوئے ہیں بت مہ جبین سے ہم

عاشق جو اوسنے آج بھی وعدہ وفا کی نہیں
مرجائینگے خدا کی قسم اب نہیں سے ہم

حال وحشت اے پری کیا کریں تحریر ہم
بھاگتے ہیں اپنے سایہ سے بھی شکل تیر ہم

اسقدر پاتے جو اپنی آہ میں تاثیر ہم
کھینچ ہی بلواتے تجھکو او بت بے پیر ہم

تھے کہاں عاشق بتاؤ ایسے خوش تقدیر ہم
کرتے جو اوس بے وفا کی وصل کی تدبیر ہم

پھرتے ہیں آوارہ و رسوا و بے تدبیر ہم
تھے خطاوار ایسے ہی اے کاتب تقدیر ہم

یاد میں ابرو کی تیرے او بت بے پیر ہم
خود گلے پر اپنے پھیرا کرتے ہیں شمشیر ہم

اسلیئے کرتے نہیں کچھ وصل کی تدبیر ہم
اے غم ہجر صنم ہیں قائل تقدیر ہم

ناتوانی سے نہیں اب طاقت رفتار تک
بیٹھے ہیں خاموش اے بت صورت تصویر ہم

گرمئ حسن رخ قاتل نے کیا مضطر کیا
گر پڑے گھبرا کے زیر سایۂ شمشیر ہم

ابتدا ہی سے خدا دیتا جو دل پر اختیار
مرتے کیون بے انتہا تجھ پر بت بے پیر ہم

یار کو روے کتابی پر گمان مصحف کا ہے
خط رخ کو کہتے ہین قرآن کی تفسیر ہم

کیون نہ اوس نقش قدم کو دیکھکر آنکھین ملین
جانتے ہین خاک پاے یار کو اکسیر ہم

دل اوٹھا کرتی ہے خامے کی زبان وقت رقم
حال سوز دل جو کرتی ہین کبھی تحریر ہم

ہو نہین سکتے رہا قید خیال زلف سے
سربسر ہین اے پری رو بستۂ زنجیر ہم

دل ہمارا کیون نہ ہو روشن گر حسن و جمال
رکھتے ہین اس آئینے مین یار کی تصویر ہم

یاد آجاتا ہے قاتل قبضۂ تیغ و گلو
ایک جا جب دیکھتے ہین شمع اور گلگیر ہم

دم لبون پر آگیا ہے جلد لے قاتل خبر
دیر سے ہین تشنۂ آب دم شمشیر ہم

آسمان ہل جاے اے عاشق زمین جگر مین آے
ہون اگر دم بھر بھی گرم نالۂ شبگیر ہم

ردیف نون

چل پھر کی بل اوٹھیگا مسیحا قدم نہین
رضوان یہ کوے یار ہے باغ ارم نہین

سچ کہدو ہان کی کھائی تو نے قسم نہین
ہوتی جو بات بات پہ ہے اے صنم نہین

درمان پذیر درد فراق صنم نہین
ہوتا نہین وصال تو اک روز ہم نہین

جس آنکھ مین وہ سرمۂ خاک قدم نہین
بینا کبھی طرح اوسے کہہ سکتے ہم نہین

زاہد نہ کہہ کہ دلمین خیال صنم نہین
ممکن کسیطرح یہ خدا کی قسم نہین

موے میان یار کا مین لکھ رہا ہون وصف
عنقا کا پر ہے ہاتھ مین میرے قلم نہین

سیدھا کیا ہے شانے نے اسدرجہ موبمو
اب بل کی لیتے گیسوے پرپیچ خم نہین

ان بیوفائیون کا جکھاتے مزہ تمہین
پر کیا کرین کہ جیسے ہو تم ویسے ہم نہین

وصف دہان تنگ ہو تحریر کسطرح
قابل تمہارے منہ کے زبان قلم نہین

بیخود عروج جلوۂ برق نگہ کا ہون
مین اس محل پہ حضرت عیسی سے کم نہین

مرنا فراق یار مین مشکل ہوا ہے کیون
ارمان دل ہے کیا جو نکل سکتا دم نہین

مجھ بلبل حزین کو گلستان دہر مین
حاصل سواے صدمۂ خار الم نہین

کوچے مین تیرے دھوپ جی کھاتی رہے سدا
احسانمند سایۂ دیوار ہے ستم نہین

ظالم خدا لیواسطے تیر نگہ کو روک
دل ہے یہ میرا تو وہ مشق ستم نہین

مر جائین ہم تو یاد نہ یہ جیتے جی کرین
بوے وفا تمہون مین خدا کی قسم نہین

حیران کبھی کیا کبھی آوارہ وطن
چرخ کہن کا مجھپہ نیا کب ستم نہین

تجکو ہے ناز حسن تو مجھکو غرور عشق
تم مجھسے کم نہین ہو تو مین تمسے کم نہین

بتلاؤن تمھکو دیکھہ کی کیا اپنی دل کا حال
خود رفتگی سے ہوش ہی مین اپنی ہم نہین

اُمّت ہین مصطفےٰ کی ہر عاشق مرا شمار
مجھکو حساب روز قیامت کا غم نہین

قامت کو زور دن سے تیری سرو کو نسبت نہین
وہ مقابل تیری کچھ بھی اوسکی قامت نہین

وصل کی شب بھی میسر زیست کی لذت نہین
صبح کا کھٹکا مجھے کب موت کی صورت نہین

رہ نورد کوچۂ گیسو ہون مجھے وحشت نہین
سر پہ جو آئی بلا سمجھون کوئی آفت نہین

حال مجھ بیمار کا پوچھا کسیئے اوس سے عجب
کہدیا ہنسکر مجھے اچھی طرح صحت نہین

کیا لکھون مین عارض پر نور جانان کی صفت
ایسی مصحف کی لیئے تفسیر کی حاجت نہین

کوچۂ جانان سے رضوان کیا کرون عزم بہشت
اس گلستان کی برابر گلشن جنت نہین

تو بھی آ ابر سیاہ زلف تا بلا دے سبب
کیون نظر آتی مجھے وہ چاند سی صورت نہین

مثل بلبل گاہ نالان شکل غنچہ گہ خموش
ہجر مین اوس گل کی اپنی ایک سی حالت نہین

جسقدر داغ دل مجھ پہ رکھتا ہے طپش
گرمئی خورشید محشر مین بھی وہ شدت نہین

بوسہ دے ڈالو تم رخ کی زکات حسن مین
گھٹ جائیگی یہ کوئی عارضی دولت نہین

ہو گیا ہے دل کو میرے اب غم الفت پسند
راحت و آرام و عشرت کی کوئی حاجت نہین

غیرت طوطی کو غصہ ہے تمھی ہو اے یار خوب
مجھسے دو باتین بھی کرنی کا تجھے مہلت نہین

تلخیِ غم عیش شیرین سے زیادہ ہے لذیذ
جو مزہ پاتا ہون اسمین وہ مین وہ لذت نہین

دل کی بہلانے کو بس ہے خانۂ ویران جنون
مجکو اب کوسون خیال وادیِ وحشت نہین

کس طرح عاشق ہین اوس خورشید رو سے دون مثال
کچھ بھی اوس رخ کے مقابل ماہ کی صورت نہین

بے تکلف مجھسے کیون ہوتا دمِ خلوت نہین
کیا مری آئینۂ دل مین تری صورت نہین

وائے قسمت آنکھ بھی لگتی شبِ فرقت نہین
خواب مین بھی اوس سے ہوسکتا ہمین صحبت نہین

تم بلاتے ہو وہان مین ناتوان ہون اسقدر
آؤن کیا یان سانس لینے کی بھی تو طاقت نہین

جنبش ابروسی اپنی وہ لیا کرتے ہین کام
بہر قتل عاشقان شمشیر کی حاجت نہین

خوش نہین ہوتی یہ اجڑی گھر کی صورت دیکھکر
خانۂ دل سے پریزادون کو کب وحشت نہین

کوچۂ قاتل تک پہونچنا ضعف سے مشکل ہے یہ
دوش پر بھی بارِ سر لیجانے کی طاقت نہین

جب سے ای عاشق کیا ہے ترک عشق گلرخان
دل مین اب وہ ولولہ وہ جوش وہ وحشت نہین

کسی صورت سے مجھے قرار نہین
جب سے پہلو مین وہ نگار نہین

ایک بوسے پہ بھی سے یار نہین
دس نہین تو نہین ہزار نہین

بازی بوسون کی بدلو جو سر مین
اسمین کچھ ایسی جیت ہار نہین

جو ہے حسن خیالی دیکھتا ہون بہشت · آج گھر مین جو اپنے یار نہین
یاد کس برق وش کی ہے مجھکو · دل کو پہلو مین کیون قرار نہین
کیون نہون بے حساب مجھسے گناہ · اوسکی رحمت کا جب شمار نہین
کیا دیوانہ اک زمانے کو · اے پری تجھسا ہوشیار نہین
باعثِ زیست ناتوانی ہے · لب تک آسکتی جانِ زار نہین
تمھین ملنے سے میرے ہو بیزار · دوستی ورنہ ننگ و عار نہین
آج تو بوسے لے ہی لونگا ہان · اک نہین کیا کرو ہزار نہین
اے طبیبو مریض ہجر ہون مین · چارہ کچھ جز وصال یار نہین
کون سا وقت ہے کہ فرقت مین · موت کا مجھکو انتظار نہین
جُنبشِ لب ہے ضعف سے مشکل · اون سے کہہ سکتا حالِ زار نہین
ہوسِ خلد کسکو ہے رضوان · رشکِ فردوس کوے یار نہین
ہے نگاہون سے دور دل سے قریب · کچھ جُدا مجھسے میرا یار نہین
تو ہی بتلا دے اے شبِ فرقت · صبح کیون ہوتی آشکار نہین
غمِ ہجران وبالِ جان ہے مجھے · کچھ امیدِ وصالِ یار نہین
تیرِ مژگانِ یار کا عاشق · کون سا مرغِ دل شکار نہین

جلد آ تا ب انتظار نہین
دل کو پہلو مین اب قرار نہین

مین نہین ماننے کا ایک بھی ہان
وصل مین کیسی بار بار نہین

کیون کھٹکتا ہے تیری نظرون مین
تن کاہیدہ کوئی خار نہین

کبھی آتا نہ تیرے کوچے مین
کیا کرون دل پہ اختیار نہین

دل مرا بہلے کس طرح رضوان
خلد مانند کوے یار نہین

کیا سمجھکر بتون کو دل دیدون
بخدا ان کا اعتبار نہین

قاصد یار آ بھی جائے کہین
مجھکو اب تاب انتظار نہین

چمن دہر مین خدا کی قسم
تیرے مانند گلعذار نہین

آئے کیا خاک مجھکو خواب لحد
زیر سر خشت کوے یار نہین

ہو نہین رسوا تو غم نہین عاشق
عاشقی مین یہ ننگ و عار نہین

اے صنم کچھ بھی کائنات نہین
ایک دو بوسے کوئی بات نہین

بوسے دیجے مجھے خدا کے لیئے
دولت حسن بے زکات نہین

گفتگو مین نہ کیونکر آئے مزا
بات تیری کم از نبات نہین

رکھ امید وفا نہ ان سے دلا
با مروت بتون کی ذات نہین

مجھکو مرمر کے ہوتی صبح نصیب
تم جو اے جان آتے رات نہین

حال دل دن سے کیا کر دین بیان
ضعف سے لب تک آتی بات نہین

رخ سے سرکا کے زلف کہتے ہین
ہوگئی صبح دیکھو رات نہین

لکھتا ہون طرح زلف اے عاشق
مشکنافے سے کم دوات نہین

ان بتونکو کوئی بتلاے تو کیا کہتے ہین
لوگ کچھ کہتے ہون ہم بندے تو خدا کہتے ہین

جو ہین اچھے وہ برے کو بھی بھلا کہتے ہین
خود برے ہین وہ بھلے کو جو برا کہتے ہین

سرو و شمشاد و صنوبر سے اسے کیا نسبت
لوگ تیرے قد بالا کو یہ کیا کہتے ہین

ای پری اپنی نظر مین ہے زمانہ تاریک
زلف کو عارض روشن سے ہٹا کہتے ہین

طور پر حق کی تجلی ہوئی موسی کو نصیب
بام پر ہمکو تو دیدار دکھا کہتے ہین

جب سے سودائی تری کاکل پیچان کا ہون مین
مجکو سب لوگ گرفتار بلا کہتے ہین

جاے شکوہ نہین شیوہ ہے حسینونکا یہی
ستم و جور کو عشاق ادا کہتے ہین

ہمسے بڑھکر نہ کوئی نکلیگا خواہان ترا
تجھسے پھر اے صنم ماہ لقا کہتے ہین

اوس جفا دوست کی خاطر کو ہین ہم نقش مراد
اے فلک دیکھ نہ تو ہمکو مٹا کہتے ہین

کیا شب وصل مین منظور ہے ہو جاے سحر
پھیر دین پچھلے پہر سے تو نہ گا کہتے ہین

خود بخود دوڑ کے وہ پاس مرے آہو بچے
دام صیاد ہے یا مار سیہ یا زنجیر

اسکو اہل دل اثر آہ رسا کہتے ہین
بعضے گیسوے پر پیچ کو کیا کہتے ہین

مجھسے جو نام و نشان پوچھے تو کہدون عاشق
اوس شہ حسن کے کوچے کا گدا کہتے ہین

چمن مین سینہ پر داغ جب انکو دکھاتے ہین
نہین اک وضع پر دو دن مزاج یار پاتے ہین
وہ ہمکو اور ہم اونکو بہم جب دیکھ پاتے ہین
سر محفل عدو کو اپنے پہلو مین بٹھاتے ہین
نگاہو نین کب انکی خنجر و ناوک سماتے ہین
حنا پاؤن مین ملتے ہین کبھی وہ پان کھاتے ہین
ہر اوہ رعب سے دیوانگی مین اے پری پیکر
خدا محفوظ رکھے ان پریرویون کی الفت سے
بڑا اندھیر ہے ان شعلہ رویونکو خدا سمجھے
کسی پر آفت آئی اور کسیکی دل لگی ٹھہرے
خدایا آج پھر کیا فتنۂ محشر بپا ہوگا

عنادل رشک سے رو رو طرفہ گل کھلاتے ہین
کبھی خود روٹھ جاتے ہین کبھی اولٹے مناتے ہین
گلے سے وہ ہمین ہم اونکو سینے سے لگاتے ہین
ستم ایجاد ہین فتنے قیامت کے اوٹھاتے ہین
جو تیغ ابرو و تیر مژہ کے زخم کھاتے ہین
برائے قتل عاشق روز کیا کیا رنگ لاتے ہین
کہ شل بید مجنون لوگ مجھسے تھرتھراتے ہین
یہ اچھے اچھے ہشیارون کو دیوانہ بناتے ہین
بجاے شمع محفل مین دل عاشق جلاتے ہین
جسے روتا ہوا دیکھتے ہین مسکراتے ہین
وہ عطر فتنہ سے کیون پیرہن اپنا بساتے ہین

پئے گلگشت جو اوس گلبدن کی آمد آمد ہے
تمھاری گیسوئے پُرپیچ کی الفت مین اے صاحب
نہین بوجہ خط و خال عارض کی نمایش ہے
سناتا ہون اونھین جب حال دل کی بیقراری کا
دلا مین دیکھنے والا ہون اک رشک گلستان کا

عنادل اپنے جامے مین نہین پھولے سماتے ہین
زمانے کی بلائین اپنے سر پر ہم اوٹھاتے ہین
وہ لاکھون مرغ دل اس دام مین وہ اسی پھنساتے ہین
تو کہتے ہین کہ ناحق آپ کیون باتین بناتے ہین
نظر مین میری اسیری ویسے گلرو کب سماتے ہین

کسی گل پیرہن کا نامہ پڑھکے آج ہم عاشق
خوشی کے مارے جامے مین نہین پھولے سماتے ہین

تمھارے وصل کے وعدے تو اے جان روز ٹلتے ہین
رقم کرتا ہون جب حال صفائے عارض جانان
بناوٹ کی جو باتین کرتے ہین مُنھ چوم لیتا ہون
حنا ملواتے ہین وہ ان غیر سے پاے نازک مین
فدا کرتے ہین جان کبک دری ہر گام پر اوسکے

ہمارے دل کے ارمان دیکھیے کب تک نکلتے ہین
زبان خامہ تک حرف سخن آکر پھسلتے ہین
قدم لیتا ہون جھک کر جب وہ مجھسے چال چلتے ہین
یہان ہم رشک سے بیٹھے کف افسوس ملتے ہین
کف افسوس اسی حسرت مین ہم مدت سے ملتے ہین

خیال وصل مین اوس شعلہ رو کی شام سے عاشق
شب فرقت سحر تک ہم برنگ شمع جلتے ہین

مرے حال پر رحم کھائے ہوئے ہین
وہ سینے سے مجکو لگائے ہوئے ہین

وہ گلشن مین کیا آج آئے ہوئے ہین
عنادل جو یون غل مچائے ہوئے ہین

وہ مہندی ملے پان کھاے ہوئے ہین
مرے قتل پر رنگ لائے ہوئے ہین

مری آنکھین طوفان اوٹھائے ہوئے ہین
ترے غم مین دریا بہائے ہوئے ہین

نہ آسان ہو کیون سختی نزع ہمسکو
کہ فرقت کی صدمے اوٹھائے ہوئے ہین

اب ان شعر دیون کی پروا نہ ہوگی
ہم اللہ سے لو لگائے ہوئے ہین

نہ کیون جل کی لین مجھسے گیسوے پرخم
یہ موذی ترے سر چڑھائے ہوئے ہین

جواب اب مرے خط کا لکھین گے کیونکر
کہ اغیار کے وہ پڑھائے ہوئے ہین

گرے میری نظرون سے خوبان عالم
وہ آنکھون مین جب سے سمائے ہوئے ہین

سنایا اونھین حال دل تو بگڑ کر
کہا سب یہ فقرے بنائے ہوئے ہین

اودھر چرخ ادھر یہ بتان ستمگر
خدایا مجھے کیون ستائے ہوئے ہین

ہے غسل کیا حاجت آب خنجر
ہم اپنے خون سے نہائے ہوئے ہین

تڑپنا دم ذبح ممکن ہے کیونکر
وہ زانو سے سینہ دبائے ہوئے ہین

نہین خوف خنجر اوٹھانے سے اونکی
کہ ہم زیست سے ہاتھ اوٹھائے ہوئے ہین

حسینون کا ہے دور باغ جہان مین
ہزارون گل انکی کھلائے ہوئے ہین

فرشتے جہان پر نہین مار سکتے
ہم اون کوچونکی خاک اوڑائے ہوئے ہین

کرین کیون نہ بڑھ بڑھ کے اغیار باتین
تمھارے ہی منھ یہ لگائے ہوئے ہین

الٰہی یہ کیا انقلاب جہان ہے
کہ غیر اپنے پرائے ہوئے ہین

نہ آتے تھے جو منتون سے بھی کل تک
وہ خود آج گھر میری آئے ہوئے ہین

کیا پائمال آج کس بےگنہ کو
سبب کیا جو وہ سر جھکائے ہوئے ہین

کرون اعتبار اونکی باتون کا کیونکر
کہ وہ میرے خوب آزمائے ہوئے ہین

نہ کھائین کہین سیلیِ موج عاشق
حباب اتنا سر کیون اوٹھائے ہوئے ہین

رہتا ہون سوز غم سے عجب پیچ وتاب مین
سیماب مجھسے بڑھکے نہین اضطراب مین

کچھ شک نہ تھا زمانے کے پھر انقلاب مین
دل کو نہ تھام لیتے جو ہم اضطراب مین

دیکھا جو رات گیسوے پیچان کو خواب مین
نیند آئی صبح تک نہ ابھی پیچ وتاب مین

اتنا ہی تجھ مین اور حسینون مین فرق ہے
ہے جسقدر کہ ذرے مین اور آفتاب مین

بگڑے کچھ رات کہ آخر لپیٹ گئے
یارون کا کام بنگیا اونکی عتاب مین

وہ برق وش جو عازم دریا ہے بہر غسل
عالم ہے بجلیون کا ہر اک موج آب مین

مدت ہوئی حسینون پہ ہمکو مرے ہوئے
اب دن یہ زندگی کے رہے کس حساب مین

پہونچے کبھی فلک پہ گرد زمین پہ کبھی گرے
پست وبلند دیکھ چکے اضطراب مین

باقی رہی نہ اوس رخ روشن کی سادگی
آئینے مین صفا نہ ضیا آفتاب مین

بے گنتی بوسے عارض جانان کے کیون نہ لون
کچھ دخل ہی نہین مجھے علم حساب مین

یون بیقرار رہی مرے دلمین خیال یار
جیسے درون شیشہ پری اضطراب مین

ای حور تیرے عارض تابان کا کیا بیان
یہ نور کب ہے روئے مہ و آفتاب مین

شاید یہ نالۂ دل مضطر کا ہے اثر
پاتے ہین ہم جو آج اونھین اضطراب مین

عاشق تو ایک لکھیے گلدستہ وہ غزل
تا ایک ایک شعر ہو فرد انتخاب مین

پنہان ہوا نہ وہ رخ روشن نقاب مین
خاک آفتاب پر کہ چھپا ہے سحاب مین

بوسے اگر زکات مین دیتے تو اور بھی
ہوتی ترقی دولت حسن و شباب مین

زاہد کو نان خشک ملے رندون کو کباب
قسمت ہی اپنی اپنی گناہ و ثواب مین

سمجھے یہ اہل بزم کہ فانوس مین ہے شمع
دیکھا جو رات وہ رخ روشن نقاب مین

گہ آسمان کی سوجھتی ہے گہ زمین کی
دونون جہان کی سیر ہے جام شراب مین

ہوتی نہین رفاقت پیری ہے اب جدا
توبہ ہے پوچھو تھی کہان عہد شباب مین

عاشق نہ کیون نوشتۂ قسمت کو روؤن مین
لکھا نہ اوس نے کچھ مرے خط کی جواب مین

پہونچ کر کوچۂ زلف دوتا مین
الٰہی پھنس گیا دل کس بلا مین

نہ ہشیار اے پری تجھسا جفا مین
نہ دیوانہ کوئی مجھسا وفا مین

لب جان بخش سے سُنتے ہین دشنام
ملا ہے زہر بھی آب بقا مین

کرون سفاکیان اوسکی بیان کیا
عدیم المثل ہے مشق جفا مین

کسی بیجرم کا خون ہوگا ہیہات
وہ مہندی مل رہے ہین دست و پا مین

مزا جب ہے کہ خاک اپنی پس مرگ
اُڑے اوس گل کے کوچے کی ہوا مین

جھجک کر مجھسے کیا لپٹا وہ گلرو ہین
جو بجلی ناگہان چمکی گھٹا مین

کیا بیمثل اوس بُت کو خدا نے
حیا مین حسن مین ناز و ادا مین

وہ بیتابانہ دوڑے آئینہ تک
اثر اتنا تو ہو آہ رسا مین

بتون کو دل سے ای عاشق بھلا کر
بسر کر زندگی یاد خدا مین

کب یہ کہتا ہون کہ وہ روز مجھے یاد کرین
قاصدا خط سے مہینون نہین کبھی شاد کرین

صورت برق ہر اک زخم ہو خندان قاتل
ہم تری تیغ تبسم کو اگر یاد کرین

اصل کیا تیری اڑین ہوش فرشتون کے ترے
ہم جو اے پیر فلک نالہ و فریاد کرین

تو وہ خوش چشم ہے دیکھین جو تری آنکھ آہو
کچھ تعجب نہین آنکھون سے اگر صاد کرین

ہو گئے ہجر بتان مین تبا کی ہم ایسے لاغر
طاقت اتنی بھی نہین ہائے کہ فریاد کرین

عرق شرم سے تر ہو کے زمین مین گڑ جائے
دم گلگشت جو وہ رخ سوئے شمشاد کرین

ہر لب لا نظر آئے ہمین سرو گلشن
دشت مین جب قد موزون کو ترے یاد کرین

تو سنے یا نہ سنے تیرے سوا اے ظالم
کسکے ہم جا کے ترے ظلم کی فریاد کرین

عاشق سرو قد یار ہون مر جاؤن اگر
دفن احباب تہ سایۂ شمشاد کرین

وہ دم نزع جو آتے ہون تو آئین کہدو
ورنہ عاشق کو پس مرگ نہ پھر یاد کرین

یارب ہوا نہی آہ مین اتنا اثر کہین
صورت دکھائے جلد وہ رشک قمر کہین

ان خوشقدون کے عشق مین کسکو ملا ہے پھل
لایا ہے سرو باغ بھی ابتک ثمر کہین

ظالم ہی دوست ڈر یہی خط بھیجنے مین ہے
مارا نجائے مفت مرا نامہ بر کہین

سودائے زلف یار مین ہر دم ہی یہ دعا
ہو جائے اپنی عمر دو روزہ بسر کہین

سنکر مرے فسانۂ پر درد کو کہا
خاموش بس نہ ہونے لگے درد سر کہین

حسرت یہ ہے کہ وصل تو ممکن نہین مگر
مجکو وہ شوخ دیکھ ہی لے اک نظر کہین

ہوتا ہے کون ظالم بے فیض سے نہال
آب تبر سے سبز ہوا ہے شجر کہین

بن ٹھن کے اسطرح نہ پھرو تم ادھر ادھر
لگ جائے اے صنم نہ کسیکی نظر کہین

ای اشتیاقِ قتل تمنا ہے اب یہی
ٹھہرے گلے پہ خنجر بید ادگر کہین

باتون ہی مین گنواؤ نہ عاشق شبِ وصال
ایسا نہ ہو کہ بول اوٹھے مرغِ سحر کہین

ردیف واو

کہون کیا مین زاہد جو وہ بت خفا ہو
حرم مین اگر وہ بتِ خوش ادا ہو
مین چاہون تمھین تم رقیبون کو چاہو
نہ ہر دم کہو یہ کہ تیرا بُرا ہو
بتاؤن مین تم کون ہو اور کیا ہو
دمِ سیرِ گلشن گُلِ رُخ پہ او سکے
میسر نہ ہو شربتِ وصل جب تک
رہِ عشق مین ہم اوٹھائینگے سر پہ
تو کیتا ہے خوبانِ عالم مین اوبت
مری خاک لیجا کے برباد کرنا

ابھی توبہ توبہ خدا جانے کیا ہو
یقین ہے نماز اپنی وان بھی قضا ہو
بڑے بے مروت بڑے بے وفا ہو
جو مین بھی کہون کچھ تو پھر کیا بھلا ہو
دلِ آرام ہو دلبر و دلربا ہو
فدا کیون نہ ہر بلبلِ خوش نوا ہو
مریضِ غمِ ہجر کو کب شفا ہو
مصیبت ہو آفت ہو کوئی بلا ہو
کوئی تجھسا ممکن نہین دوسرا ہو
گذر اوس گلی مین جو تیرا صبا ہو

مسیحا سے کب ہو علاج اوسکا ممکن
جو مجروحِ شمشیرِ ناز و ادا ہو

جفا مین بھی پاسِ وفا چاہیے کچھ
گلے سے تو ملِ سر جو میرا جدا ہو

اگر یادِ دندانِ جانان مین رو دون
ہر اک اشک رشکِ دُرِ بے بہا ہو

اوٹھائے نہین اوٹھتے فرقت کے صدمے
نہ اِس غم مین یارب کوئی مبتلا ہو

گلے بھتنے باہم ہین ہو جائین یکسو
مِرا اور اون کا اگر سامنا ہو

نہ جانا سوے کوچۂ زلف اے دل
عجب کیا گرفتارِ دامِ بلا ہو

شبِ وصل وہ شوخ کہتا ہے عاشق
اگر ہم نہ صورت دکھائین تو کیا ہو

ایجان تم بھی حسن مین وہ لاجواب ہو
دیکھے تو لاکھ بار خجل آفتاب ہو

ساقی نہ پھر زمانہ سرِ انقلاب ہو
آنا ز دورِ بادۂ گلگون شتاب ہو

یوسف کیطرح اوسکو یہانتک نہ کھینچ لائے
اپنا اگر خیال زلیخا کا خواب ہو

اے بت ہی میرے آتشِ نالہ مین وہ اثر
پتھر کا بھی ہو دل تو ابھی آب آب ہو

دنیا کا عشق جسنے کیا دین سے گیا
اِس بسوا کے پیچھے نہ کوئی خراب ہو

رونے کا تار باندھے مری چشمِ تر اگر
طوفان ابھی بپا ہو جہان غرقِ آب ہو

کوٹھے پہ اونکو دیکھکے کہتے ہین سب یہی
جیسے فلک پہ جلوہ نما آفتاب ہو

جاری ہین میرے دیدۂ گریان سے اشک یون
دریامین جسطرح سے روان موجِ آب ہو
خیرہ ہو جسکے دیکھنے سے چشمِ آفتاب
اوس رُخ کے دیکھنے کی بھلا کسکو تاب ہو
زلفِ سیہ مین وہ رُخِ روشن ہے یون نہان
کالی گھٹا مین جیسے چھپا آفتاب ہو
بے گنتی بوسے اوس رُخِ زیبا کے کیون نہ لون
تعداد ہے نہ میری جو کوئی حساب ہو

دیکھے نگاہِ گرم سے وہ سوے بحر گر
عاشق ہر ایک ماہیِ دریا کباب ہو

ساقی شروع پھر کوئی دورِ شراب ہو
پھر شیخ و محتسب کا کلیجا کباب ہو
کہہ دو عدو سے کوچے مین اوسکی پڑا ہے کیون
ایسا نہو کہین تری مٹی خراب ہو
کوچے مین زلفِ یار کے گرمِ فغان ہے کون
دیکھو کہین نہ یہ دلِ خانہ خراب ہو
مدِ نظر اڑانا ہے کیا رنگِ روی گل
جاتے جو بہرِ سیرِ چمن بے نقاب ہو

عاشق عذابِ حشر کا کیا خوف و غم اوسے
جو خادمِ جنابِ رسالت مآب ہو

وہ دل ہو خاک جسمین تری آرزو نہو
کٹ جائے جس زبان پہ تری گفتگو نہو
انسان کو ایسے گُل کی کبھی جستجو نہو
جسمین وفا کا رنگ محبت کی بو نہ ہو
کیا حظِ میکشی جو وہ مستانہ خو نہو
کیا لطف چاندنی کا جو وہ ماہرو نہو

حیرت سے بنگیا ہون مین آئینہ اسلیے
تا پھر نہ وہ کہین کہ مرے روبرو نہ ہو

وہ رشکِ حور گھر مرے آئے تو بالیقین
کاشانہ میرا خلدِ برین کا نمونہ ہو

جان سے گذر گیا ہون تمنای وصل مین
سرو پیٹتی لحد پہ مری آرزو نہ ہو

بزمِ نشاط و بربط و چنگ و رباب و مے
بے لطف سب ہین ایک جو وہ خوش گلو نہو

مانندِ قیس کیون متحیر نہ مین پھرون
پہلو مین جب وہ لیلیِ آئینہ رو نہو

سفاک سے نہ ترکِ تعلق ہو جیتے جی
فیصل کبھی یہ قصۂ تیغ و گلو نہ ہو

ابرِ بہار و گلشن و ساقی و جامِ مے
سب ہیچ ہین بغل مین جو وہ ماہرو نہو

ساقی وہ مے پرست ہون دم نہ آئے چین
جبتک کہ میرے ہاتھ مین دستِ سبو نہو

یہ آرزو ہے میرے دلِ بے نیاز کی
جز وصلِ یار اور کوئی آرزو نہ ہو

غنچون کو کب ملی ہے یہ بو باس الصبا
پیراہنِ صنم کی بسی ان مین بو نہ ہو

کعبہ بھی ہو تو مین نہ کرون سجدہ زاہدو
جب تک کہ آستانِ صنم روبرو نہو

ذکرِ عدو کرینگے ملینگے وہ مجھسے جب
اچھا ہو میرے انکے اگر گفتگو نہو

عاشق ازل سے اک بتِ ہرجائی کے ہین ہم
شہرت ہمارے عشق کی کیون کو بکو نہو

ہر دم یہی دعا ہے خدا کی جناب مین
اُس بت کی میرے دل سے جدا آرزو نہو

عاشق ہے تجھسا والیِ اقلیمِ نظم کون
شہرت ترے کلام کی کیون چارسو نہو

وہ دوپٹہ کوئی جو تنزیب یا ململ کا ہو
کشتۂ بیداد لاغر ہے کفن بھی ہلکا ہو

دیکھے اکدن جو میرے ابرِ مژگان کی بہار
پانی پانی شرم کے مارے جگر بادل کا ہو

انتظارِ دید مین دم آنکھ سے جائے نکل
اوسکے یان تک آنے مین وقفہ اگر اک پل کا ہو

ہو نہ تو ہمخواب مجھسے آکے جو اے گلبدن
بیکلی دل کی نجائے فرش گو مخمل کا ہو

جسم مین اوس سرو قد کے اسقدر ہی بوی خوش
باغ مین چھو جائے اوس سے جو شجر صندل کا ہو

چاؤن مین وحشی سو صحرا جو یادِ چشم مین
دیکھکر مجکو ہرن آہو ہر اک جنگل کا ہو

شال کی اوس نازنین کو کب زمستان مین ہو تاب
سایۂ تک تن پر پڑے تو بوجھ اک کمبل کا ہو

وصف اگر چشمِ سیاہِ یار کا عاشق لکھون
کیا عجب جلوہ سیاہی مین مری کاجل کا ہو

عاشقِ زار سے اب جنگ و جدل جانے دو
حسرتین دل کی شبِ وصل نکل جانے دو

شوق سے گرم کرو آکے بغل یارون کی
آتشِ رشک سے اغیار کو جل جانے دو

میکشو تذکرۂ بادہ کرینگے تھم کر
وقت یہ آمدِ ناصح کا ہے ٹل جانے دو

یاد آتا ہے شبِ وصل یہ کہنا اونکا
آج کے وقت پھر آجائینگے کل جانے دو

جاتے ہین غیر تو کہدو کہ چلو دور بھی ہو
رنگ محفل کا مری جان بدل جانے دو

عشقِ شمشاد سے جز کاہشِ جان کیا حاصل
قمریو اوس سے نہ تم پاؤگے پھل جانے دو

دستِ نازک سے اوٹھاؤ نہ مری قتل کو تیغ
سینہ مین کرلون سپر آئے ہو تم باندھکے تیغ
جوشِ وحشت نے کیا خانۂ زنجیر شکست

دیکھو آجائے کلائی مین نہ بل جانے دو
خود کمر بستہ ہو مجھکو بھی سنبھل جانے دو
حضرتِ دل مجھے صحرا کو نکل جانے دو

درمیان تم نہ پڑو اونسے یہ کہدو عاشق
تیغ اغیار سے چلتی ہو تو چل جانے دو

نقابِ عارضِ روشن اوٹھادو
لبِ جان بخش کو لب سے ملادو
کہان کی عقل کیسی ہوشیاری
مجھے تا آتشِ شوقِ شہادت
دعا مین اے بتو دیتا ہون تم کو
دکھا کر جلوۂ آئینۂ رخ

تم اپنی چاند سی صورت دکھادو
مریضِ عشق مرتا ہے دوا دو
مجھے تم اپنا دیوانہ بنادو
ذرا آبِ دمِ خنجر پلادو
نہ مجھکو گالیان بہرِ خدا دو
مہ و خورشید کو حیران بنادو

کیا تیغِ نگہ سے قتل عاشق
تم اوس ترکِ ستمگر کو دعا دو

چشمِ الطاف سے دیکھا جو کرو تم مجھکو
بخدا عشق نے اسدرجہ کیا گم مجھکو

کبھی دیکھین نظر کم سے نہ مردم مجھکو
آگے اُس بت کے نہین تابِ تکلم مجھکو

یار کے عارضِ روشن کے مقابل شب کو
ماہ آتا ہے نظر صورتِ انجم مجھکو

دیکھ سکتے نہین اوٹھ جاتے ہین محفل سے عدو
اپنے پہلو مین بٹھا لیتے ہو جب تم مجھکو

خوب ہو آکے جو زاہد درِ میخانہ پر
دے صدا دیجیے بلند کوئی خم مجھکو

ہجر مین جوش پر آئے بھی کہین قلزمِ اشک
نہین اے دیدۂ تر خوف تلاطم مجھکو

مسکرانا دہنِ زخم کا ہو عجب نہین
یاد آئی نہ ہو وہ تیغِ تبسم مجھکو

کچھ تو فرمائیے گا کیا خفگی کا ہے سبب
آنکھ اوٹھا کر جو نہین دیکھتے اب تم مجھکو

حالِ دل اونکو مین اے ضعف سناؤن کیونکر
رہی اتنی بھی نہین تابِ تکلم مجھکو

دیکھتا روے پُرافشان ترا او غیرتِ ماہ
آسمان دیتا اگر دیدۂ انجم مجھکو

ایک دو جام سے کیا سیر ہون مین بادہ نوش
ساقیا دینا ہے تو بھر دے کوئی خم مجھکو

تو نے نظرون سے گرایا ہے جو او رشکِ قمر
آنکھین دکھلایا کیا کرتے ہین انجم مجھکو

بدگمان ایسا ہون اوس رشکِ پری سے عاشق
اپنے سائے پہ بھی ہوتا ہے توہم مجھکو

کردیا زلف کے سودے نے پریشان مجھکو
عشقِ آئینۂ رخ نے کیا حیران مجھکو

قید سے کم نہین یہ خانۂ ویران مجھکو
لیچل اے جوشِ جنون سوی بیابان مجھکو

خود بخود دل کو مرے ہو گئی اوجھن پیدا
آگئی یاد جو وہ زلفِ پریشان مجھکو

یاد اوس روئی کتابی کی جو رہتی ہی مدام
دل مرا جاتا ہے حافظ قرآن مجھکو

خوف سے زلفون کے بوسہ نہ زنخ کا لیا
گنج پر آئے نظر افعی پیچیان مجھکو

شوق سے قصۂ یوسفؑ مین پڑھا کرتا ہون
یاد جب آتا ہے وہ چاہ زنخدان مجھکو

بزم سے کم نہین تنہائی فرقت میری
گھیرے رہتے ہین غم و حسرت و ارمان مجھکو

شربت وصل کی تا زیست تمنا ہی رہی
کردیا سوزش تپ ہجر نے بیجان مجھکو

دل سے آہ آنکھ سے آنسو شب فرقت نکلے
نکلا ارمان نہ کوئی ہے یہی ارمان مجھکو

پیچ و تاب اپنی طبیعت کو رہا تا بسحر
رات یاد آئے جو وہ گیسوی پیچان مجھکو

قدردان میری سخن کا ہے زمانہ عاشق
کون ہے وہ نہین کہتا جو سخندان مجھکو

بیابان مین جو یاد آجائے وہ گل پیرہن ہمکو
دکھائے وادی وحشت جنون لطف چمن ہمکو

فراق یار مین کیا حاجت سیر چمن ہمکو
گل نو سے نہین کم اے صبا داغ کہن ہمکو

نیا ہی رنج دکھلاتا رہا چرخ کہن ہمکو
رکھا تا زیست عریان بعد مردن بھی کفن ہمکو

چمن مین بے ترے جب گل کو خندان دیکھتے ہین ہم
نہایت بیکلی ہوتی ہے اے غنچہ دہن ہمکو

لب جانان کا اکثر وصف ہم لکھتے ہین و لیکن
تعجب کیا کہین شاعر اگر شیرین سخن ہمکو

کبھی آنکھین لڑائین ہم اگر ان شوخ چشمون سے
مژہ لین نوک کی آنکھین دکھائین بانکپن ہمکو

یئی خالِ لبِ عارض کر بہ سے زلف سرکا کے
عسل زنبور سے حاصل ہوا کالے سے مَن ہمکو

دلِ ناکام عاجز ہے بلاے شامِ غربت سے
دکھا دے یا الٰہی جلد اب صبحِ وطن ہمکو

بتائین تجھکو جب انداز خندہ غنچے کھل کھل کر
سکھائین کیون نہ طرزِ نالہ مرغانِ چمن ہمکو

یہ ہے پاسِ ادب اپنا گلا ہم گھونٹ لیتے ہین
دمِ نالہ جو یاد آجاتا ہے وہ کم سخن ہمکو

برنگِ گل نہ ہم پھولے سمائین اپنے جامے مین
لگالے آکے سینے سے جو وہ گل پیرہن ہمکو

گھلایا رنج و غم نے اسقدر افسوس غربت مین
نہین پہچان سکتے دیکھکر اہلِ وطن ہمکو

جو ہے منظور لکھنا وصف اوس رُخ کی صباحت کا
براے خامہ ہے درکار شاخِ نسترن ہمکو

اشارہ مژہ و ابرو کا پاکے اب تری آنکھین
نظر آتی ہین کیا تیر افگن و شمشیر زن ہمکو

تصور مین جو ہم اوس ذوقِ محفل کے رہتے ہین
ملا کرتا ہے تنہائی مین لطفِ انجمن ہمکو

نہ کیون الجھے طبیعت جب تمھاری کاکلِ پیچان
دکھائے مو بمو پیچ و خم و چین و شکن ہمکو

بنایا حکمرانِ طبعِ رواں نے ہمکو اے عاشق
ملا تیغِ زبان کے زور سے ملکِ سخن ہمکو

ہماری آہ کی تاثیر دیکھو
وہ آتا ہے بتِ بے پیر دیکھو

لہو کی میرے پھر پیاسی ہے شاید
نکالے ہے زبان شمشیر دیکھو

مہ و خورشید کو کیون دیکھتے ہو
تم اپنی چاند سی تصویر دیکھو

وہ خود سفاک وہ محتاج قاتل
یہ فرق ابرو و شمشیر دیکھو

زبان اوس زلف پیچان کی ہے عشق پیچان
الجھتی ہے وہم تقریر دیکھو

تمھارے ابرو پہ خم کے آگے
تنفر سے گر گئی شمشیر دیکھو

ہمیشہ عشق مژگان میں تمھارے
چلا کرتے ہیں دل پہ تیر دیکھو

رقیبوں سے یہ ابرو کے اشارے
نہ چل جائے کہیں شمشیر دیکھو

لکھا کرتا ہوں مضمون سوز دل کے
ہرا خامہ ہے آتشگیر دیکھو

اگر شوق شہادت ہو تو عاشق
گلا رکھ کر تہ شمشیر دیکھو

تڑپ بسمل کی ٹک کچھ دیر دیکھو
لگے پر پھیر کے خنجر پھیر دیکھو

قیامت تک تمھارے دیکھنے سے
نہ ہو دینگی یہ آنکھیں سیر دیکھو

چھڑایا ہے اوس خورشید رو کو
فلک نے کیا کیا اندھیر دیکھو

غبار پاک خواجہ سے ہے پر نور
سواد خطۂ اجمیر دیکھو

نہیں دامن پہ قطرے آنسوؤں کے
لگا ہے موتیوں کا ڈھیر دیکھو

بھٹکتا پھرتا ہے خط لیکے قاصد
مقدر کا ہمارے پھیر دیکھو

جو کرنا ہے تجھے قتل امتحاناً
اوٹھا لا کوئی شمشیر دیکھو

ہماری آہ کے تیروں سے عاشق
ہوا دیوِ شبِ غم زیر دیکھو

عارض ترے نازک ہیں گُلِ تر سے زیادہ
پر نور جبیں ہے مہِ انور سے زیادہ

اے شوخ مقابل تری رنگینیِ لب کے
بے قدر کہیں لعل ہے پتھر سے زیادہ

رضوان چمنِ خلد کی تعریف عبث ہے
کس بات میں ہے کوچۂ دلبر سے زیادہ

دل ٹکڑے نہ کیونکر ہو جو تو آنکھ ملائے
ہر موے مژہ تیز ہے نشتر سے زیادہ

سوزِ دلِ پُر داغ سے جلتا ہوں سراسر
سینہ ہے مرا ہجر میں مجمر سے زیادہ

کیوں سخت کلامی سے تو پیش آتا ہے اے بت
چوٹیں تری باتوں کی ہیں پتھر سے زیادہ

تعریف کہاں تک کروں اے بحرِ لطافت
خوش آب ہیں دندان ترے گوہر سے زیادہ

دیکھا نہیں جب سے رخِ رنگینِ صنم کو
ہے چاکِ جگر اپنا گلِ تر سے زیادہ

تدبیر سے کچھ خاک بھی ہوتا نہیں حاصل
ملتا ہے کب انسان کو مقدر سے زیادہ

کیا فصد کی حاجت مجھے صحرائے جنوں میں
ہر خار مرے حق میں ہے نشتر سے زیادہ

نازک ہے سراپا تو گلِ تر سے بھی اے بت
دل سخت ہے لیکن ترا پتھر سے زیادہ

اے دل نہ فراموش کہیں یادِ خدا ہو
ربط اچھا نہیں اُس بتِ خودسر سے زیادہ

کیونکر نہ ثنا خواں ہوں میں عاشق کہ جہاں میں
شاعر نہیں ذاکر سے سخنور سے زیادہ

جو روٹھ جاے اوسکے منانے سے فائدہ
آئے نہ خود تو کھینچ کے لانے سے فائدہ

حیلہ یہ کیون ہے پاؤن مین مہندی لگی ہے
آتے نہین نہ آئین بہانے سے فائدہ

سر کاٹنا جو مدِ نظر ہے تو کاٹ لو
خنجر اوٹھا اوٹھا کے ڈرانے سے فائدہ

فانوس مین چھپی ہے کہین روشنیٔ شمع
زیرِ نقاب رخ کے چھپانے سے فائدہ

ممکن نہین کہ آتشِ داغِ جگر ہو سرد
ای چشم آبِ اشک بہانے سے فائدہ

کہدو دہانِ حلقۂ زنجیر سے کہ وہ
سنتے نہین تو غل کے مچانے سے فائدہ

کہتے ہو کس سے جاتے ہین ہم گھر رقیب کے
جاتے ہو جاؤ میرے منانے سے فائدہ

ولیکن نہین جو وعدہ وفائی کا کچھ خیال
بات ایسی پھر زبان پہ لانے سے فائدہ

مجنون سے کہدو ناقۂ لیلیٰ نکل گیا
اب خاکِ دشت سر پہ اڑانے سے فائدہ

عاشق جب اوسکے دل ہی پہ کرتی نہین اثر
تا عرش آہِ سرد کے جانے سے فائدہ

آبرو چاہے تو ہو گھر سے نہ باہر آئینہ
ورنہ پیشِ پا ہو جائیگا ششدر آئینہ

ہر کسی سے پیش آتا ہے برابر آئینہ
پاس اسکو سب کا ہے مدِ نظر ہر آئینہ

قلعی کھل جائیگی سب بیٹھا ہے گھر آئینہ
روبرو اوس شوخ کے اب نکلے نہ باہر آئینہ

کیون نہو تا قیدیٔ زنجیرِ جوہر آئینہ
ہے ازل سے والۂ گیسوئے دلبر آئینہ

دیکھتا ہے شکل کو جب چشم حیرت آئینہ
بن گیا آنکھوں میں اس رخ کا برابر آئینہ

ہجر سے تو وہ سنگدل ہوتا نہیں ہمچو بتاں
دل میں رکھتے ہیں کدورت جو لقا ہیں سر بسر

پا لیا ہے وصل میں ان کے جسم کی بھی کب صفا
جلوہ روشن دل میں کب رکھتے ہیں پیدا ہوا

کس طرح سے صفا لیتا ہے جو ہر چھپا
دیکھ کر حسن و صفائی رخ کی دلبر قتل

اپنی صورت کا جو دیکھا دیدار میں
دیکھتا وہ پیرہ روی صفا اکبر سے

آپ سے ہو جاتا ہے دشمن رخ کی صفا پر آئینہ
ہر کسی کو یہ نہیں ہوتا میسر آئینہ

پھر بنا ہے سنگ سے کیا خاک پتھر آئینہ
زنگ آلودہ نظر آیا ہے اکثر آئینہ

کس لیے قلعی چڑھاتا ہے بدن پر آئینہ
دیکھو اپنے گھر میں کچھ رکھتا نہیں زر آئینہ

ہم کو دکھلاتے نہیں ہو کر سکندر آئینہ
دست قاتل میں بنا کیا آ کے خنجر آئینہ

مول لے آتا ہوں بازار جا کر آئینہ
پشت پر رکھتا ہے تصویر سکندر آئینہ

ہاں دل رو دہ تیرہ بخت اب ہو گیا اسی صفائی تو آ
دور ہو جس سے جو رکھتی ہے کوئی لا کر آئینہ

عجب کیا عشق رات ہی کو ملی یار آہستہ آہستہ
ہوئے ہم عاشق تیغ نگاہ یار آہستہ آہستہ
نظر آتا ہے کیوں اٹھتا غبار آہستہ آہستہ

دکھائے گردش لیل و نہار آہستہ آہستہ
چبھے دل میں ہمارے نوک خار آہستہ آہستہ
اگر آتا نہیں وہ شہسوار آہستہ آہستہ

یہی صدمہ جدائی کے رہے تو یقین اے الفت
نکل جائیگی تن سے جانِ زار آہستہ آہستہ

اڑا کر دھجیان دامن کی اپنے ہجر وحشت
گریبان بھی کریگا تار تار آہستہ آہستہ

نہ ہونے پائے برباد او صبا مشتِ غبار اپنا
گذرنا سوے باغِ کوے یار آہستہ آہستہ

بپا کر دے تو آبِ اشک سے طوفانِ نوح جاری
کہان تک روئیگی اے چشمِ زار آہستہ آہستہ

نہو بیتاب یادِ برقِ حسنِ یار مین اتنا
کہ آئیگا دلِ مضطر قرار آہستہ آہستہ

حصولِ اشکباری ہو نہ فرقت کچھ نہین لیکن
نکلتا ہے مرے دل کا بخار آہستہ آہستہ

نگاہِ نازِ جانان پڑ رہی ہے جانبِ سینہ
یہ برچھی ہوگی اک دن دل کے پار آہستہ آہستہ

نہین کچھ انتہاے ضعف لیکن شوق مین عاشق
چلا جاتا ہون سوے کوے یار آہستہ آہستہ

جیتے جی کیا چھوڑتا مجھ جانباز سر کٹ کی ساتھ
رہ گئی یہ جانِ حزین آخر دمِ خنجر کے ساتھ

وصل کی شب جاگ اوٹھے بختِ خوابیدہ مرے
سو گیا مین جب لپٹ کر اون پری پیکر کے ساتھ

یا تو وہ آتے نہین یا آتے ہین ہمراہِ غیر
خیر سے تشریف بھی لاتے ہین تو اک شر کے ساتھ

یاد ہی عشقِ لبِ شیرین مین وہ خالِ ملیح
چکھ رہا ہون مین نمک کا ذائقہ شکر کے ساتھ

اسقدر اے دل خیالِ ابروِ مژگان نرکھ
اختلاط اچھا نہین ہے خنجر و نشتر کے ساتھ

ہر وہی نسبت حسینون سے تجھے اے مہروش
جسطرح تشبیہ ماہِ چاردہ اختر کے ساتھ

چھوٹا آغوش کمان سے آیا پہلو مین مرے
ربط ہے کیا تیر کو اوسکے دل مضطر کے ساتھ

جاتے ہین بڑھکے جب خورشید سے رخ کو ترے
کس طرح تشبیہ دیتے ہم مہ انور کے ساتھ

ساقیا میخانہ ہم رندون کا بازیگاہ ہے
کھیلا کرتے ہین سبو و شیشہ و ساغر کے ساتھ

ہمدمو پوچھو نہ مجھسے وصل کی باتون کا حال
کیا بتاؤن گفتگو کیا کیا رہی دلبر کے ساتھ

ہے بجا مین اب جو دعوی سلیمانی کرون
اندنون صحبت ہے اپنی اوس پری پیکر کے ساتھ

اب بہت گھبرا گیا ہے ہجر کے صدمے سے جی
تو بھی جا ایجان نکل آہ دل مضطر کے ساتھ

دیکھتا ہون جب لگا تا ہون گلے بے اختیار
کیا محبت ہے مجھے قاتل ترے خنجر کے ساتھ

محو خود بینی رہا کرتے نہ خوبان جہان
دفن کر دیتے جو آئینے کو اسکندر کے ساتھ

جاؤن کیا تنہا کہ ہوگی اور بھی وحشت سوا
لطف ہے سیر گلستان کا تو اس دلبر کے ساتھ

دل مرا اوسکی نظر مین ولیین یاد چشم مست
ساتھ شیشے کے ہے ساغر شیشہ ہے ساغر کے ساتھ

کیا ہے مجھ عاصی کو اے عاشق غم روز حساب
حشر ہوگا خادم شافع محشر کے ساتھ

جدائی مین کسی نازک ادا کی
دعائین مانگتا ہون مین قضا کی

صفت پوچھو نہ کچھ زلف دوتا کی
سراسر ہے یہ اک ناگن بلا کی

بتون نے کر لیا ہے رام سب کو
غضب ہے کیا خدائی مین خدا کی

لکھا کرتے ہین وصفِ زلفِ جانان
طبیعت شاعرونکی ہے بلا کی

وہ خود کیون دوڑکے پہونچے مرے پاس
ہوئی تاثیر کیا آہِ رسا کی

شہیدِ دستِ رنگینِ صنم ہون
لگانا قبر پر ٹٹی حنا کی

عبث چھوڑا خیالِ زلفِ مشکین
دلِ نادان بڑی تو نے خطا کی

طبیبو مین عجب دردآشنا ہون
بہت تکلیف اوٹھائی جب دوا کی

دکھادے اک نظر شکل اپنی مجھکو
تجھے اے بت قسم اپنے خدا کی

مجھے خوفِ قیامت کیا ہے عاشق
کہ اُمّت مین ہون محبوبِ خدا کی

دودِ دل ابرِ آہ ہے ٹھنڈی ہوا برسات کی
دیکھا کرتا ہون نہین گھر بیٹھے فضا برسات کی

غم بڑھاتی ہے مرا کالی گھٹا برسات کی
مثلِ صرصر ہے مجھے ٹھنڈی ہوا برسات کی

بخیۂ مرجان بنا دیتی ہے ہاتھونکو ترے
شوخ چشمی کرتی ہے تجھسے حنا برسات کی

دودِ دل یون چرخ پر چھایا ہے ہجرِ یار مین
جھوم کر جسطرح اوٹھتی ہے گھٹا برسات کی

بے سبب کب ہے تپِ فرقت مین شغلِ آہِ سرد
موسمِ گرما مین کھاتا ہون ہوا برسات کی

یاد مین زلفِ سیہ کی راتدن رہتا ہون مین
سرمئی ہے چشمِ تر کالی گھٹا برسات کی

چلتی ہے ٹھنڈی ہوا اب میکشی کا لطف ہے
اٹھتی آتی ہے گھٹا کیا ساقیا برسات کی

اوس رُخِ گلگون پہ بکھری ہوئی زلفِ سیاہ
ناگنے ہیں دو سے کیوں جانبِ پیمانۂ آب

یا چمن میں چھائی ہو کالی گھٹا برسات کی
لگ گئی ہے شیشۂ صہبا کو ہوا برسات کی

رخ سے وہ ریختِ عرق آوے دو سر کالین اگر
برق کی صورت طپان ہون اوگریان مثلِ ابر

چاندنی کا لطف دکھلائی گھٹا برسات کی
دیکھے ہے اسے نازنین مجھ میں ادا برسات کی

دیکھ لے وہ دیدۂ پُرآب عاشق کی غرض
جیسے دریا پر نہ دیکھی ہو گھٹا برسات کی

نظر میں جو ہے شکل اوس شمع رو کی
نہ آئی نظر شکل اوس حیلہ جو کی

نہیں سامنے آنکھ ہوتی عدو کی
ہر اک سمت بھٹکا پھری آرزو کی

تجسس میں تیرے بتِ بیوفا ہیں
نہ دستِ قاتل اگر درمیان ہیں

اوڑاتا پھرا خاک ہر چار سو کی
لڑائی نہ ہو ختم تیغ و گلو کی

ہوا خونِ گل کا عنادل کو دھوکا
مسل دونگا غنچے کا منہ کاش اگر گل

جو گلشن میں اوس شوخ زیبا گلو کی
تیری بے دہانی میں کچھ گفتگو کی

معطر دماغ اپنا رکھتی ہے ہر دم
وہ کیوں رحمتِ حق سے مایوس ہووے

ہوا کو جیبِ گلیمِ مشک بو کی
جسے یاد آیت ہو لا تقنطو کی

شرارت سے پھونکا مرا خرمن صبر
تری آتشِ رخ نہ شوخی سے خو کی

وہ آئینے کو توڑ ڈالیں گے عاشق
جو اون سے نگہ عکس نے روبرو کی

ہے بیوجہ رنجش کی عادت کسی کی
نبھے گی نہ مجھسے محبت کسی کی

نگہ قہر چیتون ہے آفت کسی کی
اوسے دیکھ لے کب یہ جُرأت کسی کی

نہ کیون مجکو حاصل ہو خلوت کسی کی
ہے آئینہ دل مین صورت کسی کی

بگڑتے ہو تم ہے شکایت کسی کی
بھلا ہوگی ایسی بھی عادت کسی کی

یہی ڈر ہے ایدل کہین رفتہ رفتہ
نہو آفتِ جان محبت کسی کی

کوئی روٹھ جاتا ہے ہو ہو کے راضی
بگڑتی ہے بن بن کے قسمت کسی کی

یہان رنجِ تنہائی اور سرد آہین
وہان غیر سے گرم صحبت کسی کی

جفا ظلم بیداد جو چاہے کر لے
ستمگر نہ رہ جائے حسرت کسی کی

رہی دل مین ان خوبرویون کے باقی
محبت کسی کی نہ اُلفت کسی کی

دیا گل کا بلبل کو گلشن مین دھوکا
عجب رنگ لائی ہے رنگت کسی کی

کیئے بیخطا قتل ظالم نے لاکھون
الٰہی نہ ایسی ہو عادت کسی کی

زبان کاٹ کر پھینکدون اپنی عاشق
اگر مُنہ سے نکلے شکایت کسی کی

مائل اوس بت پر طبیعت ہو گئی | مبتلائے سخت آفت ہو گئی

یاد اوس قامت کی آفت ہو گئی | سر پہ اک برپا قیامت ہو گئی

مجھپر اونکی پھر عنایت ہو گئی | اون سے پھر صاحب سلامت ہو گئی

دیکھکر وصف مصفا یار کا | آئینہ رویون کو حیرت ہو گئی

سورۂ والفجر پڑھنا چاہیئے | مصحف رخ کی زیارت ہو گئی

ہون سراپا صورت تار سرود | غم مین اوس مطرب کے یہ گت ہو گئی

پی کے مئے کیون جام خالی رکھدیا | ایک بوتل تم پہ حضرت ہو گئی

ہنس پڑا گلشن مین کیا وہ غنچہ لب | کیون گلون کی روتی صورت ہو گئی

تیری بھی سن لینگے میکش ناصحا | بادہ نوشی سے جو فرصت ہو گئی

خال رخ کے بوسون سے رہتا ہی کام | ہمکو اب افیون کی عادت ہو گئی

پس گئے دل یار کی رفتار پر | چال کیا ٹھہری قیامت ہو گئی

کیون نہ دریائے تکلم ہو روان | موجزن اپنی طبیعت ہو گئی

بوسہ کیا اوسکے زر رخ کا ملا | گویا حاصل مجھکو دولت ہو گئی

منتظر ہون کچھ نہین آتا جواب | خط کو بھیجے ایک مدت ہو گئی

شکل اپنی اب تو دکھلاؤ مجھے | دیکھو میری کیسی صورت ہو گئی

نامہ کس کو کرتے ہو عاشق رقم
کیا پھر اوس سے خط کتابت ہو گئی

اک عمر تری زلف کے سودے میں بسر کی
دکھلاتی ہے اب راہ عدم یاد کمر کی

یاد آئی کب اسدم مجھے اوس موئی کمر کی
تیاری مری ملکِ عدم کے ہے سفر کی

اللہ رے طولِ شبِ فرقت کہ مجھے اب
پائی نہیں جاتی کوئی امید سحر کی

تاریک ہوا جاتا ہے نظروں میں زمانہ
صورت نظر آتی نہیں اوس ستمگر کی

رو رو کے ڈبو دے نہ کہیں کشتیٔ دل کو
حالت بہت ابتر ہے مرے دیدۂ تر کی

زلف و رخِ جانان کی رہی آٹھ پہر یاد
اس شغل میں عمر اپنی بسر شام و سحر کی

سمجھا میں گہن سے مہِ کامل نکل آیا
وہ زلفِ سیہ جب رخِ پرنور سے سرکی

برقع وہ اولٹ دے رخِ تابان سے جو اپنے
لاسکتا ہے پھر کون بھلا تاب نظر کی

خوبانِ جہان کی ہے یہ صورت ترے آگے
جو شکل کہ خورشید کے آگے ہو قمر کی

انکار عبث ہے کہ ترے نقشِ قدم نے
اغیار کے گھر جانے کی یارونکو خبر کی

بن بن کے شرر آنکھونسے اشک آتے ہیں ہر
کچھ پوچھو حقیقت نہ مرے سوزِ جگر کی

لے جلد خبر آکے مسیحا کہ شبِ ہجر
حالت ترے بیمار میں ہے شمع سحر کی

دیکھا نہ وجودِ عدم آنکھونسے ہو جسنے
خاک اوسکو نظر آئیگی شکل اوسکی کمر کی

ہون رہین غم سے برباد کیون کیسی کہی
یہ صبا رکھ یاد کیون کیسی کہی

تم رہو آباد کیون کیسی کہی
غیر ہون برباد کیون کیسی کہی

قتل کر مجھکو عدو کے سامنے
اور بت جلاد کیون کیسی کہی

تو بھی زاہد دل سے شوقِ بادہ کر
ہاتھ لا اوستاد کیون کیسی کہی

غیر کی باتون کو دے دل سے بھلا
قول یہ رکھ یاد کیون کیسی کہی

صانعِ قدرت نے ابرون پر تری
کر دیئے دو صاد کیون کیسی کہی

شاد رکھ لطف و عنایت سے مجھے
غیر کو ناشاد کیون کیسی کہی

آ گئے نالون سے میرے اے شورِ حشر
تیری کیا بنیاد کیون کیسی کہی

ہجر مین بھی رکھ خیالِ وصلِ یار
اے دل ناشاد کیون کیسی کہی

خوش رہے اوستاد ذاکر دہر مین
عاشق ناشاد کیون کیسی کہی

نیکون مین بدی نام کو پائی نہین جاتی
بد باطنون کے دل سے برائی نہین جاتی

چاہت تری اب ہمسے بھلائی نہین جاتی
اور ہجر کی آفت بھی اوٹھائی نہین جاتی

دانتون سی ترے کسطرح تشبیہ کوئی دے
اونکی سی چمک ہیرے مین پائی نہین جاتی

حسن پاتی ہے گردون پہ تولاتی ہے انکو
کچھ آہ مری یاد ہوائی نہین جاتی

سو طرح کے مین رنج اٹھا سکتا ہون لیکن
آفت شبِ ہجر انکی اٹھائی نہین جاتی

بوسونمین جو ہے اس لبِ شیرین کے حلاوت
شہد و شکر و قند مین پائی نہین جاتی

رونی سے ہو کیا خاک مرا سوزِ جگر کم
شبنم سے مگر پیاس بجھائی نہین جاتی

حالِ دلِ بیتاب سناؤن اوسے کیونکر
اے ضعف زبان بھی تو ہلائی نہین جاتی

دے زہر کوئی مجکو تو مین شوق سے کھاؤن
پر جھوٹی قسم اوسکی تو کھائی نہین جاتی

کر سکتے ہین کیا آہون کے شعلے دمِ گریہ
پانی مین تو کچھ آگ لگائی نہین جاتی

اے غیرتِ گل پوچھ نہ حالِ دلِ پر درد
یہ غم کی حکایت تو سنائی نہین جاتی

کیا فایدہ اِس گریۂ بے سود سے اے چشم
جب دل کی لگی تجھسے بجھائی نہین جاتی

ہے فرقتِ جانان کا مرے دل پہ جو صدمہ
اس درد سے اب جان بچائی نہین جاتی

اِن شمع عذارون کا تو پروانہ ہے عاشق
لو خالق اکبر سے لگائی نہین جاتی

گیسو کی کشش کیون طرفِ دل نہین ہوتی
یہ کیسی بلا ہے کہ جو نازل نہین ہوتی

کیونکر نہ ہون عشاق ترے کوچہ مین نالان
کس باغ مین فریادِ عنادل نہین ہوتی

ہمسر نہین ہو سکتی گھٹا زلف سے اوسکی
بجلی کبھی عارض کے مقابل نہین ہوتی

مِلتی نہ شباہت رخِ انور سے جو اوسکے
قدر اتنی تری اے مہِ کامل نہین ہوتی

کیون حسنِ رخِ یار ہو کم خالِ سیہ سے
بار اوسکا نہین اوٹھتا ہے عشاق سے کیونکر

کچھ خوبیٔ مہ داغ سے زائل نہین ہوتی
سختیِ غمِ ہجر کوئی سہل نہین ہوتی

کب یاد تری زلف کی اے دلبرِ عاشق
عشاق کے پاؤن کی سلاسل نہین ہوتی

منکرِ بادۂ گلنار کی ایسی تیسی
ساقیا زاہدِ مکار کی ایسی تیسی

گھرِ عدو کا نہ جلایا مرا دل پھونک دیا
ہت تری آہِ شرربار کی ایسی تیسی

حسن پر اپنے پری ناز کرے کیا ہی مجال
آگے اوس حور کے مردار کی ایسی تیسی

چشم و گیسو کو ترے دیکھکے کہتے ہین یہ سب
نرگس و سنبلِ گلزار کی ایسی تیسی

ضعف سے بارِ غمِ ہجر نہین اوٹھ سکتا
اے دل اس عشق کے بیگار کی ایسی تیسی

آج تک جو ترا دیوانہ ہوا ہو نہ کبھی
اے پری ایسے بھی ہشیار کی ایسی تیسی

جو تجھے دیکھکے پھر جانب یوسف دیکھے
ایسے نا قدر خریدار کی ایسی تیسی

قامت و چشم سیہ سے تری نسبت اونہین کیا
سرو اور نرگسِ بیمار کی ایسی تیسی

دیکھنے دی نہ کبھی صورتِ راحت مجھکو
اس غمِ فرقتِ دلدار کی ایسی تیسی

اک اشارے نے تری ابرو کے دو ٹکڑے کیے
آگے اس تیغ کے تلوار کی ایسی تیسی

تر ہوا ایسا عرق مین کہ لگا دم گھٹنے
اس مرے گرمیٔ رفتار کی ایسی تیسی

بوسہ کیا لے گا لبِ سرخِ صنم کا عاشق
غیر کمبخت سیہ کار کی ایسی تیسی

تم اپنے رخ کے کہین بوسے مجھکو دو تو سہی
نہ آٹھ سات سہی لیکن ایک دو تو سہی

مین لیلون بوسہ ذرا مجھکو گالی دو تو سہی
لپٹ ہی جاؤن اگر تم کہو ہٹو تو سہی

مرے حساب تو ایجان نہ ہو سکیگا شمار
مین بوسے لیتا ہون لب کے ذرا گنو تو سہی

کبھی تو وصل کی تدبیر راست آئے گی
مگر ہماری یہ تقدیر سیدھی ہو تو سہی

خجل ہو سرو سہی اور سرنگون شمشاد
اکڑ کے تن کے چمن مین ذرا چلو تو سہی

لڑائی غیر سے ہو اپنا کام بن جائے
وہ بگڑین بھی تو سہی اور لڑائی ہو تو سہی

جو بوسے اوس بت بدخو کے منہ لگا کے لئے
کہا جھڑک کے الگ ہو ذرا ہٹو تو سہی

کسی طرح تو کٹے دن فراق کا عاشق
خوشی ہو غم ہو کوئی مشغلہ ہو تو سہی

والۂ زلفِ پریرویان طبیعت ہو گئی
کیا بلا آئی مرے سر کیسی آفت ہو گئی

گنجِ رخ کے بوسے دینے مین بھی خست ہو گئی
یہ بھی کیا اے سیمتن قارون کی دولت ہو گئی

آئینہ صاف ایسا تابانی کہان خورشید مین
جسنے دیکھا نقشِ پائے یار حیرت ہو گئی

دوڑے آئے دیکھنے بیمار سنکر وہ مجھے
باعثِ آرام تکلیفِ علالت ہو گئی

اونے اپنا کرلیا سب کو تو ہونے یا خدا
انکی کیا ساری خدائی مین حکومت ہوگئی

[illegible] اوس گیسوی شبرنگ سے ہوا ابر سیاہ
دیکھکر مُنھ اوسکا آئینے کو حیرت ہوگئی

دوسرے لیکر کر دیا اوس شعلہ رو کو ہمنے آگ
خود ہمین سے گرمجوشی مین شرارت ہوگئی

ہجر مین ان استقدر عشقِ بتان کا ہی اثر
جو چڑھی پھولونکی چادر سنگِ تربت ہوگئی

آنکھ دریا سے میری وہ دلبر گیا اولٹا پلٹ
سیدھی ہوکر پھر مری برگشتہ قسمت ہوگئی

جیا مین سے باہر ہوئی وہ گھر سے مین باہر ہوا
اونکو غصہ آگیا اور مجکو وحشت ہوگئی

کیا درازی ہو شبِ فرقت کی ای عاشق بتا
مختصر یہ ہے کہ وہ روزِ قیامت ہوگئی

جو دو بوسہ ہے مہربانی تمھاری
رہے یادگار اک نشانی تمھاری

مجھے قابلِ دیدِ عارض سمجھنا
یہ ہے مہربان قدردانی تمھاری

شبِ ماہ مین یاد آتی ہے ہردم
مجھے چاند سی شکل جانی تمھاری

قیامت کے فتنے اوٹھاتی ہے طفلی
غضب ڈھائیگی نوجوانی تمھاری

کرون اپنے غنچہ دل مین چھپا ن
جو دے کھینچ تصویر مانی تمھاری

ستم ایک تو گندمی رنگ تھا ہی
غضب اوس پہ پوشاک دھانی تمھاری

نہین دل سے مٹتا ہے داغ جدائی
قیامت کی ہے یہ نشانی تمھاری

پریشان ہی دل یاد مین اُسکے میرا
نہین بھولتی زلف جانی تمھاری

نہین بھولتا یاد عاشق کسی دن
زبان پر ہے ہر دم کہانی تمھاری

ہی زخمیٔ شمشیر ادا دل کئی دن سے
بے لطف ہی اب یار کی محفل کئی دن سے
وابستہ گیسوی مسلسل ہے مرا دل
دیتا ہے رخ صاف کی بوسے وہ شہ حسن
دونون ہی سی ایجان ہو نہین اب یہ پریشان
کس غیرتِ گل کا ہی ارادہ پئے گلگشت
باتون کا بنا دینا تو آسان ہے لیکن
کیا قتل مین ہونگا کہ مجھے خواب مین ہر شب

سینے مین تڑپتا ہی یہ بسمل کئی دن سے
اغیار بھی ہونے لگے داخل کئی دن سے
گردن مین پڑی ہی یہ سلاسل کئی دن سے
ملتا ہی حلب کا مجھے حاصل کئی دن سے
قابو مین جگر ہے نہ مرا دل کئی دن سے
گلزار مین ہی شورِ عنادل کئی دن سے
مشکل ہی کہ بگڑی ہین وہ ایدل کئی دن سے
آتا ہے نظر خنجر قاتل کئی دن سے

اللہ ری رنگِ اثر گریۂ عاشق
خون آنے لگا اشکونکے شامل کئی دن سے

اوٹھون کیا خاک کوی گلرخان سے
مقابل ہون جو اوس گل کی دہان سے

کہین جاتی ہے بلبل بوستان سے
ملا غنچو نکو ایسا منھ کہان سے

اوٹھالے یا خدا مجھکو جہان سے — پریشان سخت ہون جورِ بتان سے

بہار آئے گلستا نہین خزان سے — عجب کیا انقلابِ آسمان سے

چلے آتے ہو گھبرائے کہان سے — ہوے کیا مضطرب میری فغان سے

وہان بلبل یہان عشاق نالان — ترا کوچہ نہین کم گلستان سے

اوڑایا آج فقرہ نہین او نہین خوب — دیا کرتے مجھکو روز جہان سے

کہان جنت کہان کوچہ صنم کا — زمین کو کیا ہے نسبت آسمان سے

اجی چلئے بھی ہوا اغیار مین تیغ — سرک جاؤ ذرا تم درمیان سے

رخِ گلگون دکھا کر تو نے صیاد — عنادل دامِ گیسو مین ہین پھانسے

ہوا گیسو سے مشتاقِ رخِ یار — چلا کعبے کو دل ہندوستان سے

بہارِ کوے جانان دیکھتا ہون — غرض کیا مجھکو سیرِ بوستان سے

ندے اغیار کو ترجیح مجھپر — فدا وہ تجھپہ ہین دل سے مین جان سے

جنون صحرانوردی یادِ رخ مین — نہین کم مجھکو سیرِ گلستان سے

کرون قابو مین آج اوس حیلہ جو کو — چلے وہ جوڑ تو دون مین بھی جھانسے

بیان رفعت ہو اوس ایوان کی کیونکر — زمین اونچی ہے جسکی آسمان سے

ہماری زندگی ہے تلخ عاشق — غمِ ہجرِ بتِ شیرین بیان سے

نہین غنچے کو نسبت اوس دہن سے
گرہ وہ گویا یہ عاجز ہے سخن سے

پڑا ہون دشتِ غربت مین وطن سے
ملا یہ داغ تو چرخ کہن سے

زبان کو ربط ہے جبتک دہن سے
رہے ہے غافل نہ دل فکر سخن سے

نہ نکلا کوئی زلفِ پرشکن سے
نہ باز آیا یہ دل دیوانہ پن سے

غزالانِ ختن رہتے ہین بدمست
تمھاری بوے زلفِ پرشکن سے

جو اوٹھ جاؤگے تم پہلو سے میرے
نکلجائیگی جان اے جان تن سے

کیا ہر طرح اوسنے قتل مجھکو
کرشمے سے ادا سے بانکپن سے

ہنسے ہم اپنے اوپر لے پری آپ
جب آئے ہوش مین دیوانہ پن سے

بیان کیا ساعدون کا تیرے اے گل
کہین نازک ہین شاخِ یاسمن سے

جدائیمین یہی ہونا ہے عاشق
نکل جائیگی اک دن جان تن سے

تبسم اوسنے غنچون کے دہن سے
مین نالے سیکھا مرغانِ چمن سے

لبِ رنگین کو دون کیا اوس سے نسبت
کہین خوشرنگ ہین لعلِ یمن سے

کیا غیرِ قفسے وان دل اوسنے ٹھنڈا
لگی یان آگ اپنے تن بدن سے

زبان پر جسکے نام اوس گل کا آئے
نجائے حشر تک خوشبو دہن سے

وہ ساقی ہی نہین تو کیا غرض ہے
ہوا سے ابر نے صحنِ چمن سے

ہزاروں یوسفِ دل ہای عشاق
نہ نکلے گر کے اوس چاہِ ذقن سے

مثال اپنی وہ ہم کوچہ سے اوسکے
عنادل کو جو نسبت ہی چمن سے

کیا جو اوسنے چاہا بے تامل
نہ نکلی بات تک میرے دہن سے

رُخِ روشن سے سر کی زلف عاشق
ہے کالی نکل آیا کہن سے

کچھ آج سے عشقِ بُتِ خودسر ہی نہ کل سے
سودا یہ مرے سر مین سمایا ہی ازل سے

ہو جاتا ہی نظروں مین سیہ روزِ جدائی
یاد آتے ہین جسدم وہ شبِ وصل کے جلسے

تم زینتِ آغوش نہ ہوتے تو عجب کیا
گھبرا کے نکلجاتا دلِ زار بغل سے

موذی کو کبھی نعمتِ دنیا نہین حاصل
بے بہرہ سدا رہتی ہی زنبورِ عسل سے

مجھ زار کو لائے نہ کہین پیچ مین اپنے
ڈرتا ہون مین ای یار تری زلف کے بل سے

کیا گردشِ گردون سی مرا نخلِ تمنا
پھولا گلِ حسرت سی پھلا یاس کے پھل سے

بل کھاتی ہوی دیکھ کی اُس مو کے کمر کو
پڑجاتے ہین تارِ رگِ جانین مرے بل سے

جینے سے بہت ہجر مین تنگ آیا ہون عاشق
لے جلد خبر اب یہ تمنا ہے اجل سے

غیر کی محفل کا جانا چھوڑ دے
شمع رو میرا جلانا چھوڑ دے

جب سے تو ہنسا ہنسانا چھوڑ دے
کیون وہ پھر آنسو بہانا چھوڑ دے

زلف کیون اوسکے زرِ رخ سے ہٹے
سانپ کیا خالی خزانا چھوڑ دے

مجھسے جب تک صلح ہے او شوخ چشم
غیر سے آنکھین لڑانا چھوڑ دے

جان بلب ہون ظلم سے اوسکے مگر
کہہ نہین سکتا ستانا چھوڑ دے

دام مین گیسو کے اوصیادِ خلق
طائرِ دل کا پھنسانا چھوڑ دے

خوف جانبازون کو کب شمشیر کا
تیغِ ابرو سے ڈرانا چھوڑ دے

وصل کی شب ہے نہو جائے سحر
بھیروین پچھلے سے گانا چھوڑ دے

مین نچھوڑونگا تجھے ایجانِ جان
گو مجھے سارا زمانا چھوڑ دے

غیر اور بوسے لبِ نازک کی ہائے
بے ادب کا منھ لگانا چھوڑ دے

ہان جا عاشق خدا کے واسطے
تو بتون سے دل لگانا چھوڑ دے

خود بھی عاشق ہو تو ناحق کا ستانا چھوڑ دے
دل دکھے اسکا تو میرا دل دکھانا چھوڑ دے

شمع رو میری غزلِ غیر دنہین گانا چھوڑ دے
دل جلانیکو مری یہ راگ لانا چھوڑ دے

دیکھیے اکدن اگا اس گل کے کوچہ کی ہوا
عندلیب اب پھر گلشن کا جانا چھوڑ دے

جان جائیگی مری تو ہوگا رسوا صفت مین
او ستم ایجاد ہر دم کا ستانا چھوڑ دے

رات دن سودائے گیسو مین دل دیوانہ تو
صورت زنجیر پا غل کا مچانا چھوڑ دے

روز روشن میری نظرون مین شب تاریک ہے
عارض تابان کا زلفون سے چھپانا چھوڑ دے

تا نہ پھر اور رونق محفل کوئی فتنہ اوٹھے
غیر کا تو بزم مین اپنی بٹھانا چھوڑ دے

خوب ہو عاشق اگر وہ کافر صیاد خلق
مرغ دل کا دام گیسو مین پھنسانا چھوڑ دے

دیکھے سنبل جو تری زلف کو سودا ہو جای
آئینہ منھ پہ نظر ڈالے تو سکتا ہو جای

مہربان مجھپہ اگر وہ گل رعنا ہو جاے
گلشن دہر مین اپنا بھی ٹھکانا ہو جای

شب کو اپنے رخ روشن سے جو اوٹھا دے نقاب
بدر خجلت سے گھٹے ایسا کہ تارا ہو جاے

رات بھر تم شب وعدہ نہ یہان آے او
روتے ہی روتے یہان شام سے تڑکا ہو جای

چشم جوہر سے تجھے دیکھے تو بانگون پہ دعا
میرے اللہ ابھی آئینہ اندھا ہو جای

کہیے افسانہ جو حال دل پر درد کہون
نیند کا اونکو شب وصل بہانا ہو جای

آنکہ غصے کی دکھائے جو بدل کر تیور
ایصنم حسن ترا اور بھی دونا ہو جای

ظلمت شب سے جو گھبرائے تو ہنگام خرام
رشک خورشید ترا نقش کف پا ہو جای

رکھتا ہے اسکے رخ صاف کا ہر وقت خیال
کیا عجب خانۂ دل آئینہ خانا ہو جای

خط مین وصفِ کمرِ یار لکھا ہی مینے
کیا تعجب جو کبوتر مرا عنقا ہو جاے

خواہشِ عفوِ گنہ اسلیئے کرتا نہین مین
اے بتو تمکو خدائی کا نہ دعویٰ ہو جاے

دیکھلے گھاٹ جو تلوار کا تیری بسمل
ہر بُنِ مو سے رواں خون کا دریا ہو جاے

بال سُلجھاے جو تو دستِ حنائی سے صنم
غیرتِ پنجۂ مرجان ترا شانا ہو جاے

تلوے جانان کے ملون آنکھو سے اپنی شبِ وصل
پائنتی اوسکے اگر میرا سرھانا ہو جاے

کیا تعجب اثرِ وعدہ خلافی سے تری
وعدہ امروز کا بھی وعدۂ فردا ہو جاے

اسقدر طول ہے قصہ مرے دردِ دل کا
سُننے والے بھی سُنتے سُنتے [illegible] ہو جاے

تاب کیا گھر سے چلا جاؤن جو [illegible] شوق
دیکھلو زنجیرِ درِ یار تو سودا ہو جاے

کسی کے جلوے ان آنکھون مین ہین سمائے ہوے
ادائین پیاری ہی [illegible] ہین کیسے [illegible] ہوے

نہین ہے چاند یہ اُس رُخ سے داغ کھاے ہوے
ہین پھول بھی [illegible] شرم سے [illegible] ہوے

وہ گُل ہے پیار سے مجکو گلے لگاے ہوے
رقیب رشک سے [illegible] ہین خار کھاے ہوے

نہین جو آتے تھے کل تک کسی منائے ہوے
وہ بے بلاے مرے گھر مین آج آئے ہوے

بتانِ سنگدل و پیرِ چرخ و مرغِ سحر
بتائین کیا کہ ہین کس کسکے ہم ستائے ہوے

دعاے نیم شبی کا ہے یہ اثر سارا
جو آج گھر مرے آئے وہ بن بلاے ہوے

بتونکی تو نہین کچھ اصل توبہ توبہ ہم
خدا کے گھر بھی نجائینگے بن بلائے ہوے

پس فنا نہ مکدر رہو خاک سے میری
چلو نہ راہ مین آنچل کو تم اٹھائے ہوے

دماغ اونکا پریشان ہے نکہت گل سے
جو تیرے گیسوے مشکین کی بو ہین پائے ہوے

تجھے ہو سجدہ کعبہ مبارک اے زاہد
ہم آستان صنم پر ہین سر جھکائے ہوے

کبھی وہ بھول کے دیکھے نہ سوے مہ خوبان
نظر مین جسکی ہون تم سے بشر سمائے ہوے

گلہ کسیکا نہین ہے یہ بخت کی خوبی
جو اپنے تھے تری الفت مین وہ پرائے ہوے

تمھارے گیسوے پرپیچ کی محبت مین
بلائین سر پہ زمانے کی ہین اٹھائے ہوے

تڑپ سکون مین دم ذبح کب یہ ممکن ہے
کہ ہین وہ زانوے سینہ مراد پائے ہوے

جہان مین لاکھ حسین ہون مگر بلا سے مری
کہ تم ہی تم ہو نظر مین مری سمائے ہوے

عدم کو جاؤنگا ہستی سے سرخرو عاشق
وہ ساتھ ہونگے جنازے کے پان کھائے ہوے

چمن مین روز سجایا کرو حنا کے لیے
مرے لہو کی قسم ای بتو خدا کے لیے

جو بوسے اس بت بدخو کی منھ بلا کے لیے
کہا جھڑک کے الگ بیٹھیے خدا کے لیے

دعائین مانگتا مین ہجر مین قضا کے لیے
اگر سمجھتا اثر ہے مری دعا کے لیے

وبال جان ہے مری زندگی خدا کے لیے
منگائین زہر اطبا مری دوا کے لیے

یہ رحم آیا مری حالِ زار پر دمِ نزع — کہ خود اجل نے دعا کی مری شفا کے لیئے
تو باز آئیگا کا ہیکو ظلم سے ظالم — کہ ہے خدا نے بنایا تجھے جفا کے لیئے
نہ آئینگے تری کوچہ مین پھر کبھی ای بت — دکھا دی آج تو صورت ذرا خدا کے لیئے
غبار راہ اڑا کی جو لیجا ہی کوے جانان مین — دعائین مانگتا ہون مین اسی ہوا کے لیئے
طبیبو عشق لبِ سرخِ یار کا ہون علیل — منگاؤ شربتِ عنابِ لب دوا کے لیئے
قیام کوچۂ جانان نصیب ہو یارب — کہ سلطنت سی زیادہ ہی مجھ گدا کے لیئے
اشارہ خنجرِ ابرو کا بس ہی ای قاتل — برای قتل نہ شمشیر اٹھا خدا کے لیئے
علاج کر چکے آزار عشق کے ہم سب — بس ایک زہر ہی باقی رہا دوا کے لیئے

شبِ وصال وہ سو بار روٹھے ای عاشق
مگر جو لینے تھے بوسے منا منا کے لیئے

وصل مین وہ شعلہ رو میری جلانیکے لیئے — دھمکیاں دکھلاتا ہی گھر اپنے جانے کے لیئے
کیا غضب کی سوجھی ہی فتنہ اٹھانے کے لیئے — جاتی ہین ہم خواب سے انکو جگانیکے لیئے
طالبِ دیدار سی کہتا ہی وہ پردہ نشین — حسن کی دولت نہین ہوتی لٹانیکے لیئے
صدقے ایسے بھولے پن کی آکے میری قبر پر — کہتے ہین اٹھو کھڑے ہین ہم جگانیکے لیئے
حسرت و حرمان و یاس و حزن و رنج و درد و غم — ہجر مین یہ سب ہین میری جان کھانیکے لیئے

دیر سے ہم سر جھکائے بیٹھے ہین کہدی کوئی
لائین وہ تشریف خنجر آزمانیکے لیئے

ملہیئے بے آب سا تڑپا کیا ہین خاک پر
جب چلے وہ جانبِ دریا نہانیکے لیئے

روبرو اس شمع رو کے آئیگا کیا آفتاب
تاب تو پیدا کرے آنکھین ملانیکے لیئے

روشنی داغ دلکی وجہ سے پروا نہین
لائے کوئی شمع تربت پر جلانیکے لیئے

غم کو مین کھاؤن نہ کیونکر غم مجھے کھائی نکیون
وہ مری کھانیکو ہین اور سکے کھانیکے لیئے

رو کے وہ بولا سرِ بالین یہ مجھسے وقتِ نزع
روٹھے کیا جاتی ہو تم میری منانیکے لیئے

کسطرح دم بھر مین ہو حالِ شبِ فرقت بیان
چاہیئے اک عمر یہ قصہ سنانیکے لیئے

وہ کفِ پا مین حنا ملواتی ہین غیرون سے آج
عاشقِ خستہ جگر کا خون بہانیکے لیئے

فکرِ تعمیر مکان نے کر دیا وحشی مجھے
چاہیئے خاکِ بیابان گھر بنانیکے لیئے

بخت عاشق اس سے کیا وہ ہان نہین دین جواب
کر سوالِ وصل قسمت آزمانے کے لیئے

دلمین بھرے ہین سیکڑون ارمان نئے نئے
صد شکر میرے گھر مین ہین مہمان نئے نئے

مضمون تری غزل مین ہین ایجاد نئے نئے
مطلب بھی ہین نئے نئے عنوان نئے نئے

کیجے قبول لختِ دل و اشک نذر مین
حاضر ہین لعل و گوہرِ غلطان نئے نئے

روتا ہون یاد کرکے جو اس بحرِ حسن کو
اٹھتے ہین میری آنکھ سے طوفان نئے نئے

اے رشکِ باغ تو بھی ذرا ہنس کے بات کر — دکھلا رہا ہے پھول گلستان نئے نئے
آمد سنی جو اوس گلِ نوخط کی باغ مین — اوڑ اوڑ کے آئے مُرغِ خوش الحان نئے نئے
ڈر ہے کہ پھینس جائے کہین مرغِ دل مرا — کرتے ہین پیچ گیسوئے پیچان نئے نئے
عاشق ہون ابروؤن کا مرے قتل کے لئے — ہوتے ہین تیز خنجرِ بُرّان نئے نئے
پورا کبھی نہ تمسے ہوا وعدۂ وصال — کرتے ہو روز رہتے ہو پیمان نئے نئے

عاشق عجب ہے تجھسے سخنور کے عہد مین
گائین غزل پرانی غزلخوان نئے نئے

شیدائے زلف عاشقِ رخسار ہو گئے — کافر خدا کے فضل سے دیندار ہو گئے
کوچے مین اونکے جمع خریدار ہو گئے — اب تو وہ رشکِ یوسفِ بازار ہو گئے
آنکھون سے کی نگاہ تو بیمار ہو گئے — زلفون کو چھو کے مُفت خطاوار ہو گئے
جلوہ نما جو وہ سرِ بازار ہو گئے — یوسف کے گاہک اُنکے خریدار ہو گئے
اسدرجہ شوق دید مین ہم زار ہو گئے — تارِ نگاہ مردمِ بیمار ہو گئے
پابندِ دامِ گیسوئے خمدار ہو گئے — آزاد تھے بلا مین گرفتار ہو گئے
پہونچے خیال آئینۂ رخ سے سوئے زلف — شہرِ حلب سے داخلِ تاتار ہو گئے
اندازِ نازِ عشوہ کرشمہ ادائے یار — اِک دل کے بیرے کتنے خریدار ہو گئے

کیا کیا چُنی ہین پھول تری جا بہ جا پہ مین نے دیکھ
دامن کے پاٹ تختۂ گلزار ہوگئے

لاغر وہ ہون کہ میری نکل جانیکے لیئے
در سے زیادہ روزنِ دیوار ہوگئے

روئے جو یاد موی میانِ بتان مین ہم
تار آنسوؤنکے رشتۂ زنار ہوگئے

حیران ہون رات خواب مین وہ آئی کسطرح
کیا بخت خفتہ طالعِ بیدار ہوگئے

اوڑکر خبر کسطرح پہونچتی ہین دور تک
خط اوس پری کی پرچۂ اخبار ہوگئے

مقتل مین ایکدم سی اولٹ دینگے وہ صفین
سیدھے جو لیکے ہاتھ مین تلوار ہوگئے

تاثیر انقلاب زمانہ سے ای فلک
سمجھے تھے جنکو یار وہ اغیار ہوگئے

پھر اوخیال پنجۂ رنگین بہار دیکھ
پھر جوشش پر یہ دیدۂ خونبار ہوگئے

جنپر نگاہ پڑ گئی اُس شوخ چشم کی
وہ دیکھتے ہی دیکھتے بیمار ہوگئے

کھل کھل کے عاشق اُس بتِ کافر کی عشق مین
مانند تار رشتۂ زنار ہوگئے

چمکے افشان جو شبِ ماہ وہ دلبر نکلے
تاب کیا پھر کوئی تارا جو فلک پر سے نکلے

اوٹھکے بستر سے لیئے ہاتھ مین پتھر نکلے
گھر سے ہم عالمِ وحشت مین جو باہر نکلے

میان سے جب نہ نکالے تری خنجر سے نکلے
کیون نہ سفاک دمِ عاشقِ مضطر نکلے

جسم زار اپنا ملاؤن جو کمر سے اوسکی
فرق دونون مین نہ اک بال برابر نکلے

تھا جو یہ خوف کہ افشا ہو راز الفت — اشک آنکھوں سے دم گریہ نہ باہر نکلے

ذبح کی وقت نظارہ رخ قاتل کے رہے — خوب ارمان ہمارے تہ خنجر نکلے

ہو گئی مانند ستاروں کی فلک پر صورت — چپکے افشاں جو کسی رات وہ باہر نکلے

میں ہوں وہ میکش بدبخت جو ڈھونڈھوں ساقی — نہ سبو نکلے نہ خم نکلے نہ ساغر نکلے

کٹ گیا سر بھی مگر آن نہ کبھی کی سینے — کون ہے جو تہ خنجر مرا ہمسر نکلے

کیا ترے روی منور کے مقابل ہوں حسین — سامنے مہر درخشاں کے کب اختر نکلے

یاد آیا دم گریہ جو در گوش صنم — عوض اشک مری آنکھ سے گوہر نکلے

روز روشن پہ گماں ہو شب تیرہ کا مجھے — رخ پہ بکھرا کے جو وہ زلف معنبر نکلے

آج ای آہ دکھا ایسا قیامت کا اثر — دلکو تھامے ہوے وہ فتنۂ محشر نکلے

شرح خال رخ دلبر نہ ہوئی مجھسے تمام — ایک نقطے کی صفت میں کئی دفتر نکلے

تیغ ابرو ہی تمھاری ہے مری قتل کو بس — ہاتھ میں اپنے عبث تم لیئے خنجر نکلے

عشق میں قامت جاناں کی موا ہوں ایچرخ — خاک سے میری عجب کیا جو صنوبر نکلے

ساری عالم میں اگر ڈھونڈھی کوئی ای عاشق
اوس جفا پیشہ سے بڑھکر نہ ستمگر نکلے

تجھے ہم یار سمجھے تھے تجھے دلدار سمجھے تھے — بنے گا دشمن جاں یہ نہیں زنہار سمجھے تھے

کریگا لیکے دل رسوا سرِ بازار سمجھے تھے
تجھے تو پہلے ہی ہم او بتِ عیار سمجھے تھے

عبث ہم دلمین اونکو غیرتِ گلزار سمجھے تھے
خبر اصلا نہ تھی وہ ہمکو مثلِ خار سمجھے تھے

نہوگا تجھسے پورا وصل کا اقرار سمجھے تھے
اسی سے ہی قول کو تیری غلط ای یار سمجھے تھے

انھیں سب کے عشق مین آخر گلا کاٹا گیا اپنا
یہ خنجر نکلے جنکو ابروِ خمدار سمجھے تھے

عیادت کی بہانے سے بلایا جب تو وہ آ کر
لگے کہنے کہ اچھا ہم تجھے بیمار سمجھے تھے

گرا جو نقدِ دل میرا تو کیون صدمہ نہوا اونکو
گرہ کا مال اپنے گیسوِ دلدار سمجھے تھے

رہا کرتا تھا خوبانِ جہان کا راتدن مجمع
گلی کو یار کی ہم شہر کا بازار سمجھے تھے

علاجِ دردِ دل تجھسے نہوگا ای مری عیسیٰ
سبب اسکا یہ ہے ہم تجھے پہلے ہی بیمار سمجھے تھے

ہوا نیلا بدن تاثیرِ سم سے جب چھوا اسکو
تری زلفِ سیہ کو ہم نہ پہلے مار سمجھے تھے

چلی تدبیر ہی کوئی نہ کوئی بن پڑی حکمت
اطبا کیا علاجِ عاشقِ بیمار سمجھے تھے

فراقِ ساقی مہوش کریگا مضطرب عاشق
یہ پہلے بادۂ الفت کے کب سرشار سمجھے تھے

تیری سینے مین جو اپنا دلِ ناشاد رہے
چین دم بھر نہ تجھے او ستم ایجاد رہے

ماہ و خورشید سے جب تک فلک آباد رہے
جلوہ افروز ترا حسنِ خداداد رہے

جسکی نظروں مین قدِ غیرتِ شمشاد رہے
کیون نہ وہ سرو کے مانند سے آزاد رہے

ہم بغل تجھسے نہ جب تک ستم ایجاد رہے
چین سے سینے مین کیونکر دلِ ناشاد رہے

قمریان سرو کو نظرون سے گرا دین اپنی
محوِ گلگشت جو وہ غیرتِ شمشاد رہے

چاہنے والے بہت تمکو ملین گے لیکن
ایک بھی مجھسا نپاؤگے کہین یاد رہے

ایک تم ہو کہ تمھین دل سے نہ بھولے کبھی ہم
ایک ہم ہین کہ نہ دم بھر بھی تمھین یاد رہے

دیکھ پائے جو ترا قامتِ موزون قمری
اُسکی نظرون مین نہ پھر وقعتِ شمشاد رہے

ساقیا مجکو بھی اک ساغرِ مے دے للہ
تا قیامت یہ تری انجمن آباد رہے

ہونے دیجے گا نہ آغوشِ محبت سے جدا
کن اداؤن سے لیے جاتا ہو دل یاد رہے

خود فراموش کیا اُنکے تغافل نے مجھے
بھول جائین وہ جسے پھر اُسے کیا یاد رہے

نازِ ان سنگدلونکے نہ اٹھاؤن عاشق
اپنے قابو مین جو اپنا دلِ ناشاد رہے

جب لکھے اوصاف ہمنے اُس سراپا نور کے
جھاڑ روشن ہو گئے پیشِ نظر بلور کے

کیا سبب آنسو روان رہتے ہین جو آٹھون پہر
کیا ہمارے دیدۂ تر زخم ہین ناسور کے

گھر مین غیرِ نیش زن کو وہ پری مہمان ہے آج
بخت خفتہ جاگ اُٹھے ہین خانۂ زنبور کے

دیکھ پاتے جلوۂ برقِ رخِ جانان اگر
حضرتِ موسیٰ نہ قائل ہوتے شمعِ طور کے

بیٹھکے جی تحریر کرنا چاہیے حالِ فراق
سو سمجھتے ہین نسخہ مین اکثر مضامین دور کے

سوزشِ زخمِ جگر سے پھنک رہا ہے جسمِ زار
جلد رکھ جراح پھاہے مرہمِ کافور کے

بزم میں جسکے فرشتوں کی رسائی ہو محال
پھر بشر کسطرح پہونچے پاس تک اُس حور کے

جسنے تو نے حشر میں ملنے کا ہے وعدہ کیا
گلشنِ جنت میں وہ خواہاں نہ ہونگے حور کے

جو کوئی سُنتا ہے اے عاشق جگر ہوتا ہے شق
اسقدر پُر درد ہیں نالے دلِ رنجور کے

نہ دل سے یادِ رخِ گلعذار جاتی ہے
نہ میرے تن سے مری جانِ زار جاتی ہے

سوے چمن جو سواریِ یار جاتی ہے
گمان یہ ہوتا ہے بادِ بہار جاتی ہے

کھلی رہیں نہ دمِ نزع کیون مری آنکھیں
کہ جان بحسرتِ دیدارِ یار جاتی ہے

نہیں ہے سبزۂ خط مانعِ نظارۂ رخ
نظر چمن میں کہاں سوئے خار جاتی ہے

خزاں کو بھولکے کیون باغ باغ ہے بلبل
نہیں خبر کہ چمن سے بہار جاتی ہے

پلادے شربتِ وصل آکے اے مسیحِ نفس
مریضِ ہجر کی اب جانِ زار جاتی ہے

وہ رشکِ گل پئے سیرِ چمن نہ کیون جائے
کہ سوے باغ نسیمِ بہار جاتی ہے

پسِ فنا بھی ہے باقی تعلّقِ اُلفت
ہماری خاک سوے کوے یار جاتی ہے

نکیون ہو سروِ گلستان پہ دل مرا مائل
کہ پائی اک روشِ قدِ یار جاتی ہے

دلوں سے اُسکو خلش ہے ادے تلووں سے
مژہ سے دی کہیں تشبیہ خار جاتی ہے

سحر قریب ہے وہ ماہوش نہین آتا
ہماری جان شب انتظار جاتی ہے

یہ خواب ہجر بھی خواب عدم ہوا اے عاشق
کہ روز اجل سر بالین پکار جاتی ہے

مرا خورشید رو جب چاندنی شب مین نہاتا ہے
قمر ہجر خجالت مین ہزارون غوطے کھاتا ہے

سر بزم عدو میری غزل جا جا کی گاتا ہے
مرا وہ خوش گلو ہر بزم مین مجھسے راگ لاتا ہے

مرا جذب محبت جوش پر جسوقت آتا ہے
کشیدہ وہ کہین بیٹھے ہون یا کھنچا لاتا ہے

سوال بوسۂ لب پر عبث آنکھین دکھاتا ہے
قصور غیر کیا ہے اسمین تو ہی منہ لگاتا ہے

رہ و رسم محبت یکقلم مسدود ہے باہم
نہ قاصد وان سے آتا ہے نہ نامہ یان سے جاتا ہے

ملال ہوتا ہے سب کو ابر مین ماہ منور کا
رخ روشن تہ زلف سیہ جب آ چھپاتا ہے

کبھی بھولے سے الفت پر نہ انکی بھولنا اے دل
جفائے تیر چتونکی ابر خدا ہی یاد آتا ہے

سمجھکر وحشی چشم سیاہ دلربا مجکو
ہر اک آہوی صحرا مجھے آنکھین دکھاتا ہے

شب تاریک ہجران شمع کی مانند جلتا ہون
خیال وصل جب اوس شعلہ رو کا دلمین آتا ہے

نہین کچھ مغفرت مین اوسکی جا شبہ اے عاشق
جو نام احمد مرسل زبان اپنی لاتا ہے

سوال وصل کا کسدن جواب صاف پایا ہے
دہان تنگ سے تیرے مرا دل تنگ آیا ہے

رخِ روشن کو اوسنے زلف شبگون مین چھپایا ہے
فلک نے کیسا یہ روزِ سیہ مجکو دکھایا ہے

عجب کیا صبحِ محشر تک کبھی ہووین جو نکو ہوش اے قاتل
تری تیغِ تغافل نے مجھے ایسا سلایا ہے

ہوا گرم فغان جب نہین طاقت عرش کی تو بلے
یہ کسکے نالۂ دل نے فلک سر پر اُٹھایا ہے

بیان کیا ہو تری ترچھی نگہ کا او بتِ کافر
اسی بیدرد نے تو خاک مین مجکو ملایا ہے

نہین نے گل جو پہلو مین تو اوسکے داغِ فرقت کے
بصد جوشِ محبت مینے سینے سی لگایا ہے

ہما نے سی جو کل تک راضی آنے پر نہ ہوتا تھا
مرا جذبِ محبت آج اوسکو کھینچ لایا ہے

وہ بُت خط بھی مجھے مدت سے ای عاشق نہین لکھتا
خدا جانے اوسے اغیار نے کیا کیا پڑھایا ہے

لیے سیرِ چمن پر وہ رشکِ گل جسدم نکلتا ہے
رخِ گلگون پر اوسکے بلبلونکا دم نکلتا ہے

جدائی مین کسی پہلو نہ اپنا دم نکلتا ہے
نہ کچھ قسمت سے ارمانِ دلِ پُر غم نکلتا ہے

تمھارے گیسوی پیچان مین جو عالم نکلتا ہے
کہان یہ سنبلِ گلشن مین پیچ و خم نکلتا ہے

نگہ برقی ہے جسدم ابروی خمدار پر اوسکے
کوئی ہوتا ہے بسمل اور کسی کا دم نکلتا ہے

جھلک کر حلقۂ گیسو سے کچھ قطرے پسینے کے
کہا اوسنے دہانِ مار سے یون سم نکلتا ہے

صفائی جسقدر دانتو نمین ہے اس بحرِ خوبی کے
گہر اس آب کا بطنِ صدف مین کم نکلتا ہے

جو تو آئے عیادت کو تو ہو صحت مجھے حاصل
تری فرقت مین او رشکِ مسیحا دم نکلتا ہے

حصولِ اشکباری روزِ فرقت کچھ نہیں لیکن
مرے دل کا بخار اے دیدۂ پُرنم نکلتا ہے

مرا دل بھی بتوں کی یاد سے دم بھر نہیں غافل
ترے منہ سے جو زاہد نامِ حق ہر دم نکلتا ہے

علاجِ زخمیِ تیرِ نگہ بیچارہ گر بولا
نہیں ڈھونڈھے سے ایسے زخم کا مرہم نکلتا ہے

دمِ شمشیر سے دم دینا تیرا کم نہیں قاتل
ترے اس دم برابر دمسباز اپنا دم نکلتا ہے

جو آنا ہے تو اے رشکِ مسیحا جلد آ ورنہ
کوئی دم میں مریضِ ناتوان کا دم نکلتا ہے

عنادل کہتے ہیں جب دیکھتے ہیں اُس گلِ رُخ کو
چمن میں پھول ایسے رنگ و بو کا کم نکلتا ہے

دمِ آخر وہ گل ہنستا ہے مجھکو دیکھکر عاشق
کسیکی دل لگی ٹھہری کسیکا دم نکلتا ہے

قدِ موزون سے ترے سرو کو نسبت کیا ہے
وہ مقابل ہو ترے اوسکی یہ قامت کیا ہے

آج کیون اتنے پریشان ہو یہ حالت کیا ہے
سچ کہو میری قسم باعثِ وحشت کیا ہے

بیخودی تو ہی بتا دے مری حالت کیا ہے
نہیں معلوم پڑی تجھپہ مصیبت کیا ہے

لیکے دل مُنھ کو چھپا لینے کی عادت کیا ہے
شرط بوسے کی تھی پھر دینے میں حجت کیا ہے

کوچۂ یار کو کیون خُلد سے دیجے تشبیہ
آگے اس باغ کے وہ گلشنِ جنت کیا ہے

غیر کو بوسے نہ آئینہ رُخ کے دیجے
صاف انکار رہے ایسی بھی مروت کیا ہے

دل تجھے دیکے ہون خود اپنی خطا پر نادم
بیوفائی کی تری مجھکو شکایت کیا ہے

کیا ہی کُھل کھیلا ہی اغیار کی صحبت مین وہ شوخ
بیحیا یہ بھی نہین جانتا غیرت کیا ہے

ترکِ اُلفت کو جو کہتے ہو مزا کیا جانو
شیخ جی عشق مین معلوم ہی لذت کیا ہے

دہنِ تنگ مین جو بات وہ غنچے مین کہان
پھول کو عارضِ گلرنگ سے نسبت کیا ہی

تیر ادا سن جو بھرا میری لہو سے دمِ ذبح
او قبا پوش تبا اسمین قباحت کیا ہے

زخم پر زخم تری تیغ کے کھاتے ہین مگر
ہم نہین جانتے جز شکر شکایت کیا ہی

ہو سکے مضطر نہ وہ اکبار بھی آئے یا نتک
تیری تاثیر ہی ای جذبِ محبت کیا ہے

اک اشارہ تری ابرو کا ہی کافی قاتل
قتل عشاق کو تلوار کی حاجت کیا ہے

رہا برسون ہی گرفتار عذابِ شبِ ہجر
اب مجھے دغدغہ روزِ قیامت کیا ہے

ہے عبث ناز تجھے گنج پر اپنی قارون
دولتِ حسن کے آگے تری دولت کیا ہی

بس ہی سودا تری گیسوی مسلسل کا مجھے
ایسے دیوانے کو زنجیر کی حاجت کیا ہے

دولتِ عشق یہ مُہر سے غنی ہون عاشق
مال کی اصل ہے کیا زر کی حقیقت کیا ہے

کوئی اپنی زلفونکو سلجھا رہا ہے
کسی کا پریشان دلِ مبتلا ہے

نہ اترا شبابِ دو روزہ پہ اتنا
کسیکا نہین حسن یکسان رہا ہے

اوسے قتل کا شوق مرنے کا مجکو
کسیکا ہے خنجر کسیکا گلا ہے

اونھین دیکھکر مین قیامت مین سمجھا
نہین بے سبب اشک آنکھونسے جاری
سمجھ مین نہین آتا مضمونِ نامہ
رُخ و زلفِ جانان کی تعریف لکھنا

کسیکا یہ فتنہ اوٹھایا ہوا ہے
کسیکا خیال آج پھر آگیا ہے
کسیکا خدا جانے کیا مدعا ہے
کسیکا یہی شغل صبح و مسا ہے

کسیکا کوئی بھی جہان مین ہے عاشق
کسی کا کسی پر عبث دل فدا ہے

طبیعت تیری کیا شوخ امی بری ہے
مِلائی آنکھ جس سے دل لیا چھین
بڑھیگی کیا گھٹا زلفِ سیہ سے
ہر اِک زہرہ جبین اُس ماہرو کا
بہارِ سینۂ پُر داغ دیکھو
جو ہے وابستۂ زنجیرِ گیسو
نہین مِٹتا خیالِ دشت گردی
کہو باز آئے بدخواہی سے میری
ستارے چرخ کے ہین مانند جس سے

شرارت کس قیامت کی بھری ہے
غضب کی یاد تجکو دلبری ہے
عبث اوسکو خیال ہمسری ہے
دل و جان بیچکر اب مشتری ہے
زمینِ عشق کی کھیتی ہری ہے
زمانے کی بلاؤن سے بری ہے
طبیعت ایسی کچھ وحشت بھری ہے
یہی حق مین عدو کے بہتری ہے
وہ اوسکے تن پہ پوشاکِ زری ہے

ق

تبا اے ساقیٔ غارتگرِ ہوش   یہ میخانے مین کیسی ابتری ہے

کہین شیشہ کہین ساغر پڑا ہے   صراحی طاق پر خالی دھری ہے

جسے دیکھا اوسے زندہ نچھوڑا   نگہ تیری عجب جادو بھری ہے

بیان کس طرح ہو حسن اوس بشر کا   بجان و دل فدا جس پر پری ہے

کہان فرصت غزل لکھنے کی عاشق

کیا جو نظم فکرِ سرسری ہے

ہمارا رنج بھی تو اک خوشی ہے   جو دردِ دل ہے گویا گدگدی ہے

نہین دیکھا جو اوس غنچہ دہن کو   نہایت دل کو میرے بیکلی ہے

ہوا بسمل جو آنکھ اوسنے ملائی   نگاہِ ناز کیا ہے اک چھری ہے

نجانے پائے غیر اوسکی گلی تک   نہین جنت کے قابل دوزخی ہے

لیا پردہ مین دل کس کس مزے سے   ہنسی گویا تری میٹھی چھری ہے

ہوا عاشق وہ جسکو تو نے دیکھا   تری آنکھو نمین کیسی موہنی ہے

نہین عاشق زر و دولت کی پروا

قناعت پیشہ ہو نمین دل غنی ہے

نہین عاشق سے بے خبر یاد ہے   بتون نے سنی کسکی فریاد ہے

تضمین حضرتِ دل ہو باسئے عشق
ہوں صیادِ تازہ اسیرِ قفس
مرا دل ہے کیوں اپنے گھر سے اوجاٹ
خدا سے کہوں گا یہ میں حشر میں
دمِ تیغ تیرانِ سفاک سے بند

کیا خیر سے خوب شہر یاد رہے
مجھے نالہ آتا نہ فریاد رہے
اسے آیا کیا اوسکا گھر یاد رہے
بتوں نے ستایا ہے فریاد رہے
لبِ زخم کی سن کے فریاد رہے

خدا کی خدائی میں عاشق کہیں
بتوں کی نہیں داد فریاد رہے

مری طبعِ رسا پر کس بلا کا ضعف طاری ہے
شبِ غم میں یہی اک مونس و ہمدم ہماری ہے
سنو بھاہی تارِ رونی کا یہاں یہ گت ہماری ہے
فغان و نالہ و فریاد و رنج و آہ زاری ہے
خیالِ ابرو و مژگان سے ہر دم بیقراری ہے
اجل ہے جسکو سب کہتے ہیں یہ ابرِ بہاری ہے
ہر اک نقشِ قدم سے ہر قدم پر پھول کھلتے ہیں
کسی پردہ نشیں کے عشق کا پردہ نہ کھل جائے

کہ مضمونِ خیالِ زلف بھی زنجیر بھاری ہے
اسی سے بیکسی اپنی مجھے سو جان پیاری ہے
وہاں وہ چھیڑ تابی پردہ غیر و میں ستاری ہے
تری فرقت میں اے بے مہر یہ حالت ہماری ہے
جگر پر تیغ چلتی ہے چبھی دلمیں کٹاری ہے
مجھے فرقت میں جو بوندی ہے بوندیکی کٹاری ہے
خرامِ نازِ جانان کیا ہے اک بادِ بہاری ہے
دلِ بیتاب لازم تجکو ضبطِ آہ و زاری ہے

کیا کرتا ہون سیرِ کوہ و صحرا موسمِ گل ہے
سمندِ جوشِ وحشت آجکل اپنی سواری ہے

شبِ وصلِ عدو ہی وان خوشی سے شبِ برات انکو
شبِ عاشورہ رنجِ ہجر سے یان شب ہماری ہے

مری نالون کا ہی رنگِ اثر پردہ نشینون مین
سنین یہ شوخیان در پردہ انمین بیقراری ہے

شراب و جام و ساز و مطرب و چنگ و رباب ایجان
یہان سب ہے مہیا صرف تیری انتظاری ہے

رکھو تسبیح عاشق توڑ دو توبہ ساغرِ مے لو
بہارِ گل ہے ابتو لطفِ شغلِ بادہ خواری ہے

بدر کامل ہے ترے رخ کا جمال اچھا ہے
ناخنِ پا کا یہ تو ہے ہلال اچھا ہے

اوسکے گیسو کا دمِ فکر خیال اچھا ہے
مرغِ مضمون کے پھنسانیکو یہ جال اچھا ہے

بندشین اچھی ہین کلام اچھا ہے حال اچھا ہے
سیر ادیوان تمام اور کمال اچھا ہے

ایک مین تیغ کا خم ایک مین ڈھال اچھا ہے
بل کو ان ابروؤن کے وقتِ جلال اچھا ہے

ناخنِ پا مین ترے یار کمال اچھا ہے
بڑھکے گھٹتا نہین ہرگز یہ ہلال اچھا ہے

قمریان کہتی ہین موزون ہی نہال اچھا ہے
سرو اوس قد کے لئے بہرِ مثال اچھا ہے

ایک بوسے کو برا کیا ہے مرا دل لے لو
مفت ہاتھ آتا ہے پچھتاؤ گے مال اچھا ہے

طائرِ رنگِ حنا پھنسکے نہین اوڑ سکتا
تیرے ہاتھون کی لکیرون کا بھی جال اچھا ہے

ہے برا اصل سے انکا رنگہ پھر سکے یون
پھیر کر الٹی چھری کرنا حلال اچھا ہے

یہ تو رخسار ترے خوب ہین دونون ایجان
جسکے بوسے مین ملا ہین وہ گال اچھا ہے

بڑھگیا پیش حسینان ترا دم گونہ جمال
الف قد مین ترے نقطۂ خال اچھا ہے

آئینہ دیکھتا تو بہر خود آرائی نہین
بے مثالی کا صنم تجھمین خیال اچھا ہے

فرقت یار سے غمناک ہین وہ وصل سے شاد
غیر ہے حال مرا غیر کا حال اچھا ہے

دی مجھے بوسے تو للہ زکات زر رخ
جسکی خیرات نکلجائے وہ مال اچھا ہے

لطف ساون کا نظر آئے مجھی تا بچشم
سبزۂ خط کا دم گریہ خیال اچھا ہے

ماہ کامل کو تو اک رات مین ہوتا ہے زوال
برسون رہتا ہے حسینونکا جمال اچھا ہے

بدر سی کٹ کی نکلتا ہے ہلال ای عاشق
یار کے ناخن پا مین یہ کمال اچھا ہے

جو ہین بدخو نہین عاشق کو وہ اچھا کہتے
وہ بھلا کہتا ہے جو نیک خصال اچھا ہے

جو نہ قابو مین ہو وہ جی کیا ہے
جان دے دینا دل لگی کیا ہے

شیخ جی یون تو ہے حرام شراب
مفت ہاتھ آئے تو بری کیا ہے

سارے عالم سے دشمنی کر لی
تسپہ کی ہمنے دوستی کیا ہے

فرش اطلس کا ہوش کسے کرے گا
عاشقی ہے کہ چاندنی کیا ہے

لذت عشق جانتے ہین ہمین
آپ کیا جانین شیخ جی کیا ہے

کیون ہوا ہے وہ جنگجو سر صلح
میری تقدیر الٹی کیا ہے

زاہد خشک نے جو تجھ سے کہا
کیے اپنے مین بہتری کیا ہے

ق

کہا مینے بڑھا کے ساغر مے
ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہے

تاب کیا مہر اوس سے آنکھ ملائے
آئینے کی تو شکل ہی کیا ہے

نہ اشارہ نہ شوخی ہے نہ حیا
چشم آہو مین عمدگی کیا ہے

یاد اوس گل کی آئی کیا اے دل
نہین لگتا چمن مین جی کیا ہے

ساغر مے نہ دون تو پھر کیا دون
اس جگہ اور شیخ جی کیا ہے

تیغ اوٹھاتے اوتر گیا ہو بچا
دست قاتل مین نازکی کیا ہے

ہے بجا ہو کبھی کبھی کا اگر
ناز بیجا گھڑی گھڑی کیا ہے

رات دن رہتی ہے یہ مجھ کو خیال
چشم شوق اپنی آرسی کیا ہے

کیا کرون اوس بشر کی مین تعریف
اک فرشتہ ہے آدمی کیا ہے

روبرو اوس بشر کے اے عاشق
حور کی شکل کیا پری کیا ہے

میہمان پھر غیر کا وہ سیمبر ہونیکو ہے
وادی وحشت مین پھر اپنا گذر ہونیکو ہے

شاخ مژگان آنسوون سے اپنی تر ہونیکو ہے
اب عقیق الہجر کا پیدا شجر ہونے کو ہے

زلف حاجب اوس رخ پر بدر پر ہونیکو قمر
ابر مین خورشید پنہان سر بسر ہونیکو ہے

سرخیٔ لب کا کسیلیے نہ کہو دم گریۂ لعل
جامیٔ آب تناسب پر خون چشم تر ہونیکو ہے

کردی تعمیر آب دم خنجر سے قاتل نے اوسنے
پیاس سے خشک اب لب زخم جگر ہونیکو ہے

آتی ہی اوس گلبدن کی یاد مجھکو وقت خواب
بیٹھی کیا مسند کمخواب پر ہونیکو ہے

سینے پر اوس گل کے آتا ہی نظر کچھ ابھار
کیا مرا نخل تمنا بارور ہونے کو ہے

کہدو بام چرخ پر آتا نہ چمکے آفتاب
وہ حسین کوٹھے پر اپنے جلوہ گر ہونیکو ہے

عازم دریا ہے بہر غسل وہ خورشید رو
ہمسر مہر منور ہر بھنور ہونے کو ہے

سیر کر دیکھیں اوتارین جب کسیکو قبر مین
آخر اک دن اپنا اس گھر مین گذر ہونیکو ہے

ابر تر ہوگا مری دریا دلی پر نوحہ گر
جوش زن اب قلزم چشمان تر ہونیکو ہے

وصل کی شب بھی لی وہ کس نازسے جاتی ہین گھر
لیجیے وہ مرغ بول اوٹھا سحر ہونیکو ہے

گالیان سنکر لیا بوسہ تو وہ کہنے لگے
بیحیا کو کب ملامت کا اثر ہونیکو ہے

سایۂ نخل مغیلان مین مین اک دم بیٹھ لون
دھوپ ہے تیز ایجنون اب دوپہر ہونیکو ہے

ہوچکی شرم ایصنم ایسے تکلف ہو چکے
وصل کی شب ختم پر آئی سحر ہونیکو ہے

یہ غزل لکھی ہی جب سیر دل ہوا ہی خون خشک
شاعرون سے اک بھی ایسا شعر تر ہونیکو ہے

راہ عشق پر خطر سے کب میسر ہونیکو ہے
غارت ایدل تیرا سامان سفر ہونیکو ہے

بعد مدت اوسنے ای عاشق جو بھیجا ہے پیام
شاید اپنی آہ سوز ان میں اثر ہونیکو ہے

بھولاؤں لاکھہ دل سے یاد قامت آہی جاتی ہے
بہر صورت مری سر پر قیامت آہی جاتی ہے

تری یاد جفا ای بے مروت آہی جاتی ہے
زبان پر بد ارادہ بس شکایت آہی جاتی ہے

مجھے جنت مین کیا بھولیگا ای خوشتر ترا کوچہ
مصیبت مین بھی اکدن یاد جنت آہی جاتی ہے

نہیں خلوت مین آتا مانع وصل اور تو کوئی
مگر کیا شوخ ہے اوسکی نزاکت آہی جاتی ہے

جو پیشانی مین لکھا ہے کسیصورت نہیں ٹلتا
کسیدن سامنے تحریر قسمت آہی جاتی ہے

نہیں دل چاہتا جاؤن سوے دشت جنون لیکن
مجھے بہکا کے لیجانیکو وحشت آہی جاتی ہے

تہ شمشیر قاتل کیون نہ رکھدون سر کو مین بڑھکر
نظر جب تیغ پر پڑتی ہے جرأت آہی جاتی ہے

گلی اس شعلہ رو کی بھولتا کیا مین گلستانمین
کہ دوزخ مین بھی یاد باغ جنت آہی جاتی ہے

شب وصل اونکی خوش ہونیکو جب افسانہ کہتا ہون
زبان پر رنج فرقت کی حکایت آہی جاتی ہے

شب وصل صنم آرام سے جو دم گذرتا ہے
مجھے یاد اوس گھڑی تکلیف فرقت آہی جاتی ہے

شب فرقت مری پاس اکثر اک غمخوار رہتا ہے
نہیں ہوتا جو وہ خوشتر تو حسرت آہی جاتی ہے

چمن مین دل کو میرے بیکلی کیونکر نہو عاشق
دم گلگشت یاد اوس گل کیصورت آہی جاتی ہے

آپ ہی سے پاک باطن کر کے اپنے
اور مے ہے شیخ جی کن کے لیے

گالیاں دیتا رہا وہ بے شمار
بوسے میٹھے اوسکے گن گن کے لیے

کھیل سمجھا ہے دل ناداں عشق
کیوں ہے مچلا ایک کمسن کے لیے

وصل کی شب بیٹھے ہو مہندی ملے
اوڑھ رہی تھی کیا اسی دن کے لیے

تاکتے ہیں جانب خم شیخ جی
لانا انگوری شراب ان کے لیے

کہیے مجھ لاغر سے مستی جھاڑ دوں
وہ اوٹھا جاروب کے تنکے لیے

کیا بھلے ہیں عہد طفلی کے بھی دن
عیش ہے مخصوص اسی سن کے لیے

دے زبان انسان بن وہ آ گئے
تھا تو عاشق مضطرب جن کے لیے

ثنا ہے ابروِ دلدار کے بیان کے لیے
برش ہے تیغ کی درکار اب زبان کے لیے

کبھی جبین کے کبھی عارض و دہان کے لیے
وصال یار میں بوسے نہیں کہاں کے لیے

نہ تڑپوں کس لیے میں کوی گلرخان کے لیے
کہ جان دیتی ہی بلبل بھی گلستان کے لیے

نہ ہمنے بوسے ابھی غنچۂ دہان کے لیے
حضور اوٹھکے چلے سیر گلستان کے لیے

ضرور پیری ہی اک روز ہر جوان کے لیے
بہار آتی ہی گلزار کی خزان کے لیے

ہر اک ادا پہ حسینوں کی جانیں جاتی ہیں
یہ حسن کیا ہے کہ ہی موت اک جہان کے لیے

خیال یار جب آئے تو کیون نہ دل دو چھلا
جو صبح آئینہ دیکھا تو مجھسے فرمایا
محض ہے آپکی نازک مزاجیونکا خیال
کرینگے ابرو و مژگان سے کسکو قتل حسین
دکھائی آنکھ مگر منفعل ہوئی وہ گل کیطرح
کسے تھی فرصت فکر سخن مگر یہ غزل
بلند فکر نے میری کیا کچھ ایسا بلند
مین نالے ہجر مین کرتا ہی تھا کہ آگئی وہ
بنایا گھر جو مرے دلمین ای غم الفت
جو خالی ہاتھ تھے آئے گئے بھی خالی ہاتھ
اوٹھا کے آئینہ دیکھ اپنا عارض رنگین

اگر دشنا چاہتا ہے عظیم سیہان کے لیئے
اگر ہے سوز دل مین تو بس کیا ہان کمان کے لیئے
نہین آنکھا ہر کسی شہ ہین فغان کے لیئے
ہین کسکی گھات مین تیغ و سنان بیار کے لیئے
جو مینے بوسے لب غنچہ دہان کے لیئے
لکھی ہے زور طبیعت کی امتحان کے لیئے
زمین شعر نے خاکی ہین آسمان کی لیئے
اڑتے دور کی بوسے لب فغان کے لیئے
ملی نہ اور جگہ کیا تجھے مکان کے لیئے
یہان نہ لاؤ نہ کچھ لیگئے وہان کے لیئے
عبث ہے قصد ترا سیر بوستان کے لیئے

جو لاکھ بار نئے سر سے زندہ ہون عاشق
تو پھر بھی سر مرا کاٹے وہ امتحان کے لیئے

زلف شبگون سے ہوا ہی جو سرو کار مجھے
نظر آئے ہین ہلال ابرو و خمدار مجھے

روز روشن نظر آتا ہے شب تار مجھے
دیتا ہے بدر کا دھوکا ترا رخسار مجھے

الفتِ موئے میاں سے کیا زار
کہ جو ڈھونڈھے تو کوئی پائے نہ آثار مجھے

نہ ملا بوسۂ عناب لبِ یار مجھے
میرے عیسیٰ نے فنا بار کیا ہے بیمار مجھے

واہ ری شوخیِ سفاک کہ زخمی کرکے
خون آلودہ دکھانے لگا تلوار مجھے

سو رہا تان دوپٹہ وہ شکر لب سر پہ
چھن کے اب ملنے لگا شربتِ دیدار مجھے

چشمِ میگوں کے تصور میں ہوئیں سرخ آنکھیں
ساقیا بھر کے دے جامِ مے گلنار مجھے

تا لبِ بام پہونچکر وہ پھرے الٹے پاؤں
سایہ ساں دیکھا پڑا جو پسِ دیوار مجھے

دل بلاؤں میں پھنسا رہتا ہے ہر دم میرا
جب سے اوس زلفِ سیہ سے ہے سروکار مجھے

ہو گیا کثرتِ عصیاں سے میں مجرم مشہور
جرم کوئی کرے ٹھہراتے ہیں گنہگار مجھے

اشک خوں سے کیا آنکھوں نے مرا دامن تر
یاد آیا جو ترا جامۂ گلنار مجھے

رات دن اپنی دعا ہے یہ خدا سے عاشق
عوض خلد ملے کوچۂ دلدار مجھے

ہاتھ آیا خوب حیلہ نہ آنیکے واسطے
پاؤں میں مہندی مل لی بہانیکے واسطے

صد چاک مثلِ شانہ بنائینگے دل کو ہم
گیسو سے اونکے ربط بڑھانیکے واسطے

یہ دولتِ وصال ملے نقد دل اونھیں
یہ مال کب ہے مفت لٹانیکے واسطے

مجبور لاغری و نزاکت سے دونوں ہیں
میں جانیکے لیئے تو وہ آنیکے واسطے

ٹھوکر لگا کے قبر کو میری وہ کہتے ہین
بیدار ہو ہم آئے جگانیکے واسطے

سرمہ دیا ہے آنکھ مین اوس دلربا نے آج
فتنے کو اور قہر بنانے کے واسطے

گلشن مین روز تازہ شگوفہ کھلاتی ہین
جاتی ہین غنچون کی وہ ہنسانیکے واسطے

سنکر وہ حال دل مرا بولی بگڑ کی خوب
آتے ہین آپ باتین بنانیکے واسطے

اسکی صلے مین بوسہ ہو ن ای خوش گلو عطا
کہکر غزل حسین لایا ہون گانیکے واسطے

مرتے ہین بندگان خدا دیکھکر چال
حسن بتان ہے موت زمانیکے واسطے

عاشق کی بیقصوری ہی کیا کم گناہ ہے
حاجت خطا کی کیا ہے ستانیکے واسطے

کس قیامت کی ہر اک گام پہ سامان ہونگے
عرصہ حشر مین جبدم وہ خرامان ہونگے

ہم تری ظلم سے گھبرا کے جو نالان ہونگے
ٹکڑے ٹکڑے ترے ای گنبد گردان ہونگے

جب کہا مینے نہ کیا وصل کے سامان ہونگے
بولا وہ شوخ پریزاد کہ ہان ہان ہونگے

کام نکلینگے جو وہ گھر مری مہمان ہونگے
جتنے عقدے مری مشکل کے ہین آسان ہونگے

ہم نہ آئینہ اونھین دیکھنے دینگے ہرگز
اپنی صورت جو وہ دیکھینگے تو حیران ہونگے

تودۂ مشق بنے گا مرا سینہ کس دن
ترکش دل سی ترے ناوک مژگان ہونگے

پیکے مے مجھسے سر بزم یہ کہتا ہے وہ شوخ
کچھ ترے پاس کباب دل بریان ہونگے

آج سے اوس بت کافر کی گلی مین ہرگز
دیکھنا خانۂ زندان سے جو نکلے باہر
عمر تو یون ہین جدائی مین کٹی جاتی ہے
ہاتھ اوچھا نہ پڑے ورنہ سمجھ لے قاتل
کہدو فصاد سے جاتا ہون ہوس شور جنون
دل کی الجھن کا سبب کچھ نہین کھلتا مجھکو

اب نجات ہنگے کبھی ہم جو مسلمان ہونگے
بستۂ سلسلۂ گیسوئے پیچان ہونگے
پورے کیا بعد فنا وصل کے ارمان ہونگے
دہن زخم تری تیغ پہ خندان ہونگے
تیز نشتر سے سوا خار بیابان ہونگے
ہونگے واقف تو وہ گیسوئے پریشان ہونگے

آج عاشق شب وعدہ جو نہ وہ آئے تو ہم
صبح محشر کیطرح چاک گریبان ہونگے
۹۲ ۱۲
فضلی



قطعات تاریخ از جانب مصنف دیوان ہذا

قطعۂ تاریخ تولد فرزند جناب میر بندہ علی صاحب رئیس کوڑا جہان آباد ضلع فتحپور ہسوہ

تم کو اے بندہ علی خالق نے
ماہ رخسار کیا پور عطا
لکھو تاریخ ولادت عاشق
کوکب برج شرافت یہ چمکا
۱۲۹۸ھ

قطعۂ تاریخ تولد فرزند جناب میر برکت حسین صاحب رئیس فتحپور

برکت کو خدا نے پور بخشا
گلفام و حسین و خوبرو ہے
عاشق کہو تم بھی بہر تاریخ
نوبادۂ باغ آرزو ہے
۱۳۰۰ھ

قطعۂ تاریخ کتخدائی جناب شیخ محمد حسین صاحب رئیس فتحپور

اے محمد حسین مژدہ باد
منعقد گشت محفل شادی
ہے تاریخ عقد اے عاشق
ہاتف غیب گفت عیش و خوشی
۱۳۰۲ھ

قطعۂ تاریخ دیوان نغمۂ بہار مصنفہ فصیح زمان بلیغ دوران

لمعہ شمس الفصحاے ونماحت شعشہ بدرالدجاے بلاغت نقشی بینظیر وبیمثال سخنور ذوالمفاخر حضرت مولوی منشی محمد ذاکر علی صاحب متخلص بہ ذاکر سلمہ القادر رئیس خطہ پرنور قصبہ شاہپور ضلع فتحپور استاد مصنف

عجب استاد ذاکر کا ہے دیوان پئے تاریخ ہاتف نے یہ عاشق	کلام پاک ہے یا ہے کوئی سحر کہا مرغوب دل ہو ۱۲۹۳ ف غنچہ مہر ۱۳۰۲ھ

الیضاً در سنہ عیسوی

میرے اوستاد جناب ذاکر لکھہ دتاریخ مسیحی عاشق	آپکا باغ سخن خوب پھلا خوب الحق چمن نظم کھلا ۸۶ ۱۸ ۶

قطعہ تاریخ فرمایشی دیوان جناب کریم بخش صاحب کریم رئیس اندولی وکیل عدالت فتحپور

بیمثل وخوب لکھا دیوان کریم نے یہ	ہر شعر مین بھری ہے کیا خوبی ونزاکت

فصل سے یہ دونوں تاریخیں ہیں پیدا
اب لکھو دو سال ہجری میں بھی یہ عاشق

با حسن بے نظیر و بے مثل خوبصورت
۱۲۹۴ف ۱۸۸۶ع
بزیب تیغ الفت اور خنجر محبت
سمت ۱۹۴۳ ۱۳۰۳ھ

قطعہ تاریخ تولد فرزند جناب محمد بشیر علی صاحب رئیس ہنسوا ضلع فتحپور

ہو مبارک پسر بشیر علی
کرے اللہ اوسکی عمر دراز
سال ہجری میں کہدے وا عاشق

ہوا پیدا بفضل رب قدیر
طفل سے ہو جوان جوان سے پیر
نام تاریخی ہے غلام کبیر
۱۳۰۳ھ

قطعہ تاریخ تولد فرزند جناب مولوی میر رضا علی صاحب رئیس فتحپور محلہ

آنکہ نامش رضا بلفظ علی ست
سال مولد بخواب عاشق دید

داد اورا پسر خدائے احد
شد محمد آفتاب برآمد
۱۳۰۳ھ

قطعہ تاریخ دیوان جناب منشی لیاقت حسین صاحب متخلص بہ رئیس منشی ضلع فتحپور

دیکھا دیوان ہنر کا جسنے کہا
تم بھی تاریخ لکھدو اے عاشق

کیا ہی عمدہ کلام ہے واللہ
بے نظیر و عجیب و عمدہ واہ
۱۳۰۳ھ

ایضاً در سنہ عیسوی

اچھا لکھا ہست ہنے یہ دیوان
سال ترتیب لکھدو اے عاشق

خط ہے اسکا کہ خطِ روے نگار
خوب بازیب دفتر اشعار
۸۶ ۱۸ ع

ایضاً در سنہ فصلی

خوب تر دیوان ہنر ترتیب داد
گفت عاشق مصرعۂ تاریخ سال

دلکشا و عجیب دلکش دلپذیر
چیدہ و بازیب دیوان بے نظیر
۹۳ ۱۲ ف

قطعۂ تاریخ انتقال محمد عبد الشکور برادر خورد مصنف

از وفات برادرے عاشق
سال فوتش بگفت ہاتف غیب

شد در قلب صدمۂ جانکاہ
ذرہ عبد الشکور بہماست آہ
۱۳۰۴ھ

ایضاً در سنہ عیسوی

حیف از باغ جہان عبد الشکور

رفت سوے قصر گلزار ارم

بود یوم از جنوری حادی عشر
یوم شنبہ زہے وقت شب

او قدم در گلشن جنت نہاد
ہست یک فرزند او عبد العزیز

اے برادر شاد رفتے تو بخلد
عفو عصیانش بفرما یا غفور

گفت عاشق سال تاریخ وفات
کِش نہال زندگانی شد قلم

رفت سی سالہ سوے ملک عدم
پشت من خم شد ز درد و رنج و غم

یازدہ سال ست عمرش بیش و کم
من بخاک افتادہ چون نقش قدم

این دعاے خیر ہر دم میکنم
رفت ہوش و صبر و طاقت از دلم

۱۸۷۴ع

ایضًا در سنہ فصلی

از جہان بگذشت چون عبد الشکور
عاشق غمگین نوشت این سال فوت

ہر یکے در رنج و غم شد مبتلا
رفت ازین دار الفنا سوے بقا

۱۲۹۴ف

قطعۂ تاریخ تولد فرزند جناب ولاد حسین صاحب صادق رئیس فتحپور شاگرد حضرت ذاکر

شد پسر در خانۂ اولاد حسین
نیک اختر مہ جبین و مہ لقا

گفت عاشق بہرِ سالِ مولدش | نام تاریخی غلام کبریا ۱۳۰۴ھ

قطعۂ تاریخ وفات جناب واجد علی شاہ صاحب شاہ اودھ

رفت از دنیا شہِ واجد علی | بود متخلص بہ اختر رشکِ ماہ
بہرِ سالِ رحلتش با غم و سوز | زد رقم عاشق کہ اختر حیف آہ ۱۳۰۵ھ

قطعۂ تاریخ تولد فرزند منیر برکت علی صاحب مختار رئیس فتحپور

شدہ در خانۂ برکت چو تولد فرزند | صبح طالع شد و خورشید درخشان آمد
زد رقم مصرعۂ تاریخ ولادت عاشق | بیرون از برجِ اسد نیّر تابان آمد ۱۳۰۵ھ

قطعۂ تاریخ دیوان بی وزیر جان دلبر متوطنہ غازیپور ضلع فتحپورہ

واہ اے دلبر لکھا کیا خوب دیوان لاجواب | ہر غزل ہر شعر میں بندش نئی مضمون غریب
کہہ دو عاشق سال ترتیب اسکا تم بھی بیمثال | بے عدیل و بے بدل بے مثل بے ہمتا عجیب ۱۳۰۵ھ

ایضًا در سنہ عیسوی

دیوان وزیر جاں کا ترتیب پا چکا
چھپنے کا سب باقی رہا انتظام ہے
عاشق نے کہہ دو مصرعۂ تاریخ لاجواب
اچھا ہے بینظیر ہے شیریں کلام ہے
۱۲۸۸ھ

ایضاً در سنہ فصلی

وہ دیوان دلبر کا پر نور ہے
خجل مہر ہے پیش تاب سخن
ہوا مصرعۂ سال بھی پر ضیا
یہ دیوان ہے آفتاب سخن
۱۲۹۵ف

ایضاً در سمبت بکرمی

وصف کیا دیوان دلبر کا لکھوں
آجکل میری طبیعت ہے علیل
سارے مضمون سخن ہیں لاجواب
بے بہا دیوان ہے سب کے قال و قیل
کہہ دو عاشق مصرعۂ تاریخ سال
خوش فضا با زیب اچھا بے بدل
سمبت ۱۹۴۵

قطعۂ تاریخ وفات جناب مولوی واجد حسین صاحب رئیس فتحپور

حیف صد حیف سوے دار بقا
شدہ راہی ز کشور فانی
مصرع سال فوت عاشق گفت
رفت واجد حسین از ہستی
۱۳۰۵ھ

قطعہ تاریخ وفات جناب میر وارث حسن صاحب رئیس فتحپور۔

رفت صد حیف بسوئے فردوس — میر وارث حسن از دنیا حیف
مصرع فوت بگو اے عاشق — شدہ وارث حسن از دنیا حیف
۱۳۰۵ھ

قطعہ تاریخ وفات میر کاظم حسین صاحب رئیس فتحپور

راہی جنت ہوئے کاظم حسین — مرگ کا اونکے ہوا ہر اک کو غم
لکھ دو عاشق مصرع تاریخ فوت — حیف کاظم چلدئے سوئے عدم
۱۳۰۶ھ

قطعہ تاریخ تعمیر مسجد میر رضا علی جوہر تخلص رئیس فتحپور

آنکہ از تعمیر مسجد فخر یافت — ہست با لفظ علی نامش رضا
سال تعمیرش چنین عاشق بگفت — گشت دیگر مسجد اقصے بنا
۱۳۰۶ھ

قطعہ تاریخ وفات نواب صدیق حسن خان صاحب بھوپال

در غمش حشر بپا شد عاشق — زیر این چرخ کہن حیف افسوس

گفت ہاتف پئے تاریخ وفات | رفت صدیق حسن حیف افسوس ۱۳۰۷ھ

قطعۂ تاریخ وفات جناب مولوی عبد الحق صاحب خلف جناب میر الٰہی صاحب رئیس فتحپور

سوئے فردوس عبد الحق سفر کرد | بزرگ و خورد را گشتہ قلق حیف
بگوا زماتمش چاک جگر شد | شدہ قلب زمین از رنج شق حیف ۱۳۰۷ھ
سروش غیب سال فوت گفتا | معین مذہب حق عبد حق حیف ۱۳۰۷ھ

قطعۂ تاریخ وفات جناب مولانا قادر بخش صاحب رئیس لکھنؤ ضلع فتحپور

ہوا اور دن شب تار عاشق | چھپا روئے پرنور جسدم کفن میں
پئے سال رحلت نداغیب نے دی | صد افسوس خورشید آیا گہن میں ۱۳۰۷ھ

قطعۂ تاریخ انتقال حامد حسین پسر محمد حسین صاحب مرحوم رئیس فتحپور

آہ زہستی شدہ حامد حسین | عازم ملک عدم افسوس حیف
ہاتف غیبی پئے تاریخ گفت | رفت بسوئے ارم افسوس حیف ۱۳۰۷ھ

قطعہ تاریخ دیوان جناب مولوی رضی الدین صاحب منیب
مدرس اول فارسی ضلع اسکول فتحپور رئیس قصبہ ہتھگام

آپنے دیوان کہا ہے اے منیب ایسا کہ واہ
تم بھی عاشق کہدو یہ مصرع پئے ترتیب سال

سچ تو یہ ہے شاعری کی جاگ اٹھے ہیں نصیب
رونق بزم سخن با زیب دیوان منیب
۱۳۱۰ھ

قطعہ تاریخ از نتائج طبع عالی فصیح زمان بلیغ دوران لمعہ شمس الضحای فصاحت شعشعہ بدر الدجای بلاغت منشی منظر سخنوری والملقب حضرت مولوی محمد ذاکر علی صاحب متخلص بہ ذاکر سلسلۃ القادریہ رئیس خطہ پرنور قصبہ شاہپور ضلع فتحپور استاد مصنف

بغیرت حسن پری ہے دیوان
لکھدو ذاکر پئے سال ترتیب

دیکھیں تو جن و بشر کھائیں فریب
سخن نغز و کلام با زیب
۱۸۹۲ع

قطعہ تاریخ از جناب شیخ محمد نظیر حسن صاحب وکیل برادر کلان حقیقی مصنف متخلص نظیر

خوب شد دیوان عاشق اختتام
جا بنفزا و بحسب فکر [illegible]

بہرِ سالِ ختمِ دیوان اے نظیر | گفت ہاتف چیدہ عمدہ بےنظیر ۱۳۰۳ھ

قطعۂ تاریخ از جناب حافظ عبد اللہ صاحب متخلص حافظ برادر کلان حقیقی مصنف

نغمۂ درد دیکھکر حافظ | دل ہمارا ہوا کمال نہال
بلبلِ دل نے سالِ ختم کہا | چیدہ باحُسن بوستانِ خیال ۱۳۰۳ھ

قطعۂ تاریخ از جناب محمد عبد الرحمن صاحب فوٹو گرافر برادر کلان حقیقی مصنف

عاشق کہا ہے تمنے کیا بےنظیر دیوان | جسکا بدل جہان میں کوئی نہیں ہے ہمتا
تھی سالِ ختمِ دیوان کی فکر مجھکو بیحد | ہاتف پکارا اوٹھا بےمثل ہے فرد یکتا ۱۳۰۳ھ

قطعۂ تاریخ از محمد عبد الشکور صابر تخلص برادر خورد حقیقی مصنف

بھائی عبد الغفور صاحب کے | کیسی عمدہ کلام کی ہے بہار
کہدو صابر یہ مصرعِ تاریخ | اچھا ہے چیدہ دفترِ اشعار ۱۳۰۳ھ

قطعۂ تاریخ از محمد عبد الوحید خلف اکبر مصنف

قبلہ گاہی سے مرے دیوان یہ
سال ختم و طبع دیوان میں فرحید
بے بدل بے مثل کیا مرغوب دل
سمت ۱۹۴۲
واہ بازیب و عجیب و بے نظیر
۱۳۰۳ھ
اچھا عمدہ بے بدل باغ سخن
۱۸۹۰ع
بے بدل لاثانی بے ہمتا نفیس
۱۲۹۸ف

باصفا باحسن کیا اچھا لکھا
ہاتف غیبی نے یہ مجھسے کہا
ہے کتاب الفت و مہر و وفا
۱۲۹۳ف
بے بہا مضمون ہے کیا با فضا
۱۸۸۶ع
غیرت حسن چمن دیوان لکھا
سمت ۱۹۴۲
دفتر اشعار کیا اچھا چھپا
۱۳۰۸ھ

قطعۂ تاریخ از محمد عبد المجید خلف اصغر مصنف

سے قبلہ گاہی کے دیوان کی
ہاتف غیب نے دی مجید

ہوئی خوب تاریخ ہجری نصیب
کہ دیوان ہے یہ عجیب و غریب
۱۳۰۳ھ

قطعۂ تاریخ از محمد بشیر علی برادر زادہ مصنف

سے عموی جناب عاشق کا
ع سال ختم کہہ دو بشیر

ہوا دیوان یہ بیمثال تمام
واہ بازیب و بے نظیر کلام
۱۳۰۳ھ

ۂ تاریخ از محمد عبد الحی فوٹو گرافر برادر زادہ مصنف

رنگین کلام حضرتِ عاشق جو دیکھ لے ... وہ بھول کرے نہ کبھی بوستان کو
تاریخ ہی کے فکر میں تھی عندلیبِ طبع ... ہاتف نے کہہ دیا کہ لکھو غنچہ دہر
۱۳۰۳ھ

قطعہ تاریخ از محمد عبد العزیز برادر زادہ مصنف

میرے عموی جناب عاشق نے ... کہا دیوان یہ خوب ہے داد
مصرع سال تم بھی کہہ دو عزیز ... بے بدل بے نظیر دیوان
۱۳۰۳ھ

قطعہ تاریخ از جناب شیخ قدرت اللہ صاحب برادر مصنف

ہو گیا باغ باغ دل میرا ... دیکھا جس دم یہ بوستان سخن
کہا ہاتف نے مصرعِ تاریخ ... اچھا بازیب گلستان
۱۳۰۳ھ

قطعہ تاریخ از جناب شیخ جمال الدین صاحب داماد مصنف

رشک گلشن ہے وہ عاشق کا کلام ... گل ہوں شرمندہ وہ رنگین
مصرعِ تاریخ بھی ہے پر بہار ... بے بہا ہے بے بہا گلزار منظر
۱۳۰۳ھ

قطعہ تاریخ از جناب ملتی سید طاہر علی صاحب طاہر رئیس ضلع فرخ

…ے نظم و خوشا دیوانِ دلکش
…پے تاریخ سالِ اختتامش

که گلزاریست رنگین حیرت افزا
سروشِ غیب باغِ فکر گفتا
۱۳۰۳

قطعهٔ تاریخ از جناب نواب محمد رضوان خانصاحب متخلص برضوان رئیس اعظم مرادآباد

…قد المثل کلامے که بود روحِ سخن
…طِ مصحفِ حق ست که همپایهٔ او
…ن سنِ عیسوی از رو طرب گفتم

چون مدون شده از عبد غفور حاذق
نیست در حال دنیا شده بزبان سابق
نادر العصر گلے گلشنِ فکرِ عاشق
۱۸۸۶

قطعهٔ تاریخ از جناب منشی دهنپت رای صاحب رئیس شهر لکهنو

…یوان فصیح عاشقِ ذی حشمت
…یخ رقم کرد محقق فورا

ترتیب چو یافت بفضلِ خالق
مقبولِ زمان هست کلامِ عاشق
۱۳۰۳ھ

ایضاً در سنه عیسوی

…ب تر دیوان خود ترتیب داد
…محقق زد ندا هاتف ز غیب

نامور عبد الغفور خوش مقال
ختم شد دیوان عاشق بےمثال

ایضاً در صنعت زبر و بیّنات در سمبت بکرمی

پاس چون بعد ختم این دیوان
فی البدیہہ دبہ بیّنات و زبر

بہر تاریخ از محقق گفت
ہست عمدہ کلام عاشق گفت
سمبت ۱۹۴۳ بکرمی

قطعۂ تاریخ از جناب منشی محمد ذاکر حسین صاحب یاس رئیس شہر لکھنؤ

سب مرتب ہو گیا اوسکا کلام
بے بدل تاریخ اوسکی کر رقم

یاس جو ہے عاشق صاحب ہنر
ہاے عاشق کا کلام با اثر
۱۳۰۳ھ

قطعۂ تاریخ از جناب منشی لیاقت حسین صاحب رئیس ملنپور ضلع فتحپور

شیخ عبد الغفور صاحب نے
سن ہجری مین اے ہنر تاریخ

خوب ظاہر کیا کمال سخن
لکھنؤ عاشق کا ہے نہال سخن
۱۳۰۳ھ

قطعۂ تاریخ از جناب حافظ محمد عبد الغفور صاحب رئیس ہتگانو ضلع فتحپور ہنسوا

یہ گلزار اشعار رنگین بہار
جو دیکھے تو ہو باغ رضوان خجل

پئے سال تاریخ کہدو غفور | کہ ہمیشہ باریب مرغوب دل
۱۸۸۶ع

قطعۂ تاریخ از جناب حکیم محمد انور صاحب رئیس الہ آباد ڈلمئو ضلع فتحپور

ختم دیوان یہ ہوگیا جسدم | مجھکو تاریخ کا خیال ہوا
بولا ہاتف کہ کہدو اے انور | خوشنما طرفہ بیمثال ہوا
۱۸۸۶ع

قطعۂ تاریخ از جناب اولاد حسین صاحب صادق رئیس فتحپور شاگرد حضرت فدا کرشاہپوری

عاشق کا ہے کیا کلام روشن | دیوان ہے پرضیا و بازیب
صادق کہو تم بھی مصرع سال | خورشید سخن کلام بازیب
۱۸۸۷ع

قطعۂ تاریخ از جناب محمد بشیر علی صاحب رئیس قصبہ ھنسوا ضلع فتحپور

وہ مصفا کلام عاشق ہے | جسکا ہر نقطہ ہے دُرِ مکنون
غیب سے اے بشیر ہاتف نے | دی ندا واہ دلکشا مضمون
۱۳۰۳ھ

قطعۂ تاریخ از جناب میر الفت حسین صاحب

خوب دیوان یہ لکھا ہے عاشق
کہدو الفت یہ مصرعِ تاریخ

آپ ہیں فنِ شاعری میں تمام
بے بہا اچھا بے نظیر کلام
۱۲۹۳ ف

قطعۂ تاریخ از جناب محمد حسین صاحب رئیس شہر فتح پور

آفریں ہے عاشق صاحب سخن
مصرع تاریخ فرحت کہدو یہ

بے مثال و بے بدل دیوان لکھا
بے نظیر اچھا عجیب و بے بہا
۱۲۹۳ ف

قطعۂ تاریخ از جناب محمد ظفر علی صاحب رئیس قصبہ ایرائوان سادات ضلع فتحپور

یکتا و بے مثال ہے دیوان بے بہا
کیا خوب سال ختم میں ہاتف نے دی ندا

عاشق نے رکھا نغمۂ درد اسکا نام ہے
کہدو کہ بے نظیر ہے اچھا کلام ہے
۱۲۹۳ ف

قطعۂ تاریخ از جناب شیخ حمید اللہ صاحب رئیس ایرائوان سادات ضلع فتحپور

صفحہ صفحہ تختۂ گلزار ہے
عندلیبِ خامہ لکھ مصراع سال

واہ کیا دیوان ہے یہ رشکِ چمن
چیدہ ہے با حُسن ہے باغ سخن
۱۸۸۶ء

قطعۂ تاریخ از جناب حافظ علی حسن صاحب سیاہہ نویس رئیس شہر فتحپور

ہو دیوان عاشق نکیون پر بہار
ہے یہ سال ترتیب لکھنے یہ
کہ ہے قدر دانِ سخن کا چمن
کہا ہے ہمیشہ بہار سخن
۱۳۰۲ھ

غزل تاریخ از جناب مولوی میر رضا علی صاحب جو ہر رئیس شہر فتحپور مختار عدالت

مرحبا کیا خوب ہے شانِ سخن
پر فضا ہے کیا یہ دیوانِ سخن
واہ عاشق شاہ شاہانِ سخن
کر دیا جاری یہ فرمانِ سخن
روپ پر ہے کیا کلام پر بہار
غیرتِ گلشن ہے دیوانِ سخن
صفحہ صفحہ تختۂ گلزار ہے
رشکِ گلشن ہے یہ بستانِ سخن
دیکھے جو دلچسپ مضمون اسکا تو
ہو دل و جان سے وہ قربانِ سخن
سینے مین دلکو مرے برما دیا
تیز تر ہے کیسا پیکانِ سخن
واہ کیا ہے بندشِ مضمون عجیب
سب سخنور ہین ثنا خوانِ سخن
کیا لب جانبخش عاشق کی ہے بات
گویا جنبش اوسکی ہے جانِ سخن
کہدو جوہر مصرعۂ ترتیب سال
بے بدل با زیب بستانِ سخن
۱۲۹۳ف
عندلیبِ خامہ لکھ اب سالِ طبع
واہ اچھا ہے گلستانِ سخن
۱۳۰۸ھ

قطعۂ تاریخ از جناب منشی سید سعید الدین صاحب وکیل رئیس قصبۂ بڑانوان ساکن فتحپور ۱۰ اضلع

خوب عاشق نے یہ لکھا دیوان
بولا ہاتف یہ خوب ہے تاریخ

سب ہے بدل بےنظیر یکتا فرد
کیا کہا ہمیشہ نغمۂ درد
۱۳۰۳ھ ۱۸۸۶ع

قطعۂ تاریخ از جناب سید برکت علی صاحب مختار رئیس شہر فتحپور

ہے منور ایسا عاشق کا کلام
کہہ دو برکت مصرعِ تاریخ یہ

مہر شرمندہ خجل ہے ماہتاب
فرد لاثانی و رشکِ آفتاب
۱۸۸۶ع

قطعۂ تاریخ از جناب مدح خاں صاحب رئیس شہر فتحپور محلہ چھنگین لوڈلہ

نہ کہوں کیوں جناب عاشق کو
اونکا نور کلام عالم مین
کرے جو وصف اونکے دیوان کا
بہرِ تاریخ سال دیوان مین

اوستادِ زمان یگانۂ فن
صورتِ آفتاب ہے روشن
ایسی کسکی زبان ہے کسکا دہن
بولا ہاتف زہے شعار سخن
۱۳۰۳ھ

قطعۂ تاریخ از جناب میر اولاد علی صاحب رئیس شہر فتحپور محلہ صاجری

عاشق یہ خوب سکہ مضمون چلا دیا
بے شبہہ آپ ملک سخن کے ہین بادشاہ

خوش ہو کے مین بھی مصرعِ تاریخ لکھدون اب | بے مثل و بےنظیر ہے دیوان عجیب داد
سمبت ۱۹۴۳

قطعۂ تاریخ از جناب کریم بخش صاحب وکیل رئیس و زمیندار اندولی ضلع فتحپور

واہ عبد الغفور صاحب خوب | لکھا دیوان آپنے یہ عجیب
ہاتفِ غیب بول اوٹھا کہ کریم | کہدو تاریخ ہے کلامِ غریب
۱۳۰۳ھ

قطعۂ تاریخ از لالہ بھگوان پرشاد صاحب رئیس فتحپور طالب علم ہائی اسکول فتحپور

دیکھو ہے کیسی بندش مضمون عجیب تر | دیوان گویا ہے یہ زنجیرِ عشق ہے
تاریخ سالِ ختم مین دیوان کے ناگہان | آواز آئی غیب سے تحریرِ عشق ہے
۱۳۰۳ھ

قطعۂ تاریخ از بی وزیر جان صاحبہ دلبر متوطنۂ غازیپور ضلع فتحپور

کیا ہے بازیب و پر فضا دیوان | گلشن حسن کا ہے ایک نہال
لکھدو دلبر یہ مصرعِ تاریخ | ہے یہ دیوان گلستان خیال
۱۳۰۳ھ

قطعۂ تاریخ از بی امیر جان صاحبہ ادا متوطنۂ باندا

دیکھو عاشق کا پر ضیا ہے کلام
مصرع سال ختم لکھدو ادا

کیسا پر نور ہے یہ آب سخن
پاک دیوان ہے آفتاب سخن
۱۳۰۳ھ

قطعۂ تاریخ از منشی وزیر جان صاحب گگرو متوطن گھورا ضلع فتحپور

بےمثل ہے کیا کلام عاشق
گگرو لکھو تم بھی مصرعہ سال

کہتے ہیں جہاں میں سب زن و مرد
عاشق کا کلام ۵۸۳ نغمۂ درد ۱۳۰۳ھ
۱۸۸۶ع

قطعۂ تاریخ از نظیر بیگ متوطن آگرہ ایکٹر انڈین امپیریل تھیئٹرکل کمپنی

للہ الحمد حضرت عاشق
ہیئے تاریخ سال ہاتف نے

ہوا دیوان آپکا یہ تمام
دی ندا بے نظیر ہے یہ کلام
۱۲۹۳ف

قطعۂ تاریخ از محمد عبد الواحد صاحب متوطن اٹاوا ایکٹر انڈین
امپیریل تھیئٹرکل کمپنی

عجب نکتہ پرور ہیں عبد الغفور
یہ کیا خوب ہے مصرع سال ختم

کلام اونکا ہے شہر یار سخن
لکھے اسمیں عاشق نے کیا کیا سخن
۱۳۰۳

قطعہ تاریخ از جناب راجی سعادت علی صاحب رئیس مانکپور ضلع پرتاب گڑھ

گفت دیوان خوب تر عبد الغفور
ہست نادر مصرع تاریخ سال

شاعرِ صاحب ہنر عاشق لقب
بیمثال و خوب تر دیوان عجب
سمت ۱۹۴۳

قطعات طبع دیوان

قطعہ تاریخ از جناب شیخ بدیع الدین احمد صاحب رئیس قصبہ بہوا شاگرد حضرت منیب

زہے عاشقِ شاعر خوش بیان
ہوئی فرحتِ تازہ احباب کو
یہ دیوان نہیں بلکہ ہے گلستان
بدیع حزین کو ہوئی جب یہ فکر
دل پیچ سے تب یہ آئی ندا

کیا آپنے خوب دیوان رقم
حسد سے ہوا حاسدون کو الم
کہ سیر اسکی ہے دافع رنج و غم
کہ لائے حسنِ طبع زیر قلم
کیا خوب دیوان نادر رقم
۱۳۱۰ھ

قطعہ تاریخ از جناب جے بہادر صاحب رئیس فتحپور طالب العلم ہائی اسکول فتحپور

لکھا عاشق نے کیا ہی خوب دیوان
فصاحت اسکی ہر مصرع سے ظاہر
کہان تو اور کہان توصیف اسکی
کٹا جب فرق دشمن نکلی تاریخ

ہے جسکا نقطہ نقطہ گوہر دُر
بلاغت اسکی ہر معنی مین ہے پر
تو سال طبع لکھ اے حجب بہادر
یہ ہے دیوان عاشق عشق سے پر
۱۳۱۰ھ

الحمد للہ والمنۃ کہ یہ دیوان بماہ ذی الحجہ ۱۳۱۰؁ ہجری مطابق ماہ جولائی ۱۸۹۳؁ع چھپکر تیار ہوگیا چونکہ یہ دیوان ۱۳۰۸؁ ہجری مطابق ۱۸۹۱؁ع چھپنا شروع ہوا تھا اور قطعات تاریخ طبع جو اوسوقت آگئے تھے وہ سب خارج کرکے صرف وہ رکھ لئے گئے ہین جنمین تاریخ اختتام طبع ایک ہی قطعہ مین ہین ٹائٹل پیج اسکا پہلے چھپ گیا تھا اوسوقت یہ دیوان قریب آٹھ جزو کے تھا مگر بعد ہ اور بھی غزلیات شامل کی گئین اسکی قیمت حسب ذیل قرار پائی کاغذ سفید ڈبل چکنا فی جلد ۱۲ کاغذ سفید دیسی فی جلد ۱ جو صاحب پچاس جلدین اکٹھا خرید فرماوینگے اونکو ۲ فی روپیہ اور جو سو جلدین خرید فرماوینگے اونکو ۳ فی روپیہ کمیشن دیا جاویگا

اشتہار

ہر خاص و عام کو اجازت ہے کہ اس دیوان کو اہل مطبع یا جو صاحب چاہین بلا تامل چھاپین یا چھپوائین

المشتہر

حافظ محمد عبد الغفور مصنف دیوان و مالک مطبع [illegible]

اشتہار جنتری کلان

ہر خاص و عام کو واضح ہو کہ ہمارے مطبع مین ایک جنتری کلان بابت [illegible]
جسمین [illegible] سنون کے تاریخون کی مطابقت ہے اور پچیس سنون کی ایک ایک
دوامی جنتریان کہ جنمین ازل سے ابد تک کی تاریخین دریافت ہو سکتی ہین [illegible]
اور بمطابقت انکے انگریزی ایک جنتری چہار دہ صد سالہ [illegible] ہجری کی [illegible] ایک
ہجری لغایت سن چودہ سو ہجری کی بھی شامل ہے اور انگریزی وقت کے مطابق ہندوستانی
و ہندوستانی وقت کے مطابق انگریزی وقت دریافت کرنیکی جنتریان و دوامی جنتریان
عید وغیرہ اہل اسلام و عیسائیان و ہنود و پارسیان و یہود وغیرہ کے دریافت کرنیکے
نقشے اور جنتری دریافت جشن پارسیان وغیرہ عمدہ تقویم شامل ہین انکی تشریح کیفیت
اس مختصر اشتہار مین نہین لکھی جاسکتی عنقریب علیحدہ اشتہار چھپکر شائع ہوگا
یہ جنتری مولفہ و مرتبہ جناب حافظ محمد عبد اللہ صاحب حافظ مرقع نگار رئیس شیخوپور ضلع [illegible]
بانی انڈین امپیریل تھیٹریکل کمپنی ہے اور حافظ صاحب موصوف نے حق تالیف
اس مطبع کو ہمیشہ کے لئے ہبہ فرمایا ہے کوئی صاحب بلا اجازت [illegible] طبع کا ارادہ نکرین

المشتہر حافظ محمد عبد الغفور مالک مطبع لامع النور شہر شیخوپور [illegible]

سنہ ۱۸۹۲